

"تم ہی تم"



سیما شاہد





<http://primenovels.blogspot.com/>

کرنل جھانگیر نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکا اور بغور دیکھا چھ فٹ لمبا کسرتی جسم فوجی کٹ بال انتہائی
ہینڈ سٹم پر چہرے پہ چٹانوں سی سختی لب بہینچے ہووے۔۔۔۔۔

بات پوری سنو۔۔۔ زویا ہمارے بہت ہی عزیز دوست اور نامور سائنسدان شبیر خان کی اکلوتی بیٹی
ہے شبیر وزیرستان کی سیکرٹ لیبارٹری میں ایٹمی میزائل کی ٹیکنالوجی پر کام کر رہا تھا اور اپنے
تجربات میں کامیاب رہا پر دہشت گرد تنظیموں کو خبر پڑ گئی۔ پاکستان ایجنسیوں نے انکی حفاظت کا
ذمہ اٹھایا پر ناکام رہے۔۔۔۔۔ شبیر فرض کی راہوں میں شہید ہو گیا۔۔۔۔۔ پروہاں فارمولا محفوظ
ہے اور امید ہے کہ اسکی بیٹی زویا کے پاس ہے۔۔۔۔۔ اب تمہیں پاکستان جا کر رپورٹ کرنی ہے اور
زویا کو بحفاظت لے کر واپس کینیڈا آنا ہے

یاد رہے زویا کو اپنے والد کی شہادت کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے

زاور نے پرسوج انداز میں سراٹھایا اور پوچھا تو زویا بی بی وزیرستان میں کہاں ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔

کرنل نے بریف کیس سے تصویر نکال کر زاور کی طرف بڑھائی

ایک معصوم سی لڑکی بڑی بڑی سبز آنکھیں سر پر حجاب وہ ایک لمحے کو کھوسا گیا

نام زویا خان

عمر 17 سال

آخری اطلاع کے مطابق مری ڈگری کالج میں دیکھا گیا ہے

زوار نے پرسوج نظروں سے کرنل اور بریگیڈیئر صاحب کو دیکھا گہری سانس لی

اگر یہ لڑکی اتنی کم عمر اور معصوم ہے تو دہشت گرد اسکے پیچھے کیوں ہیں جبکہ پروفیسر بھی نہیں رہے کے انہیں بلیک میل کرنا ہوا اور یہ تو وزیرستان میں تھی تو مری کیسے سپاٹ کی گی۔۔۔ یہ کہہ کر زوار دونوں صاحبان کو دیکھنے لگا

زویا اپنے والد کو بہت عزیز تھی لندن ماسکو جہاں جہاں بھی وہ گیا زویا ساتھ تھی اور جب اسے وزیرستان میزائل تجربے کیلئے بھیجا گیا تو بھی زویا ساتھ تھی۔۔۔ دشمن ایجنسیوں نے جب پروفیسر پر دھاوا کیا تو انکے ہاتھ کچھ نہ آیا تب سے وہاں پورے علاقے میں ساری تنظیمیں زویا کو تلاش کر رہی ہیں انکا اور ہمارا بھی یہ خیال ہے کہ زویا کے پاس ہی پروفیسر کے سرچ کا سراغ ملے گا۔۔۔ اب وہ مری کب اور کیسے پہنچی اور کدھر رہتی ہے یہ سب معلوم کرنا اب تمہارا کام ہے پتہ کرو اور اسکو لیکر بحفاظت بیس میں رپورٹ کرو

this is an order major zawarbring her safely

کرنل جھانگیر بولے

تو آپ اس مشن میں مجھے اسسٹ کر رہے ہیں فاریور انفورمیشن میں اپنے کام میں مداخلت پسند نہیں کرتا لہذا آپ آفس میں رہ کر اور دوسری تنظیموں کے اوپر نظر رکھیں کوئی بھی غیر معمولی حرکتیں ہو تو مجھے انفورم کریں

Now captain give me the key and location of my safe house i will contact you if needed ..

یہ کہہ کر زوار کھڑا ہو گیا

مگر سر جھے آپ کے ساتھ اس مشن میں رہنے کا آرڈر ہے اور پھر آپکا آئی ایس آئی میں اتنا نام ہے اس سے اچھا موقع مجھے پھر کب ملے گا کہ میں آپ سے کچھ سیکھ سکوں

کیپٹن آپ مجھے آفس سے اسسٹ کریں اگر آپکی ضرورت پڑی تو میں رابطہ کروں گا۔۔۔

یہ کہہ کر زوار نے گاڑی اور کاٹیج کی چابی اٹھائی اور اپنے مغرور انداز میں باہر چلا گیا

کاٹیج میں پہنچ کر زوار نے اپنا سامان جو کہ صرف ایک بریف کیس تھا اندر رکھا اور لیپ ٹاپ کھول کر اپنے

security system and hacking devices

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم،

آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔

آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ

کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

کو ایکٹیویٹ کرنے لگاتا کہ اگر کوئی غیر معمولی پیشرفت ہو تو پتہ چل سکے۔۔ اب اسکا ٹارگیٹ مری ڈگری کالج تھا جہاں آئی ایس آئی کی رپورٹ کے مطابق زویا کو دیکھا گیا تھا اسنے کالج کے سیسٹم کو ہیک کیا تو اسے زویا نام کی چھ لڑکیاں نظر آئی پر سب کا سر نیم مختلف تھا۔۔

وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر اسنے کر نل جھانگیر کو کال ملائی۔۔

اسلام علیکم سر میجر زوار رپورٹنگ

وسلام جوان کیا رپورٹ ہے

سر میرا پلان تیار ہے میری معلومات کے مطابق کچھ زویا نامی لڑکیاں مری کالج میں ہیں جن میں سے ایک سیکینڈائر سائنس میں ہے جس پر مجھے شک ہے کیونکہ جس زویا کو ہم ڈھونڈ رہے ہیں اپنی عمر کے حساب سے وہ اسی کلاس میں ہو سکتی ہے چونکہ اسکے والد سائنسدان تھے تو لامحالہ بیٹی کا رجحان بھی ہو گا لحاظہ آپ کل ہی میرا تقرر ٹیچر کے طور پر کروایں۔۔۔

ٹھیک ہے جوان تم تیاری کرو میں انتظام کرواتا ہوں کل صبح تم جا کے کالج پر نپل سے مل لینا

زویا آواز سن کر ڈرگی اور جلدی سے کمرے کا دروازہ لاک کر کے آیت الکرسی پڑھنے لگی اسے بہت ڈر لگ رہا تھا اسکے پاس کوئی فون بھی نہیں تھا کہ وہ کا کا یا پولیس کو کال کر سکتی۔ دس پندرہ منٹ گزر

گئے باہر سے مار پیٹ کی آوازیں آرہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ دو لوگ آپس میں لڑ رہے ہو تھوڑی دیر بعد خاموشی چھا گئی پھر قدموں کی آواز اسکے کمرے کی طرف آتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ نازک سی لڑکی ڈر کے مارے رونے لگی اسے لگ رہا تھا کہ اسکا دم نکلنے کو ہے قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جاتی کی دروازے پر دستک ہوئی اور کاکا کی کی آواز اسکے کانوں کو پڑی۔

زویا بیٹی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ دروازہ کھولیں بیٹیا یہ میں ہوں۔۔۔ آپکا کاکا

زویا نے بھاگ کر دروازہ کھولا۔۔۔ کاکا ابھی یہاں کوئی تھا وہ لڑائی کر رہا تھا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ زویا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

بیٹیا آپ فکر نہ کرو آپکے بابا کے کچھ دشمن تھے پر آپ جلدی سے اپنا سامان سمیٹ لو اس سے پہلے وہ پھر آجائیں میں آپکو صبح ہوتے ہی کالج ہاسٹل شفٹ کر دوں گا اب آپ اپنا زیادہ ٹائمز کالج میں گزارنا تاکہ کوئی باہر والا آپکو نقصان نہ پہنچا سکے۔۔۔۔۔ یہ کہہ کاکا نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی

پر کاکا بابا نے ہمیں اتنے چوری چوری یہاں کیوں بھیجا اگر بابا کو خطرہ ہے تو ہم پولیس سے مدد کیوں نہیں لے سکتے۔۔۔۔۔ بابا ساتھ کیوں نہیں آئے۔۔۔۔۔ زویا نے پوچھا کاکا جن کا اصلی نام عمر تھا

نے ترحم بھری نظروں سے زویا کو دیکھا۔۔ وہ پروفیسر کے ساتھی تھے اور باڈی گارڈ بھی زویا کی پرورش میں انکا بھی حصہ تھا۔۔۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس معصوم کو کیسے بتائیں کہ اسکے بابا نہیں رہے اور کیسے اسکو کرنل جھانگیر کے پاس پہنچائیں جو کہ اسکے بابا کی وصیت تھی کیونکہ دشمن گھات لگائے بیٹھا ہے ایسے میں اسے لے کر نکلنا خود کشی کرنے کے مترادف تھا۔۔۔ زویا کو کالج بھی اسی لئے بھیجا جا رہا تھا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اتنے خراب حالات میں وزیرستان سے غائب ہونے والی لڑکی کالج میں ریگولر اسٹوڈنٹ ہے اور زویا بھی مصروف رہتی۔۔۔۔

کاکا نے آگے بڑھ کر زویا کا سامان اٹھایا اور اسے لے کر روانہ ہو گئے۔۔ وہ اسے لیکر ایک فلیٹ میں آ گئے بٹیا آج رات ہم یہاں رکیں گئے اور صبح ہوتے ہی میں آپکو ہاسٹل چھوڑ دوں گا اور آپ سے رابطے میں رہوں گا آپ حجاب تو لیتی ہیں پر جب تک حالات ٹھیک نہیں ہوتے آپ نقاب میں ہی رہیں گی کوشش کیجئے کہ کوئی بھی آپکو نہ دیکھ سکے ہاسٹل میں رہیں گی اور کہیں باہر نہیں جائیں گی۔ یہ آپکے بابا کی ہدایت ہے۔

سامان رکھتے ہوئے کاکا نے اسے ہدایات دی

پر کاکا بابا سے بولیں نہ کہ مجھ سے بھی بات کریں میں انھیں بہت مس کر رہی ہو۔۔ زویا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

الارم کی آواز سنتے ہی زوار نے بستر چھوڑ دیا اور اپنے ڈیلی روٹین کے مطابق ایک سرساز کرنے میں مشغول ہو گیا پھر اور نج جو س کا گلاس پی کر باہر جو گنگ کو روانہ ہوا صبح کی ٹیالی روشنی میں ہاف ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں کسرتی بازو چھ فٹ قد اور فوجی کٹ بال ہلکا سا شیو بڑھا ہوا دیکھنے والوں کے دل اپنی طرف کھینچ رہا تھا لڑکیوں کا ایک گروپ اسکے پاس سے گذرا اور ایک خوبصورت سی بولڈ

لڑکی نے اس کا راستہ روکا hey Handsomewanna company

زوار نے ایک گھوری سے اسے نوازا اور آگے نکل گیا۔ وہ لڑکی پر سوچ انداز میں اب بھی اسی کی سمت دیکھ رہی تھی۔-----

صبح آٹھ بجے وہ کالج کے پرنسپل کے آفس میں بیٹھا تھا ان سے مل کر اپنا ٹائم ٹیبل لے کر وہ کلاس میں آیا

گڈ مارنگ سراسٹوڈنٹ نے اسے وش کیا وہ سر ہلاتا ہوا ڈانس پر آگیا ان لڑکیوں میں وہ زویا کو ڈھونڈنے میں لگا تھا پر کچھ لڑکیاں نقاب میں تھی جس سے وہ الجھ گیا

کلاس میں ہو آ پکا نیا کیمسٹری ٹیچر احمد اب آپ سب باری باری کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروائیں یہ کہہ زوار نے پہلی رو کو اشارہ دیا کہ شروع ہو جاؤ ایک ایک کر کے سب اپنا نام بتانے لگے جب تیسری رو میں کھڑی لڑکی نے کہا زویا خان تو وہ چونک گیا اس نے اسے گہری نظروں سے دیکھا پر وہ نقاب میں تھی صرف اسکی آنکھیں نظر آرہی تھی گہری سبز جھیل جیسی۔۔۔۔۔ کلاس ختم ہوتے

<http://primenovels.blogspot.com/>

چلانہ سکے اسلئے اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ دیا وہ اسے دیکھ نہیں پارہی تھی۔۔ وہ پوری قوت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر مقابل کی گرفت بہت مضبوط تھی اسکا دم گھٹ رہا تھا وہ پسینے سے شرابور ہو گئی کے اچانک اسے لگا کے کوئی اسے آواز دے رہا ہے

ایک جھٹکے سے زویا کی آنکھ کھلی وہ پسینے سے شرابور تھی ایک لمحہ تو اسکو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے پھر آہستہ آہستہ اسکے اوسان بحال ہوئے تو اسے یاد آیا وہ ٹیبل پر بیٹھے بیٹھے اپنے بابا کو یاد کرتے سو گئی تھی اور وہ سب ایک خواب تھا۔ اسکا سر چکرارہا تھا پر وہ ہمت کر کے کالج کیلئے تیار ہونے لگی۔۔

زوار نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب زویا خان پر نظر رکھے گا اور اسلئے وہ صبح کالج کے ٹائم پر ہاسٹل کے باہر ہی اپنی گاڑی میں بیٹھا زویا کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اسکی نظر دائیں طرف چائے کے کھوکھے پر پڑی وہاں ایک انتہائی ماڈرن لڑکی بلیک جینز اور کرتے میں کھڑی تھی اور بار بار اسکی نظر ہاسٹل کے دروازے پر جارہی تھی۔ زوار کو وہ دیکھی دیکھی لگی اسنے فوراً اپنے کیمرے سے اسکی تصویر لی اور احمر کو بھیج دی اچانک اسکے دماغ میں کلک ہوا کہ یہ لڑکی کل صبح اسے جو گنگ کرتے ہوئے ملی تھی اسنے فوراً کپٹن احمر کو کال ملائی۔

I am on it “جی سر آپ فکر نہ کریں”

" Good morning

سر..... آپ راستے میں ہیں مجھے کلاس میں جانا ہے پلیز راستہ دیجئے“

پر زوارٹس سے مس نہیں ہوا اور اسے گہری نظر سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ابھی باہر جو لڑکی تمکو ملی تھی تم اسکو جانتی ہو۔ وہ تم سے کیا کہہ رہی تھی "

زویا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ سر کو کیا جواب دے کہ اچانک زوار غصے سے دھاڑا۔ "سمجھ

نہیں آ رہا کہ کیا پوچھ رہا ہوں بولو کون تھی وہ کیا کہہ رہی تھی "

زویا اسکے زور سے بولنے سے گھبرا گئی اسکی نقاب سے جھانکتی سبز آنکھیں پانی سے بھر گئیں بے

خوابی کی وجہ سے اسکی طبیعت پہلے ہی خراب تھی اور اب زوار کے ڈانٹنے سے وہ بالکل ہی ہاتھ پیر

چھوڑ بیٹھی اور بیہوش ہو کر گرنے لگی تو زوار نے جلدی سے اسے تھاما کچھ لڑکیاں یہ دیکھ کر جلدی

سے وہاں پہنچی۔۔۔

سر کیا ہوا اسٹوڈنٹ کا مجمع سالگ گیا تھا زوار نے سب کو ایک طرف کیا اور زویا کو اٹھا کر پارکنگ کی

طرف چل دیا جیسے ہی وہ کالج کی پارکنگ میں پہنچا تو چوکیدار اپنی گن لیکر آ گیا۔

"اوصاحب لڑکی کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہیں گولی مار دیگا "

زوار کے پاس وقت نہیں تھا اسے پورا یقین تھا کہ یہ ہی زویا ہے اسنے زویا کو گاڑی کے بونٹ کے

ساتھ لٹایا اور پلٹ کر چوکیدار کے پاس آیا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو چو

کیدار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا کہ زوار نے ایک مخصوص نس دبائی اور چوکیدار بیہوش ہو گیا

پلٹ کر زویا کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور تیز رفتاری سے نکلتا چلا گیا۔

گاڑی چلاتے ہوئے اسکا پورا دھیان روڈ پر تھا وہ جاننا چاہتا تھا کہ کوئی اسکا پیچھا تو نہیں کر رہا جب وہ مطمئن ہو گیا تو تیزی سے اپنے کاٹیج کی طرف جانے لگا۔

گاڑی سے اتر کر اسنے زویا کو اپنے کندھے پر ڈالا اور کاٹیج کے اندر آکر اسنے زویا کو صوفے پر لٹا دیا ابھی وہ اسے ہوش میں لانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اسکا فون بجا۔

"سر کیپٹن احمر رپورٹنگ "

"یس کیپٹن رپورٹ "

سرجو تصویر آپ نے بھیجی تھی اس لڑکی کا تعلق دہشت گرد تنظیم سے ہے اصل نام علینا حجازی ہے اور وہاں پر کمانڈو کے طور پر کام کرتی ہے۔ انکانیٹ ورک بہت مضبوط ہے یہاں پر وہ کدھر ہے اور کس نام سے ہے کچھ پتا نہیں چلا۔ مگر میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں۔

"اوکے کیپٹن مجھے اسکے بارے میں رپورٹ دیتے رہنا "

فون رکھکے زوار ٹہلنے لگا اگر دہشت گرد تنظیم کے لوگ زویا کا تعاقب کر رہے ہیں تو معاملہ بہت ہی خطرناک ہے اور اسے خطروں کا شوق تھا۔۔۔۔۔

وہ خطروں کا کھلاڑی زویا کی طرف آیا اسکا ارادہ اسکا نقاب ہٹا کر چہرہ دیکھنے کا تھا ابھی اسے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ زویا کراہتے ہوئے اٹھ گئی یہ سب اتنا چانک ہوا کہ دونوں کے سر ٹکرا گئے۔ زویا نے سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اسے لگ رہا تھا جیسے اسکا سر کسی سخت چٹان سے ٹکرایا تھا اس نے تکلیف برداشت کرتے ہوئے اپنا سر اٹھایا اور زوار کو دیکھتے ہی اس کے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی۔۔۔۔۔



Asslam o alekum

Tum he tum by Seema Shahid (episodic)

پارٹ 1

باہر سخت بر فباری ہو رہی تھی اور زوار موسم کی شدت سے بے پروا باہر اپنی جاگنگ کرنے میسی مگن تھا
کے اچانک ایک بلیک مر سڈیز اس کے بالکل سامنے آکر رکی اور انتہائی سوبر آدمی اتر کر زوار کے
سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔۔۔

سر آپ یہاں what a pleasant surprise کہتے زوار کرنل جھانگیر گے گلے لگا

جوان کرنل اس کو محبت سے دیکھتے ہوئے مسکراے

ایک پرسنل مشن ہے جس کے لے میسی تمہیں ٹریک کر کے یہاں آیا ہوں

سر گھر چلئے پھر بات کرئے گے۔۔۔۔۔ زوار بولا

دس منٹ کے بعد وہ ایک برف سے ڈھکے خوبصورت سے گھر پہنچے زوار کرنل صاحب کو لے کر

ڈرائنگ روم میں آیا۔۔۔۔۔

سر آپ تشریف رکھئے میں ماما پاپا کو بتا کر آیا۔۔۔۔۔ پاپا آپ کا کل ہی ذکر کر رہے تھے

کچھی دیر میں ریٹائرڈ بریگیڈیر ڈا افتخار بڑے جوش میں اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔ یار من کیسا ہے

کرنل جھانگیر مسکراے اور بولے۔۔۔۔۔

سب ٹھیک ہی ہے بس تمہاری مدد کی ضرورت ہے

sure why not dearits been a pleasure to help

بریکنڈیر افتخار بولے۔۔۔۔۔

آپکو زویا تو یاد ہوگی ہمیں اسکی حفاظت اور سیفٹی کے لئے ایک سیف ہاؤس کی ضرورت ہے اور وہاں کے حالات اب کنٹرول سے باہر ہیں اور ہاشم کے آدمی کتوں کی طرح اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری اٹھائیں۔۔۔۔۔ اور اسے وزیرستان سے بحفاظت نکال کر زوار کے حوالے کر دیا جائے

۔۔۔۔۔ زوار کو صبح کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔

آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں لڑکیوں سے ڈیل نہیں کرتا۔۔۔۔۔ زوار ہاتھ ملتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

listen میجر زوار

کرنل جھانگیر نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکا اور بغور دیکھا چھ فٹ لمبا کسرتی جسم فوجی کٹ بال انتہائی ہینڈسم پر چہرے پہ چٹانوں سی سختی لب بہینچے ہوئے۔۔۔۔۔

بات پوری سنو۔۔۔۔۔ زویا ہمارے بہت ہی عزیز دوست اور نامور سائنسدان شبیر خان کی اکلوتی بیٹی ہے شبیر وزیرستان کی سیکرٹ لیبارٹری میں ایٹمی میزائل کی ٹیکنالوجی پر کام کر رہا تھا اور اپنے

تجربات میں کامیاب رہا پر دہشت گرد تنظیموں کو خبر پڑگی۔ پاکستان ایجنسیوں نے انکی حفاظت کا ذمہ اٹھایا پر ناکام رہے۔۔۔۔۔ شبیر فرض کی راہوں میں شہید ہو گیا۔۔۔۔۔ پروہاں فارمولا محفوظ ہے اور امید ہے کہ اسکی بیٹی زویا کے پاس ہے۔۔۔۔۔ اب تمہیں پاکستان جا کر رپورٹ کرنی ہے اور زویا کو بحفاظت لے کر واپس کینیڈا آنا ہے

یاد رہے زویا کو اپنے والد کی شہادت کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے

زوار نے پر سوچ انداز میں سراٹھایا اور پوچھا تو زویا بی بی وزیرستان میں کہاں ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔

کرنل نے بریف کیس سے تصویر نکال کر زوار کی طرف بڑھائی

ایک معصوم سی لڑکی بڑی بڑی سبز آنکھیں سر پر حجاب وہ ایک لمحے کو کھوسا گیا

نام زویا خان

عمر 17 سال

آخری اطلاع کے مطابق مری ڈگری کالج میں دیکھا گیا ہے

زوار نے پر سوچ نظروں سے کرنل اور بریگیڈیئر صاحب کو دیکھا گہری سانس لی

اگر یہ لڑکی اتنی کم عمر اور معصوم ہے تو دہشت گرد اسکے پیچھے کیوں ہیں جبکہ پروفیسر بھی نہیں رہے کے انہیں بلیک میل کرنا ہو اور یہ تو وزیرستان میں تھی تو مری کیسے سپاٹ کی گی۔۔۔ یہ کہہ کر زوار دونوں صاحبان کو دیکھنے لگا

زویا اپنے والد کو بہت عزیز تھی لندن ماسکو جہاں جہاں بھی وہ گیا زویا ساتھ تھی اور جب اسے وزیرستان میزائل تجربے کیلئے بھیجا گیا تو بھی زویا ساتھ تھی۔۔۔ دشمن ایجنسیوں نے جب پروفیسر پر دھاوا کیا تو انکے ہاتھ کچھ نہ آیا تب سے وہاں پورے علاقے میں ساری تنظیمیں زویا کو تلاش کر رہی ہیں انکا اور ہمارا بھی یہ خیال ہے کہ زویا کے پاس ہی پروفیسر کے سرچ کا سراغ ملے گا۔۔۔ اب وہ مری کب اور کیسے پہنچی اور کدھر رہتی ہے یہ سب معلوم کرنا اب تمہارا کام ہے پتہ کرو اور اسکو لیکر بحفاظت بیس میں رپورٹ کرو

this is an order major zawarbring her safely

کرنل جھانگیر بولے

ایک بات کا خیال رکھنا وہ میرے بہت ہی عزیز دوست کی بیٹی ہے تم اسکے ساتھ اپنے خزانٹ انداز سے پیش نہیں آنا۔۔۔ کرنل جھانگیر نے کہا

.....!

Now captain give me the key and location of my safe house i will contact
you if needed ..

یہ کہہ کر زوار کھڑا ہو گیا

مگر سر جھے آپکے ساتھ اس مشن میں رہنے کا آرڈر ہے اور پھر آپکا آئی ایس آئی میں اتنا نام
ہے اس سے اچھا موقع مجھے پھر کب ملے گا کہ میں آپ سے کچھ سیکھ سکوں

کیپٹن آپ مجھے آفس سے اسسٹ کریں اگر آپکی ضرورت پڑی تو میں رابطہ کروں گا۔۔

یہ کہہ کر زوار نے گاڑی اور کاٹیج کی چابی اٹھائی اور اپنے مغرور انداز میں باہر چلا گیا

کاٹیج میں پہنچ کر زوار نے اپنا سامان جو کہ صرف ایک بریف کیس تھا اندر رکھا اور لیپ ٹاپ کھول
کر اپنے

security system and hacking devices

کو ایکٹیویٹ کرنے لگا تاکہ اگر کوئی غیر معمولی پیش رفت ہو تو پتہ چل سکے۔۔ اب اسکا ٹارگیٹ

مری ڈگری کالج تھا جہاں آئی ایس آئی کی رپورٹ کے مطابق زویا کو دیکھا گیا تھا اسنے کالج کے

سیسٹم کو ہیک کیا تو اسے زویا نام کی چھ لڑکیاں نظر آئی پر سب کا سر نیم مختلف تھا۔۔

وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر اسنے کرنل جھانگیر کو کال ملائی۔۔

اسلام علیکم سر میجر زوار پور ٹنگ

وسلام جوان کیار پورٹ ہے

سر میر اپلان تیار ہے میری معلومات کے مطابق کچھ زویا نامی لڑکیاں مری کالج میں ہیں جن میں سے ایک سیکینڈائر سائنس میں ہے جس پر مجھے شک ہے کیونکہ جس زویا کو ہم ڈھونڈ رہے ہیں اپنی عمر کے حساب سے وہ اسی کلاس میں ہو سکتی ہے چونکہ اسکے والد سائنسدان تھے تو لامحالہ بیٹی کا رجحان بھی ہو گا لحاظ آپ کل ہی میرا تقرر ٹیچر کے طور پر کروایں۔۔۔

ٹھیک ہے جوان تم تیاری کرو میں انتظام کرواتا ہوں کل صبح تم جا کے کالج پر نپل سے مل لینا

زویا آواز سن کر ڈر گی اور جلدی سے کمرے کا دروازہ لاک کر کے آیت الکرسی پڑھنے لگی اسے بہت ڈر لگ رہا تھا اسکے پاس کوئی فون بھی نہیں تھا کہ وہ کاکا یا پولیس کو کال کر سکتی۔ دس پندرہ منٹ گزر گئے باہر سے مار پیٹ کی آوازیں آرہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ دو لوگ آپس میں لڑ رہے ہو تھوڑی دیر بعد خاموشی چھا گئی پھر قدموں کی آواز اسکے کمرے کی طرف آتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ نازک سی لڑکی ڈر کے مارے رونے لگی اسے لگ رہا تھا کہ اس کا دم نکلنے کو ہے قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جاتی کی دروازے پر دستک ہوئی اور کاکا کی کی آواز اسکے کانوں کو پڑی۔

زویا بیٹی آپ ٹھیک ہیں۔۔ دروازہ کھولیں بیٹی یہ میں ہوں۔۔ آپ کا کا

زویا نے بھاگ کر دروازہ کھولا۔۔ کا کا ابھی یہاں کوئی تھا وہ لڑائی کر رہا تھا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے
۔۔ زویا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

بیٹی آپ فکر نہ کرو آپ کے بابا کے کچھ دشمن تھے پر آپ جلدی سے اپنا سامان سمیٹ لو اس سے پہلے
وہ پھر آجائیں میں آپ کو صبح ہوتے ہی کالج ہاسٹل شفٹ کر دوں گا اب آپ اپنا زیادہ ٹائمز کالج میں
گزارنا تاکہ کوئی باہر والا آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔۔۔۔ یہ کہہ کا کا نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی
دی

پر کا کا بابا نے ہمیں اتنے چوری چوری یہاں کیوں بھیجا اگر بابا کو خطرہ ہے تو ہم پولیس سے مدد
کیوں نہیں لے سکتے۔۔۔۔ بابا ساتھ کیوں نہیں آئے۔۔۔۔ زویا نے پوچھا کا کا جن کا اصلی نام عمر تھا
نے ترحم بھری نظروں سے زویا کو دیکھا۔۔ وہ پروفیسر کے ساتھی تھے اور باڈی گارڈ بھی زویا کی
پرورش میں ان کا بھی حصہ تھا۔۔۔۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس معصوم کو کیسے بتائیں کہ اسکے بابا
نہیں رہے اور کیسے اس کو کر نل جھانگیر کے پاس پہنچائیں جو کہ اسکے بابا کی وصیت تھی کیونکہ دشمن
گھات لگائے بیٹھا ہے ایسے میں اسے لے کر نکلنا خود کشی کرنے کے مترادف تھا۔۔۔۔ زویا کو کالج بھی

اسی لئے بھیجا جا رہا تھا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اتنے خراب حالات میں وزیرستان سے غائب ہونے والی لڑکی کالج میں ریگولر اسٹوڈنٹ ہے اور زویا بھی مصروف رہتی۔۔۔۔۔

کاکا نے آگے بڑھ کر زویا کا سامان اٹھایا اور اسے لے کر روانہ ہو گئے۔۔۔ وہ اسے لیکر ایک فلیٹ میں آ گئے بیٹیا آج رات ہم یہاں رکیں گئے اور صبح ہوتے ہی میں آپکو ہاسٹل چھوڑ دوں گا اور آپ سے رابطے میں رہوں گا آپ حجاب تو لیتی ہیں پر جب تک حالات ٹھیک نہیں ہوتے آپ نقاب میں ہی رہیں گی کوشش کیجئے کہ کوئی بھی آپکو نہ دیکھ سکے ہاسٹل میں رہیں گئی اور کہیں باہر نہیں جائیگی۔ یہ آپکے بابا کی ہدایت ہے۔

سامان رکھتے ہوئے کاکا نے اسے ہدایات دی

پر کاکا بابا سے بولیں نہ کہ مجھ سے بھی بات کریں میں انھیں بہت مس کر رہی ہوں۔۔۔ زویا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

الارم کی آواز سنتے ہی زوار نے بستر چھوڑ دیا اور اپنے ڈیلی روٹین کے مطابق ایکسر سائز کرنے میں مشغول ہو گیا پھر اورنج جو س کا گلاس پی کر باہر جو گنگ کو روانہ ہوا صبح کی ٹیالی روشنی میں ہاف ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں کسرتی بازو چھ فٹ قد اور فوجی کٹ بال ہلکا سا شیو بڑھا ہوا دیکھنے والوں کے

سوچا کہ اب ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ اس لڑکی کو بغیر نقاب کے دیکھا جا
نئے پر کیسے یہ اب اسے
پلان کرنا تھا۔

زویا ابھی ابھی کالج سے ہاسٹل آکر بیٹھی تھی۔ اسکا دل اداس تھا وہ خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی تھی
آج کالج میں بھی اسکا دل نہیں لگا تھا۔ اسے اپنے بابا کی یاد آرہی تھی وہ آکر
study table پر بیٹھ کر
کالج کا کام کرنے لگی پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اسے نیند آگئی۔

صبح کی ملگجی سی روشنی چاروں طرف پھول ہی پھول کھلے ہوئے چڑیوں کے چپھانے کی آوازیں ہر
طرف اور ندی کے کنارے ٹہلتے ہوئے زویا آسمانی لباس میں ایک کندھے پر آنچل لہرا رہا تھا اسکے
خوبصورت سنہری بال اسکی کمر پر لہرا رہے تھے اور وہ ندی کے کنارے نرم نرم گھاس پر
کر رہی ٹھنڈی ہوا اسکے سرخ سیب جیسے گالوں کو اور سرخ کر رہی تھی وہ اس خوبصورت ماحول کا
ایک حصہ لگ رہی تھی یہ خاموشی یہ خوبصورتی یہ ماحول اسے پرسکون کر رہا تھا۔ وہ کچھ لمحوں کے
لئے اپنے سارے غم بھول گئی تھی کہ اچانک کسی نے پیچھے سے اسے بازوؤں سے
پکڑ کر کھینچا اور وہ
چلانے کے اسلئے اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ دیا وہ اسے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ وہ پوری قوت سے
اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر مقابل کی گرفت بہت مضبوط تھی اسکا دم گھٹ رہا
تھا وہ پسینے سے شرابور ہو گئی کہ اچانک اسے لگا کہ کوئی اسے آواز دے رہا ہے

ایک جھٹکے سے زویا کی آنکھ کھلی وہ پسینے سے شرابور تھی ایک لمحہ تو اسکو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے پھر آہستہ آہستہ اسکے اوسان بحال ہوئے تو اسے یاد آیا وہ ٹیبل پر بیٹھے بیٹھے اپنے بابا کو یاد کرتے سو گئی تھی اور وہ سب ایک خواب تھا۔ اسکا سر چکرارہا تھا پر وہ ہمت کر کے کالج کیلئے تیار ہونے لگی۔

زوار نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب زویا خان پر نظر رکھے گا اور اسلئے وہ صبح کالج کے ٹائم پر ہاسٹل کے باہر ہی اپنی گاڑی میں بیٹھا زویا کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اسکی نظر دائیں طرف چائے کے کھوکھے پر پڑی وہاں ایک انتہائی ماڈرن لڑکی بلیک جینز اور کرتے میں کھڑی تھی اور بار بار اسکی نظر ہاسٹل کے دروازے پر جارہی تھی۔ زوار کو وہ دیکھی دیکھی لگی اسنے فوراً اپنے کمرے سے اسکی تصویر لی اور احمر کو بھیج دی اچانک اسکے دماغ میں کلک ہوا کہ یہ لڑکی کل صبح اسے جو گنگ کرتے ہوئے ملی تھی اسنے فوراً کپٹن احمر کو کال ملائی۔

”گڈ مارنگ کپٹن میں نے آپ کو ابھی ایک لڑکی کی تصویر بھیجی ہے آپ جلد از جلد ساری تفصیل نکلوائیں یہ کون ہے کہاں رہتی ہے کب سے مری میں ہے ایک ایک تفصیل چاہیے جلد از جلد

.....

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

I am on it“ جی سر آپ فکر نہ کریں

”او کے کیپٹن“ کہہ کر زوار نے کال ختم کی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہوسٹل سے لڑکیاں نکلتی نظر آئیں ان کے پیچھے ایک لڑکی نقاب میں مکمل پردہ کئے آہستہ آہستہ کالج کی طرف جا رہی تھی یقیناً وہی زویا تھی اسکی چال سے لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو گھسیٹ رہی ہو ابھی کالج تھوڑا ہی دور تھا کہ ایک لڑکی نے زویا کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا یہ وہی چائے کے کھوکے والی لڑکی تھی اور وہ زویا سے کچھ کہہ رہی تھی اور زویا نفی میں اپنا سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کالج کے اندر داخل ہو گئی

زوار نے گاڑی پارک کی اور تیزی سے چلتا ہوا زویا کے پاس سے گزر کے اسکے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ زویا جو اپنی سوچوں میں مگن چلی جا رہی تھی اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر حیران ہوئی اور ناگواری سے بولی۔

" Good morning

سر..... آپ راستے میں ہیں مجھے کلاس میں جانا ہے پلیز راستہ دیجئے

پر زوار ٹس سے مس نہیں ہوا اور اسے گہری نظر سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ابھی باہر جو لڑکی تمکو ملی تھی تم اسکو جانتی ہو۔ وہ تم سے کیا کہہ رہی تھی "

زویا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ سر کو کیا جواب دے کہ اچانک زوار غصے سے دھاڑا۔ "سمجھ نہیں آرہا کہ کیا پوچھ رہا ہوں بولو کون تھی وہ کیا کہہ رہی تھی"

زویا اسکے زور سے بولنے سے گھبرا گئی اسکی نقاب سے جھانکتی سبز آنکھیں پانی سے بھر گئیں بے خوابی کی وجہ سے اسکی طبیعت پہلے ہی خراب تھی اور اب زوار کے ڈاٹنے سے وہ بالکل ہی ہاتھ پیر چھوڑ بیٹھی اور بیہوش ہو کر گرنے لگی تو زوار نے جلدی سے اسے تھاما کچھ لڑکیاں یہ دیکھ کر جلدی سے وہاں پہنچی۔۔۔

سر کیا ہوا اسٹوڈنٹ کا مجمع سالگ گیا تھا زوار نے سب کو ایک طرف کیا اور زویا کو اٹھا کر پارکنگ کی طرف چل دیا جیسے ہی وہ کالج کی پارکنگ میں پہنچا تو چوکیدار اپنی گن لیکر آگیا۔

"اوصاحب لڑکی کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہیں گولی مار دیگا"

زوار کے پاس وقت نہیں تھا اسے پورا یقین تھا کہ یہ ہی زویا ہے اسنے زویا کو گاڑی کے بونٹ کے ساتھ لٹایا اور پلٹ کر چوکیدار کے پاس آیا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو چوکیدار نے سراٹھا کر اسے دیکھا کہ زوار نے ایک مخصوص نس دبائی اور چوکیدار بیہوش ہو گیا

پلٹ کر زویا کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور تیز رفتاری سے نکلتا چلا گیا۔

گاڑی چلاتے ہوئے اسکا پورا دھیان روڈ پر تھا وہ جاننا چاہتا تھا کہ کوئی اسکا پیچھا تو نہیں کر رہا جب وہ مطمئن ہو گیا تو تیزی سے اپنے کاٹیج کی طرف جانے لگا۔

گاڑی سے اتر کر اسنے زویا کو اپنے کندھے پر ڈالا اور کاٹیج کے اندر آکر اسنے زویا کو صوفے پر لٹا دیا ابھی وہ اسے ہوش میں لانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اسکا فون بجا۔

"سر کیپٹن احمر رپورٹنگ"

"یس کیپٹن رپورٹ"

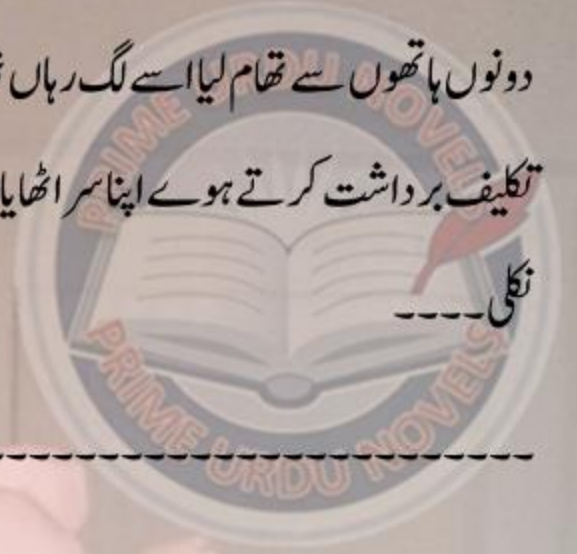
سرجو تصویر آپ نے بھیجی تھی اس لڑکی کا تعلق دہشت گرد تنظیم سے ہے اصل نام علینا حجازی ہے اور وہاں پر کمانڈو کے طور پر کام کرتی ہے۔ انکا نیٹ ورک بہت مضبوط ہے یہاں پر وہ کدھر ہے اور کس نام سے ہے کچھ پتا نہیں چلا۔ مگر میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں۔

"او کے کیپٹن مجھے اسکے بارے میں رپورٹ دیتے رہنا"

فون رکھ کے زوار ٹہلنے لگا اگر دہشت گرد تنظیم کے لوگ زویا کا تعاقب کر رہے ہیں تو معاملہ بہت ہی خطرناک ہے اور اسے خطروں کا شوق تھا۔۔۔۔۔

وہ خطروں کا کھلاڑی زویا کی طرف آیا اسکا ارادہ اسکا نقاب ہٹا کر چہرہ دیکھنے کا تھا ابھی اسنے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ زویا کراہتے ہوئے اٹھ گئی یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ دونوں کے سر ٹکرا گئے۔ زویا نے سر

دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اسے لگ رہا تھا جیسے اسکا سر کسی سخت چٹان سے ٹکرایا تھا اس نے
تکلیف برداشت کرتے ہوئے اپنا سر اٹھایا اور زوار کو دیکھتے ہی اس کے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ
نکلی۔۔۔۔



جاری ہے



Asslam o alekum

Tum he tum by Seema Shahid (episodic)

"تم ہی تم"



سیما شاہد



"تم ہی تم"



زوار نے جھنجھلا کر زویا کو دیکھا اور کہا

" why are you shouting girl"

خاموش بیٹھو اور میرے سوالوں کا جواب دو۔ یہ کہ کر زوار نے زویا کو دیکھا اسکی گہری سبز آنکھوں میں خوف تھا ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ابھی دوبارہ بیہوش ہو جائیگی زوار نے اپنے ہاتھوں سے اسکے اسکے چہرے کو تھپ تھپایا اور بولا

--

تمہارا نام زویا خان ہے؟

اسکا سر میکانکی انداز میں تائید میں ہلا

کیا تمہارے باپ کا نام پروفیسر شبیر خان ہے؟

یہ سنتے ہی زویا چونک گئی اور گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ زوار دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

سر آپ کون ہیں؟

علینا حجازی جو غور سے سن رہی تھی کھڑے ہوتے ہوئے بولی محترم یوسف " یہ لڑکی مجھے بہت معصوم لگتی ہے میرا خیال ہے کہ اسے کچھ نہیں پتہ ہمیں عمر پر ہاتھ ڈالنا چاہیے جب وہ اپنے سامنے زویا پر تشدد ہوتے دیکھے گا تو سب بک دے گا۔"

"ٹھیک ہے تم دونوں وہ دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا کسی بھی قیمت پر عمر کو زندہ اٹھا کر لاؤ چاہے خون کی ندیاں بہانی پڑے اور علینا تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہو سٹل سے آج رات ہی زویا کو اٹھالاؤ" ابھی یوسف بات ہی کر رہا تھا کہ اسکا ٹرانسمیٹر بجنے لگا اسنے اٹھایا۔

"محترم یوسف ابھی ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہمارے ٹارگٹ کو کوئی کالج سے لیکر فرار ہو گیا ہے۔ راجر"

یہ سنتے ہی یوسف کا دماغ گھوم گیا اس نے زور سے میز پر ہاتھ مارا

"کتے یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو مجھے وہ لڑکی چاہیے ہر قیمت پر سارے آدمیوں کو اسکی تلاش پر لگا دو اور پتا کرو کہ وہ آدمی کون ہے" یوسف کے منہ سے غصے سے جھاگ نکل رہے تھے

۔ پھر وہ علینا کی طرف مڑا "تم ابھی کالج جاؤ اور پتہ کرنے کی کوشش کرو کہ کون اس لڑکی کو کالج سے لیکر گیا"

زویا خوفزدہ نظروں سے زوار کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسکا سارا جسم خوف سے لرز رہا تھا زوار نے ایک جھٹکے سے ہاتھ اسکے نقاب کی طرف بڑھایا اور نقاب کھینچ دیا زویا نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں دودھ ساسفید چہرہ سرخ گال شانوں پہ بکھرے ہوئے سنہری بال اور سرخ لب آپس میں بھیجنے ہوئے اسکے ماتھے پر پسینے کی بوندیں تھیں اور چہرے پر خوف کی پرچھائیاں۔ زوار ایک لمحے کو مبہوت رہ گیا وہ دور دیس سے بھٹکی کسی پری کی طرح تھی اپنی تصویر سے بھی خوبصورت۔۔۔۔۔

زوار نے اپنا سر جھٹکا اور خود کو باور کرایا کہ یہ خرافات میرے لئے نہیں ہیں اور سختی سے بولا

"مجھے یہ کرنے پر تم نے خود مجبور کیا ہے کب سے پوچھ رہا تھا کہ تمہارے باپ کا نام کیا ہے اور ویسے بھی جس اناڑی پن سے تم نے نقاب کیا تھا دور سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ یہ مجبوری میں کیا گیا ہے لہذا یہ نقاب والا ڈرامہ میرے ساتھ مت کرنا اور سیدھے سیدھے سے مجھے بتاؤ تم وزیرستان سے مری کیسے پہنچی"

زویا خاموش رہی تو زوار نے ایک زوردار ہاتھ صوفے کے اوپر مارا وہ خوف سے اچھل گئی۔

"جلد از جلد بولنا شروع ہو جاؤ ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

سر آپ کون ہیں آپ بابا کو کیسے جانتے ہیں میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ مجھے یہاں سے جانے دیں میں نے اپنے بابا سے وعدہ کیا ہے پکا والا میں کچھ نہیں بتا سکتی "وہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اتنے دنوں بعد کسی اپنے کی آواز سنتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جنھیں زوار نے بڑی ناگواری سے دیکھا دوسری طرف کرنل زویا سے بات کر رہے تھے

”بیٹا آپ رونا بند کرو اور میجر کی بات دیکھان سے سنو اور اور وہ جیسا کہیں اسپر عمل کریں تاکہ وہ آپکو لے کر میرے پاس آجائیں“

”پر انکل میرے بابا کدھر ہیں انھوں نے تو کہا تھا کہ وہ مجھے مری میں آپکے ساتھ ملیں گئے“

”بیٹا آپ میجر زوار کے ساتھ رہو آپکے بابا کے کچھ دشمن ہیں جو آپکو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اسی لئے پروفیسر نے تمہیں یہاں بھیجا ہے جب آپ میرے پاس آئیگی تو میں سب سمجھا دوں گا“

”مگر انکل میرے بابا تو ٹھیک ہے نا“

ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ زوار نے اسکے ہاتھ سے فون لیکر بند کر دیا زویا اس بد تمیزی پر اسے دیکھکتی رہ گئی اتنے میں زوار نے اسے پانی کا گلاس لا کر دیا۔۔۔

”رائٹ سائیڈ پر واش روم ہے وہاں جاؤ اور منہ ہاتھ دھو کر انسان بن کر آؤ“

زویا پانی پی کر واش روم کی طرف گئی اور زوار صوفے پر بیٹھ کر کیپٹن احمر کو کال ملانے لگا ابھی اسکی کال لگی بھی نہیں تھی کہ اسے زویا کی زوردار چیخ سنائی دی وہ تیزی سے میز پر سے اپنی گن اٹھا کر واش روم کی طرف گیا تو دیکھا گیلے

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

چہرے اور بغیر دوپٹہ کے دیوار سے لگی آنکھیں بند کئے چیخے جارہی تھی زوار نے قریب جا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

”کیا ہوا ہے کیوں چیخ رہی ہو“

تو زویا نے کانپتے ہاتھوں سے چھت کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک چھپکلی تھی زوار کا غصے سے برا حال تھا یعنی بیوقوفی کی بھی حد ہوتی ہے وہ زویا کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر لایا اور اسے صوفے پہ لا کر بیٹھ دیا

”اب یہ رونادھونا اور چیخنا چلانا بند کرو اور شروع ہو جاؤں اور ایک ایک بات تفصیل سے بتاؤں گے جب تم وزیرستان میں تھی تو ایسا کیا ہوا کہ پروفیسر شبیر نے راتوں رات تمہیں وہاں سے نکالا اور کیا انھوں نے تمہیں کوئی فائل یا کوئی یو ایس بی ڈیوائس یا کچھ بھی دیا تھا“

زویا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اسکے اکھڑ انداز سے بہت ڈری ہوئی تھی وہ اسے کسی جلاد سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتی زوار کا ٹرانسمیٹر سگنل دینے لگا زوار نے جلدی سے ریسیور اٹھایا دوسری سائیڈ سے کیپٹن احمر کی پریشان آواز سنائی دی

”میجر زوار آپ فوراً اپنا سیف ہاؤس چھوڑ دیں دشمنوں کو پتہ چل گیا ہے کہ ٹارگیٹ آپکے پاس ہے اور انھوں نے آپکو ٹریس کر لیا ہے کسی بھی منٹ وہاں پر ہونگے“

زوار نے ولی جلدی سے ٹرانسمیٹر بند کیا اور بجلی کی تیزی سے سامان سمیٹنے لگا وہ زویا کی وجہ جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا سب سمیٹ کر اسے زویا کو چلنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر جیسے ہی دروازے کی جانب بڑھا اسے قدموں کی آواز سنائی دی وہ تیزی سے زویا کو اپنے ساتھ لگا کر اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ کر دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا

.....

زوار نے اپنا ایک ہاتھ سختی سے زویا کے منہ پر رکھا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے جیب سے اپنا سائیلینسر لگا پستول نکالا

" بلکل خاموش رہنا میں اپنا ہاتھ اٹھا رہا ہوں اگر تمہارے منہ سے ایک بھی آواز نکلی تو سب سے پہلے تمہیں ہی گولی مارونگا۔ "

ابھی وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ڈوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے تک پہنچ گئی اسے اچھی طرح اندازہ تھا کہ کاٹیج کو گھیر لیا گیا ہے اور مقابلہ کئے بغیر نکلنا مشکل ہے دروازے پر زور سے دستک ہوئی پھر دروازے پر کلک لگنی شروع ہو گئی اور کچھ ہی لمحوں میں دروازہ گرنے ہی والا تھا اس نے زویا کو ہدایت دی کہ تم جا کر صوفے کے نیچے گھس جاؤ اور جب تک میں نہ کہوں وہاں سے نکلنا نہیں۔ زویا کے صوفے کے نیچے گھستے ہی وہ اپنے جلا دموڈ میں آ گیا اب وہ تیار تھا اور دروازے سے لگا کھڑا تھا کہ دروازہ گرا اور چار نقاب پوش اندر داخل ہوئے۔ چاروں کے ہاتھ میں گنیں تھیں اور وہ بہت چوکنا نظر آرہے تھے ان میں سے ایک نے جو انکا سربراہ لگ رہا تھا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کاٹیج میں

پھیل جاؤ۔ زوار خاموشی سے دبے قدموں چلتے ہوئے ایک کے پیچھے آیا اور اسکے سر پر زور سے پستول کا دستہ مارا اور تیزی سے اسے گردن سے پکڑ کر اسکی گردن مروڑ دی اور چیتے کی تیزی سے اٹھا اور دبے قدموں بیڈروم کی طرف بڑھا۔

کپٹن احمر اپنی جیپ میں تیزی سے زوار کے کاٹیج کی طرف جارہا تھا اسکے چہرے پر گہری تشویش تھی وہ ابھی آرمی یا کسی بھی فورس سے مدد نہیں لے سکتے تھے کیونکہ ایسا کرنے سے زویا کی موجودگی ثابت ہو جاتی اور ساری تنظیموں کی نظر اور توجہ اس طرف ہو جاتی جس سے مری میں خون خرابہ پھیل جاتا اور کئی سویلین بھی متاثر ہوتے وہ بھی بغیر یونیفارم کے اپنی ذاتی جیپ میں زوار کی ہدایت کے برخلاف اسکی مدد کرنے کے لئے جارہا تھا۔ کاٹیج سے تھوڑی دور ہی اسنے اپنی جیپ روکی اور مفکر سے اپنا چہرہ ڈھک کر زوار کے کاٹیج کی طرف بڑھا۔

زوار جیسے ہی بیڈروم کے دروازے پر پہنچا کمرے میں موجود دونوں نقاب پوش جو کمرے کی تلاشی لے رہے تھے تیزی سے اسکی جانب پلٹے زوار نے اچھل کر ایک زوردار کک ایک کے اوپر لگائی اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے نقاب پوش کو گولی ماری جس کے گرنے سے ایک زوردار آواز پیدا ہوئی۔ زوار اور نقاب پوش ایک دوسرے سے

گھتم گھتا تھے زوار کو اسکے لڑنے کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ایک ٹرینڈ کمانڈو سے لڑ رہا ہے ابھی وہ آپس میں ہی الجھے ہوئے تھے کہ زوار کو زویا کی زوردار چیخ سنائی دی تو اسکے ہاتھوں میں تیزی سی آگئی اسنے پورا زور لگا کر اس نقاب پوش کو اپنے اوپر سے اٹھایا اور اسکی گردن مڑوڑنے کی کرنے لگا بلاخر کامیاب ہو گیا تیزی سے اٹھ کر وہ لاؤنج کی طرف بڑھا جہاں زویا کو اس نقاب پوش سربراہ نے سر کے بالوں سے بڑی سختی سے پکڑا ہوا تھا۔ زویا کا نقاب اور دوپٹہ گرا ہوا تھا یہ دیکھ کر زوار کا خون کھول اٹھا وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھا۔

”ٹھر جاؤ اگر ایک قدم بھی آگے بڑھے تو میں اس لڑکی کی جان لے لوں گا۔“

زوار وہیں رک گیا وہ چیتے کی نظر سے اسے دیکھ رہا تھا اسے پتہ تھا کہ وہ زویا کو نہیں مار سکتے۔

”لے لو اسکی جان مگر تم مجھے نہیں روک سکتے“

یہ کہہ کر زوار نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ نقاب پوش نے اسے گولی مارنے کی کوشش کی پر زوار اپنی جگہ سے ہل چکا تھا اور ابھی زوار اس تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ وہ زمین پر گر گیا اسکی کمر سے خون نکل رہا تھا زوار نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیپٹن احمر کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا اور زویا خون دیکھ کر زمین پر خوف سے بے ہوش پڑی تھی۔

”میجر زوار جلدی سے نکلیں میری جیب آپکے کاٹیج سے تھوڑی دور کھڑی ہے اگر آپ اپنی گاڑی لینگے تو نگرانی کرنے والوں کو شک ہو جائیگا اسلئے بہتر ہے آپ سیف راستے سے نکل کر میری جیب لیجائے“

یہ کہہ کر احمر زویا کی جانب بڑھا اس سے پہلے کہ وہ اسے ہاتھ بڑھا کر سیدھا کرتا

"احمر اسے ہاتھ مت لگانا تم مجھے کور کرو میں اس مصیبت کو اٹھا کر کچن کی کھڑکی کے راستے گلی تک پوہنچتا ہوں"

"راجر! سر" یہ کہ کر احمر چوکننا ہو کر دروازے کی جانب کھڑا ہو گیا۔ زوار نے زویا کو سیدھا کیا اور اسکے چہرے پہ ہلکے سے تھپڑ مارا پھر اسکے منہ اور ناک کو اپنی ہتھیلیوں سے دبایا تو وہ تیزی سے ہوش میں آگئی۔

"چلو اٹھو یہ کہ کر زوار نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا اور تیزی سے کچن کی جانب بڑھا۔ وہاں دیوار کے ساتھ ایک بیننگ لگی تھی اسے ہٹایا تو ایک بڑی سی کھڑکی تھی اسے کھول کر زوار نے زویا کو دیکھا اور کہا چلو جلدی سے کودو"

زویا اور زوار باہر نکلے۔ زویا کا ہاتھ پکڑ کر زوار سیدھے ہاتھ پر موجود گلی میں مڑ گیا اور تیزی سے دوڑنے لگا زویا اسکا ساتھ نہیں دے پار ہی تھی وہ زمین پر بیٹھ کر رونے لگی زوار نے رک کر اسے دیکھا۔

"سر میرے پیر میں چوٹ لگی ہے خون نکل رہا ہے"

زوار نے دیکھا وہ ننگے پاؤں تھی اور اسکے پیروں سے خون نکل رہا تھا بال چوٹی سے نکل کر بکھرے ہوئے تھے اور دوپٹہ ندارد

"تمہارے شوز کدھر ہیں"

"سر وہ تو بھاگتے میں کاٹیج میں ہی رہ گئے"

زوار نے ایک لمحے کو سوچا پھر آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور تیزی سے دوڑنے لگا۔

زویا نے خوف اور شرم سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور زوار کو زور سے پکڑ لیا۔

ابھی زوار گلی کے نکلے تک پوہنچا تھا کہ احمر جیپ لیکر اسکے نزدیک آگیا زوار نے زویا کو پچھلی سیٹ پر بٹھا اور کہا تم سیٹ کے نیچے چھپ جاؤ اور جب تک میں نہ کہوں سر مت اٹھانا۔

احمر نے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ زوار کے لئے خالی کی اور اپنا ٹرانسمیٹر اسکی طرف بڑھایا

"میجر آپ سوات کی جانب چلے وہاں پر پاک آرمی کی بڑی بیس موجود ہے جہاں سے زویا کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے آپ اسلام آباد ہیڈ کوارٹر کر نل جہانگیر کے پاس لے جاسکتے ہیں میں یہاں رک کر ان لوگوں کو روکتا ہوں۔"

زوار نے تیزی سے جیپ آگے بڑھائی اسکا ارادہ پہاڑی راستے سے زویا کو لیکر نکلنے کا تھا تقریباً ایک گھنٹے تک کی ریش ڈرائیو کے بعد درختوں کے جھنڈ میں اسنے جیپ روکی اور پیچھے کی طرف منہ کر کے بولا

"زویا زندہ ہوا اٹھو اور آگے آ جاؤ"

زویا سردی سے کپکپاتے ہوئے اٹھی سردی سے اسکا برا حال تھا ہونٹ لرز رہے تھے گال سرخ ہو چکے تھے اور پیروں پر خون جما ہوا تھا۔ اسے ایسے حال میں دیکھ کر زوار کے پتھر دل کو کچھ ہوا اسنے اپنی جیکٹ اتار کر اسکی طرف بڑھائی اور جیپ کو چیک کرنے لگا اسے پتہ تھا کہ سب آفیسر اپنی گاڑیوں میں فرسٹ ایڈ باکس رکھتے ہیں وہ فرسٹ ایڈ باکس لیکر زویا کی طرف بڑھا زویا کو بازوؤں سے پکڑ کر اسے ہونٹ پر بٹھایا اور اسکے پیروں کو چیک کرنے لگا زویا کے سیدھے پیر میں پتھر چھنے سے خون رس رہا اور کیل بھی چھبی ہوئی تھی اس نے ایک نظر زویا کو دیکھا

"زویا میں یہ کیل نکال رہا ہوں اگر تم چینی چلائی تو ایک رکھ کر دوں گا"

زویا نے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر سختی سے رکھ لئے اور آنکھیں زور سے میچ لیں۔ زوار کو اسے دیکھ کر ہنسی آگئی اس نے اپنا سر جھٹکا اور تیزی سے اس کے پاؤں سے کیل نکال کے اس کے زخم پر اپنا ہاتھ رکھا اور بینڈیج کرنے لگا۔ بینڈیج کرنے کے بعد وہ کھڑا ہوا تھوڑی دیر زویا کو دیکھتا رہا۔ آنکھیں میچے ہوئیوں پر ہاتھ رکھے بکھرے ہوئے بال اور شام کا ملگجا سا اندھیرا وہ اسے اس منظر کا ایک حصہ لگ رہی تھی وہ آہستہ سے اس کے قریب آیا اور اس کے کان میں بولا

- "اب تم آنکھیں کھول سکتی ہو"

یوسف غصے میں کمرے کے وسط میں ٹھہل رہا تھا علینا حجازی اور تمام دوسرے افراد خاموشی سے بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے

"ایک آدمی اس چھٹانک بھر لڑکی کو لیکر نکل گیا اور تم لوگ کچھ نہیں کر سکے سب کے سب ناکارہ آدمیوں کی فوج بھرتی کی ہوئی ہے اب مزید غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے سارے راستے اور چیک پوسٹ پر اپنے آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دو کوئی چڑیا کا بچہ بھی نہ جانے پائے"

وہ چلتا ہوا ایک آدمی کے پاس پہنچا، اور تم زویا کا اسکیچ اپنے آدمیوں سے پوچھ کر بنواؤ اور ایک ایک پوسٹ پر بھیج دو

زویا نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں اور زوار کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ چونک گئی اس سے پہلے کہ وہ چیخ مارتی زوار نے تیزی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

"خبردار جواب تم نے چیخ ماری جب سے ملی ہو چیخیں مارتی جا رہی ہو میں تمہاری حفاظت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اب اگر تم نے کوئی بھی چیخ ماری یا شور مچایا تو یہیں کسی درخت سے الٹا لٹکا کر چلا جاؤنگا"

اسکی سبز آنکھیں پانی سے بھر گئیں اور زوار اپنا ہاتھ ہٹاتے ہوئے پیچھے ہوا

"چلو اب جیپ کے اندر جا کر بیٹھو ہمیں اندھیرا گہرا ہونے سے پہلے پہلے کوئی رات گزارنے کی محفوظ جگہ ڈھونڈنی ہوگی"

زویا چپ چاپ جا کر جیپ کے اندر بیٹھ گئی اور زوار ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر تیزی سے درختوں کے جھنڈ میں سے جیپ گزارنے لگا اندھیرا پھیل رہا تھا زویا تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھتی پھر سوچنے لگتی۔ اسے زوار ایک ظالم جلا د کی طرح لگ رہا تھا جب سے ملا تھا سختی سے ہی پیش آرہا تھا۔ وہ صبح بغیر ناشتہ کئے کالج کے لئے نکلی تھی اب رات کا اندھیرا چھارہا تھا اسے سخت بھوک لگ رہی تھی لگ رہا تھا کہ بھوک سے جان نکل جائیگی تھک کر اسے سر جلا د کو مخاطب کرنے کا سوچا



"سروہ سر"

زوار نے اسکی طرف گردن گھمائی

"کیا ہوا"

"سروہ"

اسے شرم آرہی تھی کہ وہ اپنی بھوک کا ذکر اس جلاد سے کرے۔ کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ اسے ڈانٹ کر چپ کر وادے۔

"سر سے آگے بھی کچھ بولو گی مجھے الہام نہیں ہوتا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو"

"رہنے دیں سر کوئی خاص بات نہیں"

کہتے زویا کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو آگئے۔

زوار نے ایک گہری سانس لی

"سنو زویا میں ملٹری کا بندہ ہوں سیدھی بات کرنا اور سننا پسند کرتا ہوں لہذا اب تم بغیر ہکلائے مجھے بتاؤ کہ تم کیا

کہنا چاہتی ہو"

"سر مجھے بھوک لگ رہی ہے"

یہ کہ کر زویا زارو قطار رونے لگی

زوار نے ناگواری سے اسے دیکھا

”اس میں رونے کی کیا بات ہے تھوڑا صبر کرو میں کچھ کرتا ہوں۔“

یہ کہ کر زوار نے اپنا رخ جھیل کی طرف موڑا جھیل کے پاس جیپ روکتے ہوئے زویا کو باہر آنے کا اشارہ کر کے وہ جھیل کی طرف بڑھا۔

جھیل کے کنارے پہنچ کر اس نے زویا سے کہا کہ

”تم لکڑیاں جمع کرو میں دو منٹ میں آیا“

اور اس نے شرٹ اتار کر ٹھنڈی جھیل میں غوطہ لگایا جب باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں دو مچھلیاں تھیں وہ چلتا ہوا زویا کے پاس پوہنچا۔ زویا چند لکڑیاں جمع کئے اس کا انتظار کر رہی تھی جب اس نے زوار کے ہاتھ میں ترپتی ہوئی مچھلی دیکھی تو اسکی آنکھیں دہشت سے پھٹ گئیں زوار نے مچھلی قریب رکھ کر سب سے پہلے اپنی شرٹ پہنی پھر لکڑیاں جلانے لگا۔ لکڑیاں جلا کر اس نے ان مچھلیوں کو بھونا شروع کر دیا اسکے انداز میں تیزی سی تھی وہ زیادہ دیر تک رکنا نہیں چاہتا تھا کہ اس میں خطرہ بہت تھا تھوڑی دیر بعد اس نے لکڑی کی مدد سے مچھلی کو اٹھایا اور زویا کی طرف بڑھایا زویا نے جھجھکتے ہوئے مچھلی تھام لی زوار نے دوسری مچھلی اٹھائی اور کھانے لگا تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا زویا کھا نہیں رہی تھی

"کیا ہوا یہاں تو یہ ہی مل سکتا ہے تھوڑا کھالو پھر ہمیں روانہ ہونا ہے۔"

"سراسی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں"

اس نے مچھلی کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔

زوار نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے اس کے ہاتھ سے مچھلی لی اور اسکو اپنے ہاتھ سے دو حصوں میں کیا آنکھیں نکال کر پھینکی اور پھر زویا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ زویا نے جھجھکتے ہوئے مچھلی تھام لی اور آہستہ آہستہ کھانے لگی۔

کھانا ختم کرتے ہی زوار اٹھ کھڑا ہوا اس نے لکڑی کی راکھ اور اپنے وہاں بیٹھنے کے سارے اثار مٹائے اور زویا کو اشارہ کرتے ہوئے جیپ کی طرف بڑھا۔

یوسف کے آدمی ایک بھاری بوری کو لیکر اندر داخل ہوئے اور یوسف کو سلام کرتے ہوئے بوری کو میز کے پاس زور سے پٹھا۔

"جناب یہ آدمی اس لڑکی کو تلاش کرتے کالج آیا تھا اور اس کے ہوسٹل کے سامان کی تلاشی لے رہا تھا ہم نے اسے بڑی مشکل سے بیہوش کر کے پکڑ لیا اور آپکے پاس لے آئے ہیں"

یوسف نے اشارہ کیا اور اسکے آدمی بوری کھولنے لگے اس میں سے ایک ادھیڑ عمر مضبوط ہاتھ پیر اور اچھی جسامت رکھنے والا آدمی نکلا انھوں نے اسے لوہے کی کرسی پر بیٹھا کر ہاتھ پیر باندھ دیئے اور اسکو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔

عمر (کاکا) کی آنکھیں کھلیں تو تیز روشنی انکی آنکھوں میں آرہی تھی اور ایک نقاب پوش اس پر جھکا ہوا تھا اسے ہوش میں آتا دیکھ کر وہ چلایا

"جناب اس کو ہوش آگیا"

یوسف دھیرے سے چلتا ہوا عمر کے سامنے آیا عمر اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ پروفیسر پر ہونے والے تینوں حملوں میں عمر نے ہی پروفیسر کو اس آدمی سے بچایا تھا اور یوسف بھی اچھی طرح سے عمر کو پہچان گیا تھا یوسف نے اس کے قریب آتے ہی پے در پے اسکے منہ پر زور سے تھپڑ مارے۔

"کیوں مسٹر باڈی گارڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارے پروفیسر کو تو ہم نے اوپر پوہنچا دیا اب تمہاری باری ہے، تم بچ سکتے ہو اگر یہ بتا دو کہ پروفیسر کی بیٹی کہاں ہے اور تم اسکو لیکر یہاں کیوں آئے تھے"

عمر خاموش رہا اس نے سوچ لیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ اپنی زبان نہیں کھولے گا کیونکہ دونوں صورتوں اسے مرنا تو ہے ہی لہذا اس نے اپنی زبان کو بند رکھنے کا فیصلہ کیا۔

یوسف نے اپنا رخ نقاب پوش ساتھیوں کی طرف کیا اسکا منہ کھلواؤ آج رات سے پہلے پہلے چاہے اس کے لئے تمہیں اسکی چمڑی ہی کیوں نہ اتارنی پڑے۔

زوار تیزی سے جیپ چلاتا جا رہا تھا زویا کو نیند آرہی تھی اور وہ نیند میں اونگھتی زوار کے شانے سے آنکلی زوار نے ایک نظر اسے دیکھا اسکی نظروں میں تشویش تھی زویا کا لباس سردی کے لحاظ سے ناکافی تھا اسکے پاس کوئی دوپٹہ اور جوتے بھی نہیں تھے ایسے حلیے میں تو کوئی بھی اسے دیکھ کر چونک سکتا تھا۔ لہذا بہتر یہ تھا کہ پہلے زویا کا حلیہ ٹھیک کروایا جائے ابھی زوار چیک پوسٹ سے تھوڑا دور ہی تھا کہ اسنے دیکھا کہ کچھ لوگ ٹارچ لئے ایک ایک گاڑی کے اندر روشنی ڈال رہے ہیں اس نے جلدی سے ریورس گیر لگایا اور گاڑی کو واپس مری کی طرف موڑا اسے پورا یقین تھا کہ یہ لوگ اسی تنظیم کے آدمی ہیں جو زویا کو ڈھونڈ رہے ہیں۔

جنگلات سے گزرتے ہوئے زوار کو دور ایک ڈاک بنگلہ نظر آیا جو بڑی ہی بوسیدہ حالت میں تھا اسنے جیپ کا رخ اس طرف موڑنے سے پہلے زویا کو جگایا۔

"زویا تم پچھلی سیٹ کے نیچے چلی جاؤ اور جب تک میں خود سے تمہیں لینے نا آؤں تم بالکل بھی باہر نہیں آؤ گی مجھے یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ میں اکیلا ہوں تاکہ اگر کوئی ہمیں ڈھونڈتا ہو ایہاں آئے تو اسے کوئی شک نہ ہو"

"جی سر" کہ کر زویا نے اپنا سر ہلایا اور پیچھے کی طرف چلی گئی اس کے سیٹ کے نیچے جاتے ہی زوار نے اپنی جیکٹ اور پیچھے رکھا کچھ سامان اس کے اوپر ڈال دیا اور تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ڈاک بنگلے کی جانب بڑھا رہداری میں جیپ پارک کر کے وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھا وہاں ریسپشن پر کوئی نہیں تھا اس نے بیل بجائی تو ایک بوڑھا آدمی چلتا ہوا آیا۔

"جی صاحب"

"مجھے ایک کمرے کی ضرورت ہے کیا مل سکتا ہے"

"کمرے تو جی سارے ہی خالی ہیں آپ سامان لائیں میں آپ کو کمرہ دکھاتا ہوں۔"

"بزرگوار آپ کمرہ دکھا دیجئے سامان کچھ خاص نہیں ہے میں بعد میں لے آؤنگا"

کمرے میں پہنچ کر زوار نے پورے کمرے کا جائزہ لیا ایک کھڑکی ایک سنگل بیڈ اور ساتھ میں کونے پر چھوٹا صوفہ اور میز۔ اس آدمی کو ٹپ دے کر زوار نے روانہ کیا تھوڑی دیر بعد وہ دبے قدموں باہر نکلتا کے زویا کو خاموشی سے کمرے میں لایا جاسکے۔ جیپ کے قریب پہنچ کر اس نے چاروں طرف دیکھا اور تیزی سے زویا کو باہر آنے کے لئے کہا اور اپنا بریف کیس لے کر اندر کی طرف بڑھا ابھی وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ قدموں کی آواز سنائی دی اس نے تیزی سے زویا کو دیوار کے ساتھ اندھیرے میں کھڑا کیا اور خود اسکے آگے چوکننا کھڑا ہو گیا زویا اس کے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ قدموں کی آواز قریب آئی دیکھا تو وہی ریسپشن والا بوڑھا تھا

"جناب آپ یہاں، کچھ چاہیے تھا"

"جی میں آپ کو ہی ڈھونڈ رہا تھا اگر کچھ کھانے کو مل سکے تو بڑی مہربانی ہوگی"

"آپ کمرے میں چلیں میں لاتا ہوں۔"

جیسے ہی وہ راہداری سے مڑا زوار تیزی سے زویا کا ہاتھ پکڑ کر کمرے کی طرف بڑھا۔ کمرے میں پہنچتے ہی زوار نے زویا کا ہاتھ چھوڑا جو سرخ ہو چکا تھا۔

"تم جلدی سے باتھ روم چلی جاؤ منہ باتھ دھو کر اپنا حلیہ درست کرو اور جب میں بولوں جب باہر آنا"

زویا اندر چلی گئی تھوڑی دیر میں دروازے پر کھٹکھٹا ہوا زوار نے دروازہ کھولا تو وہ بزرگ آدمی کھانے کی ٹرے لئے کھڑا تھا زوار نے اس سے ٹرے لے لی اور کہا کہ برتن صبح لے جانا اس کے جانے کے بعد زوار نے باتھ روم کا دروازہ ہلکے سے بجایا اور زویا کو باہر آنے کو کہا زویا دھیرے سے چلتی ہوئی باہر نکلی اسے بغیر دوپٹے ننگے پاؤں زوار کے سامنے آنے سے شرم آرہی تھی۔

زوار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اس کا خوبصورت چہرہ پانی میں بھیگا ہوا گلاب لگ رہا تھا گہری سنہری پلکیں اس کے رخساروں کو چھو رہی تھیں وہ معصوم سی سبز آنکھوں والی لڑکی اس کے دل کے تاروں کو چھو رہی تھی اس نے تیزی سے اپنی نظر اس پر سے ہٹائی اور اپنی جیکٹ اس کی طرف بڑھائی تاکہ وہ اپنے آپ کو ڈھانک لے۔

زویا نے جیکٹ پہنی اور صوفے کے پاس آکر کھڑی ہو گئی ایک ہی صوفہ تھا چھوٹی سی میز پر ایک ہی آدمی کے برتن تھے البتہ کھانا وافر مقدار میں تھا زوار نے زویا کو اشارہ کیا کہ صوفے پر بیٹھ جائے اور خود وہ میز کے پاس بیٹھ گیا دونوں کو ایک ہی پلیٹ میں کھانا تھا زویا تھوڑا جھجک رہی تھی زوار نے اسکی طرف روٹی بڑھاتے ہوئے کھانے کا اشارہ کیا اور خود کھانا شروع ہو گیا وہ ہچکچاتے ہوئے اٹھی اور زمین پر زوار کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگی کھانے سے فارغ ہو کر زوار نے اسے بیڈ پر جا کر سونے کو کہا۔ وہ زوار کی موجودگی میں لیٹنے سے گھبرار رہی تھی اور اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ زوار کہاں سوئے گا۔

"تم میری فکر مت کرو میں تمہاری رکھوالی کے لئے ہوں میری موجودگی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے آرام سے جا کر لیٹ جاؤ۔"

یہ کہہ کر زوار نے ایک کمبل اٹھایا اور صوفے پر بیٹھ کر اور ٹانگیں میز پر رکھ کر سو گیا۔ زویا تھوڑی دیر اسے دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بیڈ پہ جا کر لیٹ گئی وہ بیحد تھکی ہوئی تھی آرامدہ بستر نصیب ہوتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

صبح ہوتے ہی عادت کے مطابق چار بجے زوار کی آنکھ کھل گئی وہ اٹھ کر فریش ہونے کے بعد زویا کی طرف آیا اسکا ارادہ کسی نزدیکی بازار سے زویا کے لئے کچھ خریداری کرنے کا تھا وہ اس حلیے میں زویا کو لیکر آگے سفر کرنا نہیں چاہتا تھا زویا کے نزدیک آکر اسنے اسکو آواز دینی شروع کی

"زویا اٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے"

پر زویا پہ کوئی اثر نہ ہوا کئی آوازیں دینے کے بعد زوار نے تنگ آکر اسکے منہ سے لحاف کھنچا وہ اپنے خوبصورت چہرے پر بچوں کی سی معصومیت لئے سو رہی تھی اسکے سنہری بال تکیے پر پھیلے ہوئے تھے اسے دیکھ کر زوار کے دل کے دروازے کھلتے چلے گئے اور زویا بڑی شان سے اس دل کے اندر براجمان ہو گئی وہ اسے ایک ٹک دیکھے چلے جا رہا تھا۔ زویا سے پہلے بھی کئی لڑکیوں نے اسکی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسنے آج تک کئی دل توڑے کسی لڑکی سے سیدھے منہ بات کرنا تو اسے آتا ہی نہیں مگر یہ چھوٹی سی لڑکی جو عمر میں اس سے تقریباً دس سال چھوٹی اور انتہائی سیدھی اور بیوقوف ہے اسکے دل و دماغ پر بری طرح سے سوار ہو گئی تھی زویا کی سادگی اور معصومیت نے اسے اسیر کر لیا تھا اسکے ضدی دل نے سوچ لیا تھا کہ یہ مشن مکمل ہوتے ہی اسے زویا سے نکاح کرنا ہے چاہے زویا راضی ہو یا نہ ہو پر اب اسے اپنی ساری زندگی اسی کے ساتھ بسر کرنی ہوگی۔ وہ زویا کو سویا چھوڑ کر کمرے کے وسط میں آکر ورزش کرنے لگا پھر ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دوبارہ زویا کی طرف آیا اور اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"زویا میڈم اب اٹھ بھی جاؤ یہ آپکا محل نہیں ہے کہ شہزادی صاحبہ جب تک چاہیں سوتی رہیں اٹھ جاؤ نہیں تو میں ابھی تمہیں اٹھا کر ٹھنڈے پانی کے ٹب میں ڈال دوں گا۔"

زویا کو لگا جیسے دور سے کوئی ظالم دیو اس پر چلا رہا ہے پر زوار کی دھمکی سنتے ہی اسنے فوراً آنکھیں کھول دی۔ کیونکہ اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ واقعی اسے اٹھا کر اس سردی میں ٹھنڈے پانی میں ڈال دیتا۔ زویا کو اٹھتے دیکھ کر زوار نے اسے راستہ دیا وہ فریش ہونے واش روم کی طرف چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئی زوار باہر جانے کے لئے تیار تھا اس نے روم سروس کا فون اٹھایا تو وہی بزرگ تھے اسنے انھیں ناشتہ لانے کو کہا

"زویا ابھی تھوڑی دیر میں ناشتہ آجائیگا اس کے بعد میں تمہارے لئے کچھ کپڑے لینے باہر جاؤنگا کمرے کو لاک لگا دوںگا اور ڈپلیکیٹ چابی بھی ان سے لے لوںگا تم کمرے میں ہی رہنا کوئی شور کوئی آواز نہ ہو اور نہ ہی لائٹ جلانا۔"

- "پر سر مجھے اکیلے آپ کے بغیر بہت ڈر لگے گا اگر کچھ ہو گیا تو" وہ گھبراتے ہوئے بولی

"میں زیادہ دیر نہیں لگاؤنگا تم بس میری ہدایات پر عمل کرنا اور کسی کو بھی شک نہ ہو پلے"

دروازے پر دستک ہوئی زوار نے زویا کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور دروازہ کھولا تو وہی رات والے بزرگوار تھے ناشتہ لیکر آئے تھے ناشتہ میز پر رکھ کر وہ کھڑے ہوئے تو زوار نے کہا

"میں رات کو کام کرتا رہا سو نہیں سکا ابھی تھوڑی دیر سوؤنگا لہذا آپ کسی کو بھی میرے کمرے میں مت بھیجے گا جب اٹھونگا تو ناشتے کے برتن واپس کر دوںگا۔"

وہ اسے دیکھتے ہوئے سر ہلاتے رات کے کھانے کے برتن لیکر چلے گئے تو زوار نے اٹھ کر دروازہ لاک کیا اور زویا کو باہر آنے کو کہا

زویا باہر آئی تو وہی رات والی صورت حال تھی۔

ایک کپ چائے اور ایک ہی پلیٹ میں انڈے ڈبل روٹی زوار نے اسے ناشتہ کرنے کو کہا

وہ اسے دیکھنے لگی

"سر کیا آپ ناشتہ نہیں کریں گے"

"نہیں میں باہر سے کچھ کھا لوں گا"

یہ کہ کر زوار کمرے میں موجود اکلوتی کھڑکی کی طرف بڑھا اور اسے کھولنے لگا زویا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی

"زویا میں کھڑکی کے راستے جا رہا ہوں تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ کمرے میں کوئی نہیں ہے لہذا تم میرے نکلتے ہی

اس کھڑکی کو بند کر کے لاک لگا لو اور پردہ ڈال دو میں دو سے تین گھنٹوں میں واپس آؤں گا صرف تین دفعہ ناک

کروں گا تو تم کھڑکی کھول دینا۔"

زویا سر ہلاتے ہوئے کھڑکی کے پاس آئی زوار کھڑکی سے کود کر بندروں کی طرح چھت کی طرف بڑھا اور زویا

کھڑکی بند کر کے ساری بتیاں بجھا کر وضو کرنے چل دی۔ وضو کرنے کے بعد اسے بیڈ شیٹ کو اتارا اور بڑی مشکل

سے لپیٹ کر نماز پڑھنے کھڑکی ہو گئی۔

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

زوار چھت کے راستے ڈاک بنگلہ کی پچھلی طرف اتر اور دبے قدموں اپنی جیب کی طرف بڑھا جب دیکھا کہ کوئی آس پاس نہیں ہے تو جیب لیکر روانہ ہوا اسکا ارادہ جا کر شاپنگ کرنا تھا۔ تھوڑی دور تک ڈرائیو کرنے کے بعد اسے بازار کے آثار نظر آئے پہاڑی علاقوں میں لوگ صبح سویرے ہی اٹھ کر اپنا کاروبار اور تمام ضروریات زندگی سے متعلقہ کام شروع کر دیتے ہیں یہی سوچ کر زوار صبح سویرے ہی نکل پڑا تھا اب آٹھ بج رہے تھے کہ وہ بازار پہنچا اور خریداری شروع کی تھوڑے کپڑے اور جوتے لینے کے بعد اسنے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں اور واپسی کے لئے روانہ ہوا۔ جیب پارک کرنے کے بعد وہ دوبارہ پچھلی طرف سے پائپ لائن سے اوپر چڑھنے لگا سارا سامان ایک بیگ میں اسکے کندھوں پر لٹک رہا تھا وہ تیزی سے اوپر چڑھا اور کھڑکی پر تین دفعہ دستک دی۔ زویا نے ڈرتے ڈرتے پردے کی جھری سے اسے دیکھا اور اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کھڑکی کھول دی زوار نے اندر آتے ہی کھڑکی بند کر کے پردہ برابر کیا اور صوفے پر بیٹھ کر زویا کو سامان کا بیگ لانے کو کہا زویا اسکا بیگ اٹھا کر اسکے پاس لائی۔

"یہ لو تمہارے لئے کپڑے جوتے اور کیپ"

زویا حیرانی سے اپنے ہاتھ میں موجود جینز اور شرٹ کو دیکھ رہی تھی جو مردانہ تھے زوار نے اسکی حیرت بھانپ لی تھی۔

"تم یہ کپڑے تبدیل کر لو میں تمہیں لڑکے کے روپ میں لیکر جاؤنگا کہ کسی کو شک نہ ہو۔"

زویا کپڑے لیکر واش روم چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد شاہر لیکر کپڑے بدل کر سر پر تولیہ لپیٹے باہر آئی اور زوار کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا"

"سروہ اسکے ساتھ کوئی اسکارف نہیں ہے"

زوار نے اٹھ کر بیگ سے ایک اسٹائلش سی جیکٹ نکال کر اسکی طرف بڑھائی اور دوبارہ سے اپنے لیپ ٹاپ اور دیگر چیزوں کو سمیٹنے لگا تھوڑی دیر بعد دیکھا تو زویا پھر اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ چلتے ہوئے اسکے پاس آیا اور بولا

"کیا بات ہے کیا تم ایک دفعہ میں ہی اپنی بات نہیں کر سکتی"

"سروہ مجھے برش چاہئے تھا بال سلجھانے کے لئے"

زوار ایک آہ بھرتے ہوئے دوبارہ اپنے بیگ کی طرف گیا وہ اپنی پرسنل چیزیں کسی سے بھی شئیر نہیں کرتا تھا پروہ زویا کو منع نہ کر سکا اور برش نکال کر اسکے حوالے کیا وہ ایک چھوٹا سا مردانہ برش تھا۔

"ابھی فلحال اسی سے کام چلاؤ"

زویا کمرے میں موجود شیشے کی طرف بڑھ گئی اس نے سر سے تولیہ ہٹایا تو سنہری بھیگی ہوئی زلفیں اسکی کمر پر گر گئی وہ اس چھوٹے برش سے انھیں آہستہ آہستہ سلجھانے لگی تمام سامان سمیٹ کر زوار، زویا کی طرف متوجہ ہوا اور اسے شیشے میں دیکھ کر مبہوت ہو گیا اسکے سنہری بال اس کے خوبصورت چہرے کو گھیرے ہوئے تھے وہ مسمرائز سی

کیفیت میں اسکی طرف بڑھا زویا اسے قریب آتے دیکھ کر گھبرا گئی وہ کچھ نہیں بول رہا تھا بس اسے دیکھے جا رہا تھا
زویا ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور زوار تیزی سے ہوش میں آیا۔ اپنے آپ سے کہنے لگا کہ یہ کیا کر رہا ہوں میں ابھی
تو بہت وقت ہے اسکو بتانے میں کہ وہ صرف اور صرف میری ہے۔

یوسف کمرے میں داخل ہوا تو اسکے سارے ساتھی احترام میں کھڑے ہو گئے۔ عمر کمرے کے وسط میں دونوں ہاتھ
لوہے کے کندوں سے بندھے ہوئے کھڑا تھا اسکے اوپر کوئی شرٹ نہیں تھی پوری کمر پر کوڑوں کے نشان تھے
آنکھیں سو جی ہوئی تھیں اور وہ خونم خون تھا
"کچھ پتہ چلا"

"جناب بڑی ہی سخت ہڈی ہے کچھ بولنے پر آمادہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے اسے اسی طرح لٹکا کر رکھو اور ساری کھال اتار دو اسکی۔ ایک پل کو اسکی آنکھ بند نہ ہو۔"

یہ کہ کر یوسف دوسرے کمرے میں آگیا اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ عمر کچھ نہیں بولے گا اس لئے وقت برباد کرنے
بجائے خود زویا کی تلاش میں نکلنا ہو گا۔

جاری ہے

"تم ہی تم"



سیما شاہد



قسط 3

زویا زوار کی حرکت سے گھبرا گئی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب اس سے ایسی کون غلطی ہو گئی ہے جو یہ جلاد سراسے گھورے جا رہا ہے۔ زوار نے ماحول کا اثر زائل کرنے کے لئے تیز لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"تم اتنی دیر لگا رہی ہو، ہمیں آگے بھی نکلنا ہے، سارے دن یہاں بیٹھ کر میں تمہاری ان زلفوں کے سونے کا انتظار نہیں کر سکتا، انہیں سمیٹو اور کیپ کے اندر چھپاؤ، تمہیں لڑکا نظر آنا چاہئے۔"

زویا نے گھبرا کر جلدی سے اپنے بالوں کو سمیٹنا شروع کیا پر وہ اس کے ہاتھ سے پھسلے جا رہے تھے۔

"سر آپ مجھے مت دیکھیں، میں کنفیوز ہو رہی ہوں اور کام نہیں ہو رہا۔"

زوار مسکراتے ہوئے پلٹ گیا۔

"یہ جلاد مسکرا بھی سکتا ہے" یہ سوچتے ہوئے زویا تیزی سے اپنے بال سمیٹنے لگی ٹائٹ جوڑا بنا کر اس نے کیپ پہنی، سائیڈ پر آتی تمام لٹوں کو کیپ کے اندر کیا اور زوار کی طرف مڑ کر بولی۔

"سر اب ٹھیک ہے؟"

زوار نے اسے دیکھا وہ بہت ہی کیوٹ لگ رہی تھی، اسکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسکی خوبصورتی کو کیسے چھپائے۔ بہر حال سارا سامان سمیٹ کر اس نے زویا کو کھڑکی سے کودنے کو کہہ، زویانا سمجھی سے اسے دیکھتی رہی، وہ کبھی بھی کھڑکی کے راستے باہر جانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔

زوار نے کھڑکی کھولی اور اسکے چہرے پر خوف دیکھ کر اسے ہنسی آئی، اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور اسے اپنی کمر پر لا دلیا۔

"تم مجھے کس کر پکڑنا، یہ تو کر ہی سکتی ہو اور برائے مہربانی چیخنے سے پرہیز کرنا۔"

وہ زویا کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے تیزی سے پائپ کے سہارے چھت پر چڑھ گیا اور پچھلی طرف سے نیچے اترا اور چاروں طرف دیکھتے ہوئے تیزی سے زویا کو لے کر جیپ کی طرف بڑھا اور اسے دوبارہ سیٹ کے نیچے چھپنے کو کہا، پھر دوبارہ اوپر چڑھا اور اپنا سامان سمیٹ کر reception پر آیا اور اپنا حساب صاف کر کے باہر آ کر جیپ سٹارٹ کی، تھوڑی دور چل کر اس نے زویا کو آواز دی اور آگے آ کر بیٹھنے کو کہا زویا کے بیٹھتے ہی اس نے جیپ چلا دی۔

"چلو اب تم فٹنٹ شروع ہو جاؤ۔ تم مری میں پروفیسر شبیر کے بغیر کیوں ہو؟ میری معلومات کے مطابق پروفیسر تمہیں ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے۔ تو آخر ایسا کیا ہوا تھا کہ تمہارے بابا نے تمہیں اکیلے یہاں بھیجا؟ سوچ سمجھ کر ایک ایک بات تفصیل سے بتاؤ تاکہ میں تمہاری اور تمہارے بابا کی مدد کر سکوں۔"

عمر کا پورا جسم لہو لہان تھا ظالموں نے تشدد کی انتہا کر دی تھی پروہ بھی ایک ٹرینڈر ریٹائرڈ آفیسر تھا جو وقت سے پہلے ریٹائرمنٹ لے کر پروفیسر کے ساتھ اسکی حفاظت کیلئے تھا پروفیسر اسکا دوست بھائی سب کچھ تھا اور دشمن جتنا چاہے تشدد کر لیتا پر اسکی زبان نہیں کھلوا سکتا تھا، وہ کبھی بھی اپنے وطن سے غداری نہیں کر سکتا تھا۔ اسکا کام زویا کو بحفاظت کرنل تک پہنچا کر پروفیسر کا پیغام دینا تھا، اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا وہ ذہنی جوڑ توڑ میں مگن تھا اتنا تو اسے یقین تھا کہ زویا ان ظالموں کے ہاتھ نہیں لگی ہے پروہ کدھر ہے یہ پتہ کرنا ضروری تھا اور اسکے لئے یہاں سے نکلنا بہت ضروری تھا۔ وہ سارے اسے بیہوش سمجھ کر باہر بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ یوسف کو آتا دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے۔

"محترم یوسف" سب نے احترام سے سر جھکا یا وہ ایک ہاتھ سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہوا۔ عمر نے قدموں کی آواز سنتے ہی اپنی آنکھیں بند کر لیں وہ انھیں اپنی بیہوشی کا تاثر دینا چاہتا تھا۔

"یہ کب سے بیہوش ہے اور کیا اس سے کچھ معلومات حاصل ہوئیں؟"

"جناب یہ بہت ڈھیٹ ہے زبان کھول ہی نہیں رہا اور جب سے اسکے پیروں پر کٹ ڈال کر نمک ملا گیا تھا تب سے بیہوش ہے۔"

"جاؤ ٹھنڈے پانی کی بالٹی بھر کر لاؤ۔"

جیسے ہی ایک آدمی بالٹی لیکر آیا یوسف نے اسکے ہاتھ سے ٹھنڈے تِخ پانی کو لیا اور عمر کے اوپر پھینک دیا۔ عمر ایک جھر جھری لیکر ہوش میں آنے کی ایکٹنگ کرتا آنکھیں کھول کر یوسف کو دیکھنے لگا۔

"دماغ ٹھکانے آیا؟ ابھی بھی وقت ہے ہمیں سب بتادو اور اپنے آپ کو بچالو۔"

عمر نے ایک طنزیہ نظر یوسف پر ڈالی اور کہا۔

"مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ جو لوگ انسانیت کا تقدس پامال کر سکتے ہیں، وہ میرے لئے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔"

یوسف غصے سے تپ گیا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک زوردار تمانچہ عمر کے چہرے پر مارا اور غصیلے انداز میں بولا۔

"بکو اس بند کرو نہیں تو تمہارا وہ حشر کرونگا کہ موت بھی شرما جائیگی۔"

"میں اگر تمہاری مدد کروں تو کیا گارنٹی ہے کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے ان زنجیروں سے آزاد کیا جائے اور کسی اسپتال لے جا کر علاج کروایا جائے، تو ہی میں تم پر اعتماد کرونگا، بصورت دیگر پروفیسر کے سارے راز میری موت کے ساتھ ہی میرے سینے میں دفن ہو جائینگے۔ زویا تو بچی ہے وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی، اب تم سوچ لو۔"

"تمہیں اسپتال لے جانے کا رسک ہم نہیں لینگے البتہ تمہارے علاج کے لئے ڈاکٹر بلا لینگے۔"

"نہیں مجھے تم پر بھروسہ نہیں تو تمہارے ڈاکٹر پر کیسے ہوگا، میرا علاج یا میرے سینے میں دفن راز، سب اب تم پر ہے، میں مر جاؤنگا مگر دنیا کا کوئی تشدد میری زبان نہیں کھلوا سکتا۔"

یوسف چند لمحے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتا رہا، اسے اچھی طرح پتہ تھا کہ عمر ایک فوجی ہے جو مر جائیگا مگر زبان نہیں کھولے گا۔

"اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ علاج کرواتے ہی تم ہمیں سب بتا دو گے؟"

"پروفیسر تو رہے نہیں اگر میں تمہاری مدد کرونگا تو یقیناً تم بھی میری مالی امداد کر سکو گے اور مستقبل میں بھی ہم ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔"

یوسف اسے گہری نظروں سے دیکھتا باہر نکل گیا۔ میٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے الماری کے پیچھے سے ایک وسیع رینج کارڈ پو نما آلہ نکالا اور اسکی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا وہ اوپر کی کمانڈ کے مشورے کے بغیر کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"Roger roger eagle speaking from mountains"

"Code Roger"

Aag sulgai rakhni hai " roger"

"Report roger"

یوسف نے ساری تفصیل اپنے باس کو بتائی۔

"اسکو اسپتال لے جاؤ 24 گھنٹے اپنے آدمیوں کی نگرانی میں رکھو وہ کسی بھی ڈاکٹر یا نرس سے اکیلا نہ مل پائے اور طبیعت سنبھلتے ہی معلومات کی ڈیمانڈ کرو اور علینا حجازی کے انڈر ٹیم کو زویا خان کی تلاش پر لگا دو۔"

زویا نے نظر اٹھا کر زوار کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکے منہ سے اپنے پیارے بابا کا ذکر سن کر اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ جسے دیکھ کر زوار نے اپنا سر جھٹکا۔

”دیکھو زویا رونے کی تیاری مت کرو، لگتا ہے تمہیں رونے اور چیخنے کے علاوہ کچھ کام نہیں آتا، مگر میرے ساتھ اپنی ان صلاحیتوں سے جتنا پرہیز کرو گی اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔ شاباش بتاؤ تم جیسی ڈرپوک لڑکی مری اکیلے کیسے آگئی؟“

”سر میں اکیلی نہیں ہوں، میرے ساتھ کا کا، میرے بابا کے باڈی گارڈ بھی تھے۔“

”کا کا کون؟“ زوار نے ٹوکا۔

”کا کا کا نام عمر حیات خان ہے وہ میرے بابا کے بہت اچھے دوست اور باڈی گارڈ ہیں۔ کچھ دنوں سے بابا بہت پریشان تھے، ہمارے گھر پر کچھ لوگوں نے حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے بابا مجھے اور کا کا کو لیکر اپنی انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں رہنے لگے تھے اور وہ اپنی لیبارٹری کو کہیں اور شفٹ کرنا چاہ رہے تھے۔“

پھر ایک دن بابا نے مجھے اپنے تجرباتی روم میں بلایا اور کہا کہ وہ مجھے کرنل انکل کے پاس اسلام آباد بھیج رہے ہیں۔ ابھی کچھ لوگ ان کو تنگ کر رہے ہیں اسلئے وہ چاہتے ہیں کہ میں کا کا کے ساتھ کرنل انکل کے پاس چلی جاؤں اور جب تک بابا یا افتخار انکل مجھے آکر نہیں ملتے میں سب سے بچ کر ان کے پاس رہوں۔“

زوار اپنے فادر افتخار صاحب کا نام سن کے چونک گیا پر اس نے بیچ میں ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا۔

"پھر بابا نے مجھے پیار کیا اور کہا کہ جب کرنل انکل سے ملو تو یاد سے کہنا وہ میرا سیدھا ہاتھ ہیں، پھر بابا نے مجھے انجکشن دیا اور جب میری آنکھ کھلی تو میں مری میں ایک کٹیج میں تھی اور کا کا میرے ساتھ تھے۔ پھر کا کا نے کہا کہ ابھی اسلام آباد جانے میں یا کنٹیکٹ کرنے میں خطرہ ہے۔ کچھ لوگ ابھی بھی ہمیں ڈھونڈنے میں لگے ہیں۔ پھر کا کا نے میرا داخلہ کالج میں کروا دیا تاکہ جب تک ہم مری میں رہ رہے ہیں میرا دل لگا رہے۔"

اپنی بات ختم کر کے زویا زوار کی جانب دیکھنے لگی پر اسکی پرسوں نظروں سے گھبرا کر اس نے نظر ہٹا لی۔

"زویا کیا تمہیں کچھ بھی یاد نہیں کہ تم مری کیسے آئی۔"

"نہیں سر 1" زویا نے بچوں کی طرح نفی میں سر ہلایا

"تمہارے کا کا کدھر ہیں کیا تمہارے پاس کوئی سیل فون یا انکا کوئی کونٹیکٹ نمبر ہے۔"

"سر میں کیونکہ بابا کے ساتھ لیب میں رہتی تھی اس لئے مجھے فون کی اجازت نہیں تھی اور کا کا تو خود میرے پاس آتے تھے۔ اب بھی وہ پریشان ہو کر مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔" کہتے ہوئے زویا کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

زوار تیزی سے جیپ دوڑا رہا تھا وہ اندھیرا ہونے سے پہلے پہلے سوات پہنچ جانا چاہتا تھا۔

"زویا پیچھے سیٹ پر دیکھو کچھ کھانے کا سامان ہے نکال لو، ابھی کہیں رک تو سکتے نہیں، لہذا چلتی گاڑی میں ہی کھانا پڑے گا۔"

زویا نے پچھلی سیٹ پر پڑے کچھ چپس اور جوس کے پیکٹ اٹھائے اور ایک چپس اور جوس کھول کر زوار کو پکڑا یا۔

ابھی وہ کچھ دور ہی گئے ہونگے کہ جیپ ایک زوردار دھچکے کھا کر ڈگمگائی زوار نے مہارت سے جیپ کو کھائی میں جانے سے بچایا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ٹائر بلاسٹ ہوا ہے۔ اس نے جیپ کو بحفاظت روک کر نیچے اتر کر دیکھا تو اسے اندازہ ہوا کہ۔۔۔۔۔

کسی نے شارپ شوٹنگ کے ذریعے پیچھے کے ٹائر کو نشانہ بنایا تھا، زوار نے بیک سیٹ سے اپنی گن اٹھائی اور زویا کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ جیسے ہی وہ اتری زوار اسکا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے بھاگتا ہوا درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گیا زویا اسکی تیز رفتاری کا ساتھ نہیں دے پارہی تھی، تھوڑی دور جا کر وہ رک گیا اور کسی چوکنے شیر کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا پھر اس نے زویا سے پوچھا۔

"کیا تمہیں درخت پر چڑھنا آتا ہے؟"

اس کے نفی میں ہلتے سر کو دیکھ کر زوار نے اسکو اپنی طرف کھینچا اور اٹھا کر اپنی پیٹھ پر لا دیا۔۔۔

”زویا میری گردن میں ہاتھ ڈالو اور کس کر پکڑے رکھنا۔“

یہ کہہ کر زوار نے گھنے سے درخت کی طرف چھلانگ لگائی اور تیزی سے اوپر کی طرف چڑھنے لگا اور ایک اونچی گھنی شاخ پر اس نے زویا کو بڑی مشکل سے بٹھایا۔

”تم اس تنے کو پکڑ کر ان پتوں میں چھپ کر بیٹھی رہو اور چاہے کچھ بھی ہو جائے، تم کوئی آواز نہیں نکالو گئی انڈرا سٹینڈ“

”سر کیا آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟“ اس نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

زوار نے اسے دیکھا اسکے چہرے پہ خوف اور دہشت چھائی ہوئی تھی اسنے میکائیلی انداز میں اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر تسلی دینے والے انداز میں تھپتھپایا۔

”میں بچ میں چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔“

یہ کہتے ہی وہ تیزی سے ایک لانگ جمپ لگا کر نیچے اتر ا اور چند قدم دور جا کر ایک بڑے چٹان نما پتھر کے پیچھے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنی گن نکال کر دشمنوں کا انتظار کرنے لگا۔ اسے پتہ تھا کہ جن لوگوں نے دور سے اسکی گاڑی کا نشانہ لیا تھا وہ کسی بھی لمحے انھیں ٹریس کرتے یہاں پہنچنے والے تھے وہ ایک ہاتھ میں

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

گن اور دوسرے ہاتھ میں چاقو پکڑے چونکا تھا ذرا ہی دیر میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی آوازوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آنے والے تعداد میں آٹھ سے دس افراد ہیں۔۔ زوار نے اپنی گن کو مضبوطی سے جکڑا اور آریا پار انداز میں اپنا رخ آوازوں کی طرف کیا۔

یوسف کے آدمی عمر کو لیکر ایک پرائیویٹ اسپتال پہنچے اور ڈاکٹر اور نرس کو کمرے میں لیجا کر دروازہ بند کر دیا اور گن دکھا کر انہیں اپنے ساتھ مکمل تعاون کرنے پر مجبور کر دیا۔ ڈاکٹر نے عمر کا فوری ٹریمنٹ شروع کیا اور ان لوگوں کو باہر ویٹ کرنے کو کہا مگر انہوں نے اپنے مریض کو اکیلا چھوڑنے اور باہر جانے سے سختی سے انکار کر دیا، ڈاکٹر بھی انکے ہتھیاروں اور ڈیل ڈول سے ڈر گیا تھا، اس نے گزارش کی کہ کوئی ایک رک جائے زیادہ جھگڑا مریض کیلئے صحیح نہیں ہے۔ یہ سن کر ایک آدمی اندر رک گیا اور باقی باہر جا کر دروازے پر پہرے دار بن کر کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر نے عمر کے زخموں کا معائنہ شروع کیا عمر کے زخم گہرے تھے اور کھال جگہ جگہ سے بری طرح اکھڑی ہوئی تھی، خون بہت ضائع ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ معاملہ پولیس کا ہے مگر وہ آدمی سائے کی طرح ساتھ تھے وہ چاہتے ہوئے بھی پولیس کو انفارم نہیں کر پارہا تھا۔

عمر سب کچھ کن انکھیوں سے دیکھ اور سمجھ رہا تھا مگر یہ اسپتال ہی اسکی آخری کوشش تھی ان لوگوں کے چنگل سے نکلنے کے لئے اور پھر اچانک عمر کے جسم نے تڑپنا شروع کیا، وہ بری طرح سے جھٹکے لے رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسکا سانس اکھڑنا شروع ہوا، پھر اچانک سے ہی اسکا سانس رک گیا۔ ڈاکٹر نے فوری طور پر عمر کو شاک دینے شروع کئے، یہ سب دیکھ کر یوسف کا ساتھی گھبرا کر باہر گیا تا کہ یوسف کو اطلاع کر سکے اسکے باہر نکلتے ہی عمر ایک جھٹکے سے اٹھا ڈاکٹر اور نرس یہ دیکھ کر شاک میں آ گئے۔

”ڈاکٹر میں پاکستان آرمی کا ٹرینڈ بندہ ہوں، میرے پاس یہ چند منٹ ہیں، آپ فوراً اپنا فون مجھے دیں اور دروازے پر نظر رکھیں۔“

فون لیتے ہی عمر نے کرنل کا نمبر ملایا۔

”کرنل جہانگیر اسپیکنگ۔“

”کرنل میں عمر حیات ریفرنس آف پروفیسر شبیر

can u rescue me immediately i am in hospital surrounded by terrorists

میں آپکو ساری تفصیل ملنے پر بتاؤں گا۔“

قدموں کی آواز سنتے ہی فون بند کر کے وہ تیزی سے سانس روک کر لیٹ گیا۔۔۔ اور ڈاکٹر بھی مصروف نظر آنے لگا۔۔۔

زوار چوکنے شیر کی طرح پتھر کی اوٹ سے نشانہ لئے بیٹھا تھا، جیسے ہی اس نے نقاب پوش افراد کو قریب آتے دیکھا فائر کھول دیا، وہ تعداد میں دس کے قریب تھے زوار مسلسل فائر کر رہا تھا۔ انھوں نے بھی جواباً فائرنگ شروع کر دی تھی۔ پورا علاقہ گولیوں کی آواز سے گونج رہا تھا زوار نے انکے تقریباً پانچ آدمی مار گرائے تھے۔ وہ پوری کوشش کر کے اسے گھیرے میں لے رہے تھے، زوار نے گن جیب میں رکھی اب اسکا ارادہ چاقو سے خاموشی سے شکار کرنے کا تھا، وہ جلد از جلد انہیں مار کر زویا کے پاس جانا چاہتا تھا اسے اندازہ تھا کہ زویا کا گولیوں کی آوازیں سن کر ڈر کے مارے برا حال ہو گا اور کوئی بعید نہیں وہ بیہوش ہو کر نیچے گر جائے اور اپنے ہاتھ پیر تڑوالے۔۔۔

اس نے ایک تیز کک لگائی اور دو آدمیوں کو مار گرایا اور برق رفتاری سے قلابازی لگا کر دوسرے شکار پر حملہ کیا۔۔۔۔۔ سب کو ٹھکانے لگا کر اس نے چاروں طرف اچھے سے دیکھا پھر ان لاشوں کی تلاشی لینے لگا اسے سوائے چابیوں کے اور کچھ خاص ہاتھ نہیں لگا۔۔۔ وہاں سے اٹھ کر وہ درخت کے اوپر چڑھنے لگا۔

زویا اپنی آنکھیں سختی سے میچے زور شور سے رونے میں مصروف تھی، اسکا بدن کانپ رہا تھا جیسے ہی زوار نے اسے کندھے پر ہاتھ رکھا زویا کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی، زوار نے تیزی سے اسے منہ پر ہاتھ رکھا۔

”آنکھیں کھولو میں ہو اور خبردار جو چیخ ماری۔“

زویا نے اسکی آواز سن کر اپنی آنکھیں کھولیں، رونے سے اسکی خوبصورت سبز آنکھوں میں لال ڈورے ابھر آئے تھے اسے گال اور ناک انار کی طرح سرخ ہو رہے تھے اور پورے بدن پر لرزہ طاری تھا۔ زوار کو دیکھتے ہی اسکی آنکھوں سے بے آواز آنسوؤں کی لڑی لگ گئی، اسکی یہ حالت دیکھ کر زوار کو بجد دکھ ہوا اس نے اسے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور اپنی عادت کے برخلاف نرم لہجے میں بولا۔

“listen baby dont cry every thing is ok We are fine nowdont weep u r hurting me”

یہ کہہ کر زوار نے زویا کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کئے۔

”اب تم مجھے کس کر کمر سے پکڑ لو، ہمیں یہاں سے نکلنا ہے، ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھی انہیں تلاش کرتے یہاں تک آجائیں۔۔۔۔۔“

تھوڑی ہی دیر میں سادہ لباس میں ملبوس سپاہیوں نے اسپتال کو گھیرے میں لے لیا تھا اور کچھ کمانڈوز اندر داخل ہوئے انکارخ سیدھا ڈاکٹر کے بتائے کمرے کی طرف تھا جیسے ہی وہ کمرے کے پاس پہنچے یوسف کے دو آدمی انہیں کھڑے نظر آئے اور دوراہداری میں بیٹھے ہوئے تھے انکے کرخت چہرے اور اندز سے انہیں پہچاننا مشکل نہیں تھا۔ آفیسر نے تیزی سے ان پر ایک ساتھ حملہ کیا اور گردن سے پکڑ زمین پر الٹا پٹخ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کے سر پر ایسی ضرب ماری کہ وہ بیہوش ہو گئے، انکو گرفتار کرنے کا آڈر دے کر دو کمانڈو اندر کمرے میں داخل ہوئے۔

”آپ ہی عمر حیات خان ہیں؟“

عمر کے سر ہلاتے ہی انہوں نے اپنا سروس کارڈ دکھایا اور عمر کو وہیل چیئر پر بٹھا کر روانہ ہو گئے۔

عمر کو فوری طور پر اسلام آباد سروس اسپتال ہیلی کاپٹر کے ذریعے منتقل کیا گیا وہ بار بار کرنل جہانگیر کے بارے میں پوچھ رہا تھا، اسے بتایا گیا کہ کرنل کسی بھی لمحے پہنچنے والے ہیں، آپ اپنا ٹریٹمنٹ شروع

کروائیں، ابھی ڈاکٹر عمر کے ٹانگے لگا کر مرہم پٹی کر ہی رہے تھے کہ کرنل جہانگیر اندر داخل ہوئے سب نے انہیں تیزی سے سیلوٹ مارا۔ عمر نے اٹھنے کی کوشش کی پر کرنل نے ہاتھ سے اسے relax کیا۔

"عمر خان کافی عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔"

"جی جناب۔"

"پروفیسر کاسن کرافسوس ہوا مگر تم وہاں سے کیسے نکلے؟"

"جناب میں حملے سے رات پہلے زمین دوز راستے سے زویا کو لیکر نکلا تھا، زویا کو پروفیسر نے 48 گھنٹے کیلئے بیہوش کر دیا تھا، سرنگ سے باہر کٹیا میں آتے ہی میں نے زویا کو تابوت میں بند کیا، سب سمجھتے رہے کسی شہید کا تابوت ہے اور اسے لیکر مری پہنچا، آپ سے رابطہ کرنا چاہا مگر اندازہ ہوا کہ چاروں طرف ہاشم کے آدمی ہیں اور ٹریکر کے مطابق انکانیٹ ورک اتنا مضبوط ہے کہ مری سے ہونے والی ہر کال کا ریکارڈ انکے پاس ہوتا ہے، میرا ارادہ معاملہ ٹھنڈا ہوتے ہی زویا کو لے کر اسلام آباد آنے کا تھا مگر زویا کالج سے لاپتہ ہو گئی۔ میں اسکی تلاش میں نکلنے ہی والا تھا کہ تنظیم کے آدمیوں نے مجھ پر پیچھے سے حملہ کر کے بیہوش کر دیا اور باقی تو آپکے سامنے ہی ہے۔ مجھے ہر صورت زویا کو تلاش کرنا ہے اور اس میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

کرنل نے ساری بات اطمینان سے سنی اور اٹھ کر ٹھہرنے لگے انکے چہرے پر گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں وہ چلتے چلتے دوبارہ عمر کے پاس آئے۔

"زویا اس وقت ہمارے ایک بہترین ایجنٹ کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ جلد ہی وہ ہمارے ساتھ ہوگی۔"

"جناب کیا آپ نے بریگیڈیر افتخار کو مطلع کیا۔ کیونکہ پروفیسر کی خواہش تھی کہ افتخار صاحب اپنا وعدہ

پورا کریں اور اب زویا کے لئے کینیڈا ہی محفوظ ہے، وہ وہاں آسانی سے اپنی پڑھائی بھی مکمل کر سکتی ہے

اور سر بریگیڈیر افتخار کے ساتھ سیف بھی رہے گی۔"

"عمر خان تم فکر مت کرو، زویا اب ہماری ذمہ داری ہے، بریگیڈیر افتخار بھی زویا کا انتظار کر رہے ہیں اور

میسجر زوار کو خاص طور سے وہاں سے بلوا کر یہ کیس دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ پروفیسر کی ریسرچ کا کیا ہوا وہ

کہاں ہے اگر وہ ریسرچ دشمن کے ہاتھ لگ گئی تو دہشت گرد با آسانی ایٹمی ہتھیار بنانے میں کامیاب

ہو جائیں گے جو کہ پوری دنیا کے لئے خطرناک ہو گا اور وہ اتنے طاقتور ہو جائیں گے کہ جب چاہیں کسی بھی

ملک کو بلیک میل کر سکیں یا تباہ کر دیں۔ آخری اطلاع تک پروفیسر نے سارا کام مکمل کر دیا تھا پھر پروفیسر

ہی نے ہمیں اطلاع دی کہ وہ خطرے میں ہیں مگر انکی اطلاع کے پندرہ منٹ کے اندر اندر جیسے ہی ہمارے

جوان وہاں پہنچے ساری لیبارٹری جل کر راکھ ہو چکی تھی، کچھ بھی نہیں بچا اندر سے ایک جلی ہوئی لاش ملی

جو کہ DNA ٹیسٹ کے بعد پروفیسر کی ثابت ہوئی۔"

زوار زویا کو لیکر درخت سے اتر جیسے ہی زویا نے اسکی کمر کے گرد سے ہاتھ چھوڑا تو دیکھا کہ اسکے ہاتھ سرخ ہو رہے تھے وہ وہیں رک گئی اور اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر رونے لگی۔

"زویا یہ جگہ رکنے اور رونے کے لئے بالکل نہیں ہے، ہمیں یہاں سے نکلنا ہے، پھر تم جتنا دل چاہے چیخ لینا رولینا، میں تمہیں بالکل نہیں روکوں گا۔"

"سر۔" زویا نے آنسو سے بھری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "آپ کے چوٹ لگی ہے خون نکل رہا ہے"

زوار نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا پتہ نہیں کیوں پر زویا کی کشش اسے بری طرح محسوس ہوتی تھی، ایسا لگتا تھا جیسے ان سبز خوبصورت جھیل جیسی آنکھوں کو وہ اچھی طرح سے جانتا ہے، وہ اسے اپنی روح میں اتری محسوس ہوتی تھی۔

"زویا میں ٹھیک ہوں، بس گولی چھوتے ہوئے گزر گئی تھی، معمولی سا زخم ہے اب چلو اندھیرا ہونے لگا ہے ہمیں نکلنا چاہیے۔"

یہ کہہ کر زوار نے زویا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما اور تیزی سے روڈ کا اندازہ کر کے چلنے لگا۔ چلتے چلتے کافی دور جا کر اسے ایک بڑی لینڈ کروزر نظر آئی جو یقیناً ان لوگوں کی تھی جنہیں وہ ٹھکانے لگا کر آ رہا تھا

۔ کروڑ کے قریب پہنچ کر اس نے زویا کو ایک درخت کی اوٹ میں چھپایا اور خود بے قدموں چلتے ہوئے قریب آیا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں کوئی اور اندر بیٹھا اپنے ساتھیوں کا انتظار تو نہیں کر رہا۔

وہ جیسے ہی قریب پہنچا اسے اندر ایک لڑکی نظر آئی جو خاموشی سے ٹیک لگائے اپنی گود میں رکھے لپ ٹاپ پر مصروف تھی تھوڑی دیر بعد جیسے ہی اس نے سر اٹھایا وہ اسے پہچان گیا وہ علینا حجازی تھی دہشت گرد تنظیم کی کمانڈو۔ زوار نے کوئی بھی موقع دیئے بغیر ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور بجلی کی تیزی سے اپنے پستول کا دستہ اسکے سر پر مارا وہ بیہوش ہو کر گر گئی۔ اسے ایک طرف کرتے ہوئے زوار نے اس کا لپ ٹاپ اٹھایا اور توڑ کر ایک طرف ڈال دیا اسے پتہ تھا کہ وہ اسکے ذریعے لوکیشن ٹریپ کر سکتے ہیں۔ پوری گاڑی کی تلاشی لینے کے بعد اس نے ایک رسی برآمد کی اور سختی سے علینا کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے سیٹ کے نیچے ڈال دیا۔ اس کا ارادہ علینا حجازی کو انٹیلیجنس کے حوالے کرنے کا تھا تا کہ اس سے راز اگلوائے جا سکیں۔۔ اب وہ کروڑ کو چیک کرنے لگا اور کروڑ کے انجن میں ٹریکر لگا ہوا تھا اسے بھی نکال کر وہ زویا کی طرف بڑھا۔

"چلو جلدی سے اس گاڑی میں بیٹھو۔"

"مگر سر ہماری گاڑی تو پیچھے کھڑی ہے۔"

"دشمن اسے پہچان چکے ہیں اور اسکا ٹائر بھی برسٹ ہو چکا ہے، اب اس میں سفر کرنا خطرناک ہے، چلو جلدی کرو۔"

زویا کے بیٹھتے ہی زوار نے گاڑی چلانا شروع کر دی۔ زویا بار بار اسے پر تشویش نظروں سے دیکھ رہی تھی وہ زخمی تھا خون رس کر اسکی چست قمیض کو گیلا کر رہا تھا، پر اس چٹان سی سختی رکھنے والے آدمی کو کوئی پرواہ، درد یا فکر نہیں تھی وہ بس تیزی سے گاڑی بھگائے چلے جا رہا تھا۔ زویا اپنی سوچوں میں مگن تھی اسے اپنے بابا کا خیال آ رہا تھا پتہ نہیں وہ کیسے ہونگے کب مجھ سے ملیں گے اسکا دل اپنے بابا کی یادوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسے اپنے بابا کے ساتھ گزرے لمحے یاد آرہے تھے جب زوار نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا ہوا؟ کہیں چوٹ لگی ہے یا درد ہو رہا ہے؟ رو کیوں رہی ہو؟ کہیں بھوک تو نہیں لگ رہی؟"

زویا نے نفی میں سر ہلایا اور اپنے آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ زوار نے اسے گہری نظروں سے دیکھا

"کیا ہوا ہے تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔ baby u r

making me worried about you

زویا نے اپنی بھیگی سرخ آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں وہ اپنی آنکھوں میں تشویش بھرے اسے دیکھ رہا تھا
زویا زیادہ دیر اسکی طرف نہیں دیکھ سکی۔

"سر آپ کہیں گاڑی روک کر اپنے زخم پر کوئی کپڑا باندھ لیں خون بہہ رہا ہے، پلیز۔۔۔۔ اپنا خیال
کریں "زویا التجاہ انداز میں بولی۔

زوار نے گہری نظروں سے اسے دیکھا یہ لڑکی جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اسکے دل کی سر زمین پر اپنی جگہ
مضبوط کئے جا رہی تھی۔

"تم کو میری اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے؟ ایک جلاد کے لئے اتنی ہمدردی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا؟ "زویا کا
سر شرم سے جھک گیا وہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیسے پتا چلا کہ اسے جلاد کہتی ہوں کہ زوار نے اسے
شانے پر ہاتھ رکھا۔

"بولو زویا اتنی فکر کیوں ہے؟"

"سر اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میں کرنل انکل کے پاس کیسے جاؤنگی اور رات بھی ہو رہی ہے مجھے ڈر لگے
گا۔"

وہ واقعی بہت معصوم تھی اور لڑکیوں سے بالکل الگ، اس نے ذرا بھی اسے متاثر کرنے یا پاس آنے کی کوشش نہیں کی تھی، یہاں تک کہ وہ زوار کی اپنے اوپر پڑنے والی خاص نظروں سے بھی انجان تھی۔۔۔ زوار نے اس کے شانے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا

"بس اب اٹھارہ گھنٹوں کا ہی سفر ہے، پھر ہم بیس پر پہنچ جائیں گئے اور پھر تم کو وہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسلام آباد کر نل جہانگیر کے پاس بھیج دیا جائیگا۔"

زویا نے یہ سن کر تیزی سے اس کی طرف دیکھا۔

"سر کیا آپ میرے ساتھ نہیں ہونگے؟"

زوار نے دیکھا وہ گھبرائی ہوئی تھی۔

عمر انتہائی انہماک کر نل کو سن رہا تھا اور پروفیسر کی شہادت جس کا اسے اندازہ تھا سن کر اس کے دل کو دوبارہ ایک جھٹکا لگا اس نے سوچ لیا تھا کہ اپنا علاج کروا کر اور زویا کو بریگیڈیئر افتخار کے حوالے کرنے کے بعد وہ دوبارہ وزیرستان جائیگا اور اس دہشت گرد تنظیم کو جتنا ممکن ہو سکے تباہ برباد کرے گا۔

"کیا ہوا عمر؟ کیا سوچ رہے ہو؟" کر نل نے اسے متوجہ کیا۔

"جناب آپ کا کہنا ہے کہ زویا میجر زوار کے ساتھ ہے کیا یہ وہی زوار ہیں؟"

عمر کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

زویا پریشان اور گھبرائی ہوئی نظروں سے زوار کو دیکھ رہی تھی۔ جب تھوڑی دیر تک زوار نے کوئی جواب نہیں دیا تو زویا نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا۔

"سر کیا آپ میرے ساتھ نہیں ہونگے؟"

زوار نے گہری نظروں سے اسے دیکھا وہ بوکھلا گئی کہ کہیں جلاد کو برا تو نہیں لگ گیا کہ زوار کی آواز گونجی۔

"تم کیا چاہتی ہو؟ i mean کیا تم میرا ساتھ چاہتی ہو؟"

زویا اسکی گہری بات کے مفہوم کو نہیں سمجھی۔

"سر آپ ساتھ ہوتے ہیں تو ڈر نہیں لگتا، آپ تو میرے محافظ ہیں مجھے آپ کے ساتھ ہی جانا ہے۔"

زوار اس کی بات سن کر بہت محفوظ ہوا۔

"ہاں محافظ تو ہوں۔ چلو اب تم آرام سے سیٹ کی بیک سے ٹیک لگالو، ہمیں ابھی 18 گھنٹے اور سفر کرنا ہے پھر ہم بیس پہنچ جائینگے۔"

"سر اندھیرا بہت ہو رہا ہے اور آپ زخمی بھی ہیں، کیا ہم کہیں رک نہیں سکتے، ایسے تو آپ بہت تھک جائینگے۔"

جب سے زویا اسے ملی تھی یہ پہلا موقع تھا جو وہ اس سے خود سے باتیں کر رہی تھی۔ زوار سب سمجھ رہا تھا کہ اسے صرف اس بات کی فکر ہے کہ اگر اسے یعنی زوار کو کچھ ہو گیا تو وہ گھر کیسے جائیگی وہ بہت ہی سیدھی اور بیوقوف ہے اسے صرف گھر جانے کی فکر ہے تاکہ وہ اپنے بابا سے جلد از جلد مل سکے اس کی نظر میں زوار کی پرسنلیٹی اور ساتھ گزارے وقت کی کوئی اہمیت نہیں تھی.....

"زویا تم فکر مت کرو، میں بغیر سوئے ہفتوں کام کر سکتا ہوں اور یہ زخم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، لہذا میرا دماغ کھانا بند کرو اور مجھے خاموشی سے ڈرائیو کرنے دو۔"

زویا زوار کی بات سن کر خاموش ہو گئی اور بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند کر اپنے بابا کو یاد کرنے لگی، اسکی اب تک کی زندگی میں اس سے کبھی بھی کسی نے سختی سے بات نہیں کی تھی، پروفیسر کی وہ لاڈلی تھی جس جس ملک شہر وہ گئی بہترین اساتذہ سے اسکی ہوم اسکولنگ کی گئی کیونکہ وہ اسے باہر بھیجنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے، وہ اپنے بابا کے کام کی اہمیت کو سمجھتی تھی، اسے فخر تھا کہ اسکے بابا کی بنائی

technology aur chemicals سے اسکے وطن کے محافظ فائدہ اٹھاتے ہیں، زویا کے دل میں پاکستان سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

زوار انہماک سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا اور پیچھے بیک سیٹ کی سیٹوں کے درمیان بیہوش پڑی علینا کو ہوش آگیا تھا، وہ ایک ٹرینڈ لڑکی تھی، لہذا وہ ہوش میں آنے کے بعد بھی کوئی آواز پیدا کئے بغیر اپنے دانتوں کی مدد سے اپنے ہاتھوں کی رسی کو کھولنے میں لگی تھی۔ زوار نے اسکے ہاتھ بہت سختی سے باندھے تھے وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ اسکی کوئی انگلی آزاد ہو جائے تاکہ وہ اپنے ناخنوں میں چھپے بلیڈ کو استعمال کر کے اپنے ہاتھ پیر آزاد کر سکے اسے اچھی طرح پتا تھا کہ اگر میجر نے اسے پاک فوج کے حوالے کر دیا تو وہ اس سے سارے راز اگلوالینگے اور اسکی اپنی تنظیم بھی اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ وہ مسلسل اپنے دانتوں سے رسی کو ڈھیلا کرنے کی میں مشغول تھی، بلاخر وہ اپنی دو انگلیوں کو نکالنے میں کامیاب ہو گئی، اس نے مخصوص انداز میں اپنی انگلی کو جھٹکا دیا تو ایک انتہائی چھوٹا سا تیز بلیڈ اسکے لمبے ناخنوں سے نکل آیا، جس سے وہ اپنی رسی کو کاٹنے میں مصروف ہو گئی، تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے دونوں ہاتھ آزاد کروا چکی تھی اور اب اپنے پیروں کو کھول رہی تھی، اپنے ہاتھ پیروں کو آزاد کرواتے ہی علینا نے خاموشی سے اٹھنا شروع کیا۔

زویا آنکھیں موندے بیک سے ٹیک لگائے ہوئے تھی اور زوار کی توجہ ڈرائیونگ پر تھی، علینا نے تیزی سے اپنے ہاتھ زویا کے گلے میں ڈال دیے، زویا چیخ کر تیزی سے آگے ہونے لگی پر علینا نے دباؤ بڑھا دیا زوار نے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے علینا کے ہاتھ کو زویا کی گردن سے ہٹانے کی کوشش کی۔

"میجر زوار اپنا ہاتھ ہٹالو، میرے ناخنوں میں بلیڈز ہیں اور تم سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ یہ بلیڈ کتنے شارپ ہوتے ہیں، لہذا اگر اس لڑکی کی زندگی چاہتے ہو تو گاڑی روک دو اور خود گاڑی سے اتر کر دس قدم دور جا کر کھڑے ہو جاؤ۔"

عمر آنکھوں میں الجھن لئے کرنل جہانگیر کو دیکھ رہا تھا۔ کرنل نے عمر کو تسلی دینے والے انداز میں دیکھا۔

"ہاں یہ اپنا میجر زوار بریگیڈیر جہانگیر کا بیٹا ہے اور اپنی ٹریننگ مکمل کر کے آجکل پاکستان سے باہر پوسٹڈ ہے اور آئی ایس آئی میں اس نے اپنے نام کا لوہا منوالیا ہے، ذرا ضدی اور سخت مزاج کا ہے، پر آج تک کسی مشن سے ناکام واپس نہیں ہوا ہے۔"

"کیا اسے زویا کی حقیقت معلوم ہے؟" عمر نے استفسار کیا۔

"نہیں، ابھی اسے کچھ نہیں معلوم، مگر عمر خان یہ سب تو بعد کی باتیں ہیں، تم یہ بتاؤ کہ پروفیسر کی ریسرچ کدھر ہے۔ اور کیا زویا کو پروفیسر کی موت کا کچھ پتا ہے؟"

عمر نے کرنل کی طرف دیکھا اور ایک آہ بھر کر بولا۔

"زویا کو پروفیسر کے بارے میں کچھ نہیں پتہ، وہ بہت کمزور دل کی مالک ہے، اسے جب بھی پتہ چلے گا تو خدا جانے وہ اس بری خبر کو کیسے برداشت کرے گی۔ اور جہاں تک پروفیسر کی ریسرچ کا تعلق ہے، پروفیسر نے اپنے سارے فارمولے ایک مائیکروچپ میں ڈال دیئے تھے اور وہ مائیکروچپ زویا کے پاس ہے جس سے وہ خود بھی لاعلم ہے، یہاں تک کہ مجھے بھی نہیں پتہ کہ وہ زویا کے پاس کدھر ہے۔"

کرنل جہانگیر کی آنکھوں میں تشویش اتر آئی۔

"تو پھر ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ راز کدھر ہیں۔"

"سر پروفیسر نے کہا تھا کہ زویا کی باتوں میں جو وہ آپ سے کرے گی اس مائیکروچپ کا اشارہ آپ کو مل جائیگا۔"

زویا کی گردن پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا، اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا تھا اور سانس رک رہی تھی، زوار کے پاس چند لمحے تھے فیصلہ کرنے کے لئے اور اس نے فیصلہ کر لیا، ایک نظر زویا کے خوفزدہ چہرے پر ڈالتے ہوئے اس نے علینا حجازی کو مخاطب کیا۔

"ٹھیک ہے میں گاڑی روک رہا ہوں مگر تم اسکی گردن سے ہاتھ ہٹالو، اسے تکلیف ہو رہی ہے۔"

"جیسا کہا جائے ویسا کرو میسجر، یہ لڑکی صرف ایک ٹارگٹ ہے تمہارے لئے بھی اور میرے لئے بھی، گاڑی روکو اور اتر کر دور جا کر کھڑے ہو جاؤ۔" علینا حجازی غرائی۔

زویا کی آنکھوں میں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے پھر بھی اسکے دل کو یقین تھا کہ زوار اسے چھوڑ کر نہیں جائیگا۔ زوار نے علینا کو دیکھتے ہوئے گاڑی کو سڑک کے کنارے لے گیا۔

پھر اچانک اس نے اتنی زور سے بریک لگایا کہ پوری گاڑی ایک جھٹکا کھا گئی اور اس نے تیزی سے علینا کی

کلائیوں پر اپنی گرفت مضبوط کر کے اسے پیچھے دھکیل دیا۔ علینا بھری ہوئی سیٹ سے اٹھ کر زوار کی جانب بڑھی پر اتنی دیر میں زوار اپنے دروازے سے اتر کر پیچھے کا دروازہ کھول چکا تھا اس نے علینا کو سر کے بالوں سے پکڑ کر باہر نکالا، علینا نے اسے ایک تیز فلائنگ کک ماری، زوار ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا پھر اس نے پے در پے علینا کے منہ پر چماٹے مارے، اس کے ہونٹوں سے خون رس رہا تھا زوار نے اس کے

کندھوں پر اپنے ہاتھوں کا دباؤ بڑھایا اور ایک مخصوص نس دبائی جس سے وہ بیہوش ہو گئی۔ پھر زوار نے اسکے ہاتھ پاؤں دوبارہ بیدردی سے رسی سے باندھ دیئے۔ اس دفعہ اس نے اس کے ناخنوں کے اندر سے سارے بلیڈ نکال لئے تھے پھر وہ زویا کی جانب مڑا۔

زویا اپنی آنکھیں میں بے تحاشا خوف لئے اسے دیکھ رہی تھی، اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ زوار نے اتنی بے رحمی سے ایک عورت کو مارا ہے، جیسے ہی زوار اس کے قریب آیا اس کے منہ سے زوار کی دہشت سے چیخ نکل گئی۔

"کیا مسئلہ ہے؟ کیوں چیخ رہی ہو؟ چلو جلدی سے اپنی کیپ اتارو اور اپنا ہیمز بینڈ مجھے دو۔"

کرنل جہانگیر کے جانے کے بعد عمر مسلسل سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ زویا بہت کمزور دل کی مالک ہے اسکو جب اپنے بابا کی شہادت کا پتہ چلے گا تو وہ کیسے اس عظیم نقصان کو برداشت کرے گی کہیں اس کا زروس بریک ڈاون نہ ہو جائے، بہتر ہے اسے یہ خبر فوراً نہ دی جائے۔۔۔ پروفیسر کی وصیت کے مطابق اب زویا کو بریگیڈیئر افتخار کی کسٹڈی میں رہنا تھا مگر زوار؟؟؟ کیا زوار سب بھلا چکا ہو گا کیا وہ زویا کو حقیقت پتہ چلنے کے بعد کوئی نقصان تو نہیں پہنچائے گا؟ یہ سوچ سوچ کر عمر کا سر پھٹا جا رہا تھا بلا آخر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ

برگیڈیئر افتخار کی اس معاملے میں یقین دہانی کے بعد ہی زویا کو انکے سپرد کرے گا۔ بلاشبہ عمر زویا کے لئے ایک باپ جیسی شفقت اور محبت رکھتا تھا اب اسے برگیڈیئر افتخار کا انتظار تھا۔

زویا خوف اور دہشت سے ساکت تھی وہ ابھی تک علینا کے ہاتھ اپنی گردن پر محسوس کر رہی تھی، زوار نے خود آگے بڑھ کر اسکا کپ سر سے اتارا پھر اسکے بالوں میں لپٹے موٹے سے بینڈ کو اتار کر علینا حجازی کی طرف بڑھا اور اسکا منہ سختی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر دباؤ سے کھولا اور بینڈ اسکے منہ میں ٹھونس دیا، اچھی طرح سے اسکا منہ بند کرنے کے بعد اس نے پچھلا دروازہ کھول کر جیسے ہی جیسے ہی علینا کو ڈالنا چاہا زویا چلا اٹھی۔

"سر آپ اسکو یہیں چھوڑ دیں، یہ بہت خطرناک ہے، مجھے اس سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

زوار نے گھور کر زویا کو دیکھا اور علینا کو پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹایا جیسے ہی وہ سیدھا ہوا زویا تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

"کیا ہوا؟" زوار نے حیرت سے پوچھا

"سر اگر یہ ہمارے ساتھ جائیگی تو میں نہیں جاؤنگی، آپ مجھے یہیں چھوڑ دیں۔"

"سوچ لو میں تمہیں یہیں چھوڑ دیتا ہوں مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا مگر رات کا وقت ہے کوئی بھی سانپ یا شیر، یہ بھی چھوڑو تمہارے لئے تو کتا ہی کافی ہے، اگر آگیا تو کیا کرو گی۔"

یہ کہہ کر زوار جا کر کرور میں بیٹھ گیا اور گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ زویا کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو آگئے اور وہ سر جھکائے آنسو پیتی ہوئی آگے بڑھی اور کرور میں بیٹھ گئی۔ اسکے بیٹھتے ہی زوار نے گیر لگایا اور تیزی سے روانہ ہوا، تھوڑی دیر تک ڈرائیو کرنے کے بعد زوار نے دیکھا کہ زویا کی سسکیاں بند نہیں ہو رہی تھیں تو اس نے اسے مخاطب کیا۔

"دیکھو زویا یہ ایک کریمنل ہے بہت بڑی دہشت گرد تنظیم سے اسکا تعلق ہے، ہم اس سے بہت سے راز اگلو کر کئی دہشت گردوں کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی اب میں نے اسکے بلیڈ نکال دیئے ہیں لہذا تم رونا بند کرو، ورنہ تمہیں بھی اٹھا کر اسکے ساتھ بٹھا دوں گا۔"

زویا، زوار کی دھمکی سنتے ہی خاموش ہو گئی اس جلا د کا کوئی بھروسہ نہیں تھا پر اب وہ بہت چوکنا بیٹھی تھی اور ہر دو منٹ کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھتی کہ علینا دوبارہ اٹھ تو نہیں گئی، زوار اسکی حرکتوں سے جھنجھلا گیا وہ ایسے ڈرائیور نہیں کر پارہا تھا، اس نے گاڑی روکی اور پیچھے کا دروازہ کھول کر علینا حجازی کو اٹھایا اور ڈیڑگی میں ڈال کر واپس آ کر ڈرائیو کرنے لگا۔

زویا نے ڈرتے جھجھکتے اسکی طرف دیکھا تو وہ انتہائی انہماک سے ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا تھوڑی دیر بعد زوار نے زویا کی طرف دیکھا۔

"اب کیا پر اہلم ہے؟ اسکو تو میں نے ڈگی میں بند کر دیا ہے یقین کرو وہاں سے وہ تم تک نہیں پہنچ سکتی۔ you are irretating me۔ مجھے بار بار کیوں گھور رہی ہو۔"

"سر آپ نے اسے ایک لڑکی کو بیدردی سے مارا اور وہ بھی بہت زور سے۔۔۔ آپ ایک لڑکی پر کیسے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔"

"زویا بی بی وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اگر میں اسے نہیں مارتا تو آپ اس وقت عالم بالا کی سیر کر رہی ہوتیں نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔"

"پر سر" اس سے پہلے کپ زویا مزید کچھ کہتی زوار نے تیزی سے اسکی بات کاٹی۔

"دیکھو مجھے سکون سے ڈرائیو کرنے دو میں جلد از جلد بیس پہنچنا چاہتا ہوں تم آرام سے بیک سے ٹیک لگاؤ اور سو جاؤ اس طرح تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔"

زویا نے ڈبڈبائی نظروں سے اس جلاد کو دیکھا جو ہر وقت الٹے توے پر بیٹھا رہتا تھا۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی اور آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی پڑھتے پڑھتے وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی۔ زوار انتہائی

تیز رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ رات گزر چکی تھی زویا کا سر اس کے شانوں پر ڈھلک کر آگیا تھا کیپ سے اس کے لمبے بال کھل کر شانوں پر بکھر چکے تھے اور وہ نیند میں معصوم بچوں کی طرح مسکرا رہی تھی، جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہو، اس کے چہرے سے نظر بھٹک کر زوار کی نگاہ اس کی گردن پر پڑی، جہاں علینا حجازی کے ہاتھوں کے نشان بنے ہوئے تھے اور ہلکا سا خون بھی جما ہوا تھا۔ چھ گھنٹے کا سفر باقی تھا، وہ ایک مرد آہن تھا، بنا کھائے پئے اور سوئے وہ کئی دن رہ سکتا تھا۔ مگر زویا ایک نازک سی لڑکی تھی جو کل صبح ناشتہ کر کے ڈاک بنگلے سے اس کے ساتھ نکلی تھی، ابھی وہ کہیں رک کے کھانے اور فریش ہونے کا سوچ ہی رہا تھا کہ ڈگی پر پیر مارنے کی آواز سنائی دی وہ اس وقت سوات کے سب سے قریبی گاؤں کے پاس سے گزر رہے تھے وہ نہیں چاہتا تھا کہ ڈگی سے بلند ہوتی ٹھک ٹھک کی آوازوں پر کوئی گاؤں والا متوجہ ہو، اس نے روڈ سے گاڑی اتار کر ایک ٹیلے کے پیچھے اتاری اور زویا کا سر احتیاط سے اپنے شانوں سے ہٹا کر سیٹ کی بیک سے ٹکا دیا، اتنا تو اسے معلوم ہو چکا تھا کہ زویا نیند کی بہت پگنی ہے۔ وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر محتاط انداز میں ڈگی کی طرف بڑھا۔ ڈگی کھولی تو علینا ہوش میں آچکی تھی اور اپنے بندھے پیروں سے ڈگی کھلتے ہی اس نے زوار کو ایک کک لگانے کی کوشش کی، زوار چونکا تھا اس نے جھکائی دے کر ایک زوردار وار اس کی گردن پر کیا پھر دوبارہ سے اسے بیہوش کرنے کے لئے وہ اس کی گردن اور شانے کے بیچ کی رگ کو دبانے لگا وہ جیسے ہی بیہوش ہوئی، اس نے ڈگی لاک کی اسے اندازہ تھا کہ وہ اب چھ سے سات گھنٹے سے

پہلے ہوش میں نہیں آسکتی۔ وہ دوبارہ سے آگے سیٹ کی طرف آیا اور اب اسکی نگاہ کامرکز زویا تھی اس کے خوبصورت چہرے پر تھکن اور نقاہت نمایاں تھی بال بکھرے ہوئے تھے پتہ نہیں کیوں مگر زوار اسے اس حالت میں بیس جو کہ فوجیوں سے گھرا ہوا ہوتا ہے لیکر نہیں جانا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی بھی نظر زویا کے حسن پر پڑے، وہ اپنی کیفیت پر خود بھی حیران تھا، اسکے ضدی دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ زویا کو دیکھنے اور چھونے کا حق صرف اسکو ہی ہے۔ وہ آگے بڑھ کر زویا کے کندھے کو ہلانے لگا۔

"زویا اٹھو صبح ہو گئی ہے ویسے تو ذرا اسی بات پر دم نکل جاتا ہے اور اب ان حالات میں بے خبر سو رہی ہوا، ٹھو"۔۔۔ وہ اسکے کان میں چلایا۔

زویا گھبرا کر چونک کر اٹھی تو اسکا سر تیزی سے زوار کے سر سے ٹکرایا زوار کو تو کچھ نہیں ہوا پر زویا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"ہاتھ ہٹاؤ مجھے دیکھنے دو کیا ہوا ہے۔" اسکے ماتھے پر ہلکا سا سرخ نشان پڑ گیا تھا۔

"سر کیا بیس آگیا؟" زویا نے پوچھا

"نہیں ہم سوات کے بارڈر تک پہنچ چکے ہیں، تم اٹھو یہاں پر ذرا دور ڈھابہ ہے وہاں چل کر منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ پھر انشاء اللہ ہم بیس چلیں گے۔"

زویا سر ہلاتے ہوئے گاڑی سے اتری۔ زوار نے گاڑی کو ٹیلے کے پیچھے چھپایا اور زویا کے پاس آیا زویا سردی سے کپکپا رہی تھی اس نے اپنے دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیب میں ڈالے ہوئے تھے پھر بھی کانپ رہی تھی سر پر کیپ تھی مگر سارے سنہری بال اس کے چہرے اور کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔

"زویا اپنے بالوں کو سمیٹ لو اور کیپ کے اندر چھپالو میں نہیں چاہتا لوگوں کی نظر تم پر پڑے۔"

زویا گھبرا کر جلدی جلدی بالوں کو کیپ کے اندر کرنے لگی پر بغیر بینڈ کے بال ٹک ہی نہیں رہے تھے زوار کچھ دیر یہ تماشہ دیکھتا رہا پھر اس نے اپنی جیکٹ اتار کر اندر پہنی hudi shirt اتاری اور آگے بڑھ کر زویا کو اسکی جیکٹ کے اوپر سے پہنانے لگا زویا حیرت سے گنگ اسے دیکھ رہی تھی زوار نے اپنی hudi اسے پہنا کر اسکا سر ڈھک دیا زوار کی hudi زویا کے لحاظ سے بہت بڑی تھی اس کے سارے بال چہرہ اور جسم گھٹنوں تک چھپ گیا تھا۔ اب زوار نے اسے پسندیدہ نظروں سے دیکھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر ڈھابے کی جانب چل دیا۔

عمر ہسپتال کے کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسے چیک کر رہے تھے، اسکی پروگریس پہلے سے بہت بہتر تھی، ابھی وہ ڈاکٹر سے اپنی حالت کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ دروازہ کھلا تو وہ کرنل جہانگیر اور بریگیڈیئر افتخار کو دیکھ کر اٹھ بیٹھا اسے اتنی جلدی بریگیڈیئر افتخار کے آنے کی امید نہیں تھی۔

"اسلام و علیکم سر!" عمر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

"وسلام عمر لیٹے رہو۔" بریگیڈیئر افتخار نے تیزی سے ہاتھ اسکے شانے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سر آپ یہاں۔۔۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ آپ کو دیکھ کر میرے دل کو کتنی ڈھارس ملی ہے۔"

"عمر ہمیں تم پر فخر ہے جس طرح تم نے ہر مشکل وقت میں پروفیسر کا ساتھ دیا اور اب زویا کو وہاں سے نکال کے لائے تم جیسے آفیسر اس قوم کا فخر ہیں۔" بریگیڈیئر افتخار نے عمر کو سراہا۔

"سر زویا کا کچھ پتہ چلا وہ کب تک یہاں پہنچے گی؟ حفاظت سے بھی ہے؟"

"What's the current situation of zawar"

کرنل۔۔۔۔۔؟

"بریگیڈیئر افتخار رپورٹ کے مطابق

زویا میجر زوار کے ساتھ ہے اور میجر زوار کے ٹریکر کے مطابق وہ کچھ ہی گھنٹوں میں سوات بیس رپورٹ کرنے والے ہیں، وہاں ہیلی کوپٹر اربنچ ہے جو انہیں ایک گھنٹے میں اسلام آباد بیس پہنچا دیگا۔ ہم زویا سے بیس میں ہی ملاقات کریں گے کیونکہ اسپتال لانا خطرناک ہو گا۔“

”گڈ کرنل۔“ یہ کہہ کر بریگیڈ ر نے عمر کو دیکھا۔

”عمر زویا حفاظت سے ہے اور کچھ ہی گھنٹوں میں وہ ہمارے ساتھ ہو گی، ہم اسے لیکر سیف ہاؤس پہنچیں گے اور تمہاری حالت بہتر ہوتے ہی تمہیں بھی سیف ہاؤس منتقل کر دیا جائیگا اس کے بعد زویا سے پروفیسر کے بارے میں بات ہو گی۔“

”سر آپ نے میجر زوار کو اس مشن کے لئے کیوں چنا؟ آپ جانتے ہیں کہ ماضی میں جو ہوا اس کی وجہ سے پروفیسر کو ہمیشہ یہ خدشہ رہا ہے کہ کہیں زوار زویا کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ کیا آپ نے زوار کو سب بتا دیا؟ کیا اس نے زویا کی بے گناہی تسلیم کر لی یا اب بھی وہ اسے ڈھونڈ رہا ہے؟“ عمر کے لہجے میں تشویش تھی فکر تھی۔

کرنل اور بریگیڈ ر کچھ لمحوں تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر بریگیڈ ر صاحب آگے بڑھے۔

"دیکھو عمر۔ زوار بچپن سے ہی بہت ضدی اور سر پھرا ہے، پر جب وہ حادثہ ہوا تب وہ صرف 15 سال کا بچہ تھا، جسے غلط اور صحیح کی تمیز نہیں ہوتی، اسکی بہتری کے لئے اسکی تمام تعلیم و تربیت اور ٹریننگ ملک سے باہر ہوئی اور جب سے اس نے آرمی جوائن کی تب سے اس بارے میں اس نے کبھی بات نہیں کی، کیڈٹ ٹریننگ پھر کمانڈو اور اب آئی ایس آئی یہ ہر میدان میں اپنے جھنڈے گاڑ چکا ہے اور جہاں تک یہ مشن اسے دینے کا سوال تھا وہ ایک آدمی پوری فوج پر بھاری ہے، دیکھ لو کوئی بھی بڑا خون خرابہ ہوئے بغیر وہ اسے لیکر آ رہا ہے۔"

"مگر سر اب زویا کو آپ کے ساتھ رہنا ہے، کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ زوار سے ساری بات کھل کر کر لی جائے اگر ابھی بھی وہ اپنے دل میں زویا کے لئے غصہ اور نفرت رکھتا ہے تو بہتر ہے زویا کو ہاسٹل شفٹ کر دیا جائے۔"

"جب وہ حادثہ ہوا زوار ایک ٹین اتج تھا، اب وہ 28 سال کا مضبوط اعصاب والا ایک کامیاب ایجنٹ ہے۔ اور زویا کو ریسکیو کرنے کا مشن اسے دینے کا ایک زاویہ یہ بھی تھا کہ اسے زویا کو قریب سے دیکھنے اور جاننے کا موقع ملے گا تا کہ جب ہم اس سے بات کریں تو زویا کی شخصیت کو جانتے ہوئے اسے بات کو سمجھنا آسان ہو۔"

کرنل جہانگیر جو ساری بات آرام سے سن رہے تھے انہوں نے عمر کو مخاطب کیا۔

"عمر میرے ذہن میں ایک سوال ہے کیا زویا کو اس حادثے کے بارے میں کچھ پتہ ہے یا کچھ یاد ہے کہ کیا کبھی پروفیسر نے اس سے ذکر کیا؟ کیا وہ زوار کو جانتی ہے؟"

"نہیں جناب۔" عمر نے انکی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ زویا اس وقت ایک معصوم بچی تھی اور جو بھی ہوا اس کا کوئی قصور نہیں تھا، پروفیسر نے کبھی اس سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی، وہ زوار کو نہیں جانتی مگر وہ آپ دونوں سے کئی دفعہ ملی ہوئی ہے اور آپ کو اپنا فیملی ممبر مانتی ہے۔"

زوار زویا کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ڈھابے کی طرف جا رہا تھا قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ چھوڑا اور زویا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"زویا وہاں کونے پر ریسٹ رومز ہیں، جاؤ منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ اور خبردار جو یہ ہڈی اتاری، تمہارے سر کا کوئی بال اور چہرہ نظر نہیں آنا چاہئے۔"

زویا تیزی سے واش روم کی طرف بڑھی اور زوار وہیں کھڑا ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

زویا جیسے ہی باہر آئی زوار اسے لیکر اندر میز کی جانب بڑھا اور دور ایک کونے کی میز منتخب کر کے بیٹھ گیا ویٹر کو آرڈر کرنے کے بعد وہ غور سے زویا کو دیکھنے لگا اسے پتہ تھا کہ یہ مشن اب اپنے اختتام کو ہے مگر وہ اس لڑکی سے پیچھا نہیں چھڑوا پا رہا تھا، وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے تیزی سے پلان کر رہا تھا کہ ایسا کیا کیا جائے کہ زویا مشن کے بعد بھی اسکے ساتھ ہی رہے، وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا تا کہ اگر زویا کو investigation کے لئے روکا بھی جاتا تو وہ ایسا ہونے نہیں دیتا۔ زویا کیا سوچتی ہے کیا چاہتی ہے یہ اسکا ہیڈک نہیں تھا۔ اب وہ زویا کو اپنے جذبات سے آگاہی دے دینا چاہتا تھا۔

"سر آپ مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہیں؟ کیا میں نے پھر کوئی غلطی کر دی ہے؟ دیکھیں اب تو میرے بال بھی نظر نہیں آرہے۔"

"زویا میں سوچ رہا ہوں کہ چیخنے چللانے اور رونے کے علاوہ تمہاری اور کیا hobbies ہیں؟" وہ مسکراتے ہوئے بولا زویا تو اسے مسکراتا دیکھ کر حیران ہو گئی۔

"سر میں زیادہ تو نہیں چیختی، وہ تو آپ مجھے ڈراتے ہیں تو بس۔" وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولی۔

زوار اسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ہڈی اس کے چہرے سے ہٹائی تاکہ اس کے چہرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکے۔

"سر آپ۔۔" زویا پیچھے ہوئی "آپ نے ہی تو کہا تھا کہ چہرہ چھپاؤ اب آپ۔۔"

وہ بات مکمل نہیں کر سکی کیونکہ زوار اسے والہانہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"زویا تم ساری دنیا سے اپنا آپ چھپاؤ یہ میری خواہش ہے، کیونکہ تمہیں دیکھنے کا حق صرف اور صرف

میرا ہے، تم میری ہو اور تم پر کسی کی نظر پڑے، میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔۔۔"

زویا شاک میں آگئی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اس کے نزدیک زوار اس کا محافظ تھا جو اسے

لیکر بابا کے پاس جائیگا مگر زوار کی نظریں انداز اور باتیں اسے پریشان کر رہی تھیں، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا

کہ کیسے react کرے۔

زوار نے دو انگلیوں سے اسکے گالوں کو چھوا وہ تیزی سے سرخ ہو کر پیچھے ہوئی تو زوار کے اندر کا جلا د جاگ

گیا، اس نے تیزی سے اسکے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا وہ گھبرا گئی۔

"دیکھو زویا! آئندہ مجھے کبھی بھی نظر انداز کرنے کی کوشش نہیں کرنا، میں تمہیں اپنا مان چکا ہوں اور

تمہاری بہتری بھی اسی میں ہے کہ تم میرا ساتھ دو، میں تمہیں ہر طرح سے ساری زندگی پروٹیکٹ کرنے

کو تیار ہوں، تمہاری ساری خواہشیں سر آنکھوں پر، مگر مجھے اپنا نظر انداز ہونا پسند نہیں۔"

ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ ویٹر ناشتہ لیکر آ گیا۔ اس نے زویا کو چہرہ ڈھکنے کو اشارہ کیا۔

ویٹر میز پر برتن رکھ کر چلا گیا تو اس نے زویا کو شروع کرنے کا اشارہ کیا پر آج زوار نے اسے اتنے شاک دیئے تھے کہ وہ پریشان بیٹھی برتنوں کو گھور رہی تھی زوار نے اس کے سر کو ہلایا۔

"میڈم ناشتہ شروع کیجئے پھر روانہ بھی ہونا ہے۔"

زویا نے آہستہ سے پلیٹ اٹھائی اور سر جھکائے پریشانی سے ناشتہ کرنا شروع ہو گئی۔

ناشتہ کرنے کے بعد زوار نے بل پے کیا اور زویا کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی طرف روانہ ہوا۔۔۔

گاڑی میں پہنچ کر اس نے زویا کو سیٹ پر بٹھایا اور خود پیچھے جا کر ڈگی چیک کی، علینا ابھی تک بیہوش پڑی تھی اس نے مطمئن ہو کر ڈگی بند کی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر بیس کی طرف روانہ ہو گیا۔

یوسف غصے سے پاگل اپنے ساتھیوں پر برس رہا تھا، زوار نے اس کے دس آدمی مار گرائے تھے اور علینا کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا، زویا بھی ہاتھ سے نکل گئی تھی یہ سوچ ہی خطرناک تھی کہ اگر علینا فوج یا intelligence کے ہاتھ لگ گئی تو کیا ہو گا، اب اس کی ساری توجہ علینا کو زندہ یا مردہ واپس لانے میں تھی۔

گاڑی تیزی سے بیس کی طرف جارہی تھی تھوڑا ہی فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک اسکی کروزر کو چاروں طرف سے نقاب پوشوں نے گھیر لیا، جیسے وہ انکا انتظار کر رہے ہوں، ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں، زوار نے تیزی سے زویا کو نیچے جھک جانے کو کہا اور گاڑی کو فل سپیڈ میں دوڑاتا ہوا آگے بڑھا، ان نقاب پوشوں نے دیکھا کہ وہ نہیں رک رہا تو انھوں نے فائر کھول دیا زوار گاڑی کو زگ زگ انداز میں چلا رہا تھا گاڑی کا پچھلا شیشہ گولیوں سے ٹوٹ چکا تھا دروازے میں بھی کئی گولیاں لگ چکی تھیں پر وہ تیزی سے بھگائے جارہا تھا، اسے پتہ تھا کہ فائرنگ کی آواز سنتے ہی بیس سے مدد آجائیگی اور یہ ہی ہوا، تھوڑی ہی دیر میں فوج کے جوانوں نے ان نقاب پوشوں کو گھیر لیا پر وہ لوگ ہتھیار ڈالنے پر تیار نہیں تھے مگر ان کی توجہ اب فوج اب فوج سے مقابلے پر تھی، زوار کے بغیر تیزی سے گاڑی سے دو نقاب پوشوں کو کچلتا ہوا بیس کی طرف بڑھتا گیا۔

انتہائی متاثر کن بڑا میدان علاقہ فوج کی گاڑیوں اور فوجی جوانوں سے بھرا ہوا چاروں طرف بڑے بڑے equipments پاکستان کا لہراتا ہوا سبز ہلالی پرچم۔

زوار نے گاڑی روکی، اسکی گاڑی کے چاروں طرف آرٹسپاہی موجود تھے، گاڑی سے اتر کر اس نے اپنا سروس کارڈ دکھایا تو لیفٹیننٹ نے اندر موجود ہیڈ سے کنٹیکٹ کیا اور clearance ملنے کے بعد اس نے اندر جانے کی اجازت دی اس نے زویا کی طرف کا دروازہ کھولا اور زویا کو ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا وہ ابھی تک

فائرنگ کی دہشت سے لرز رہی تھی، لیفٹیننٹ زویا کی طرف بڑھا پر زوار نے تیزی سے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور مڑ کر زویا کے سر پر ہڈی اچھی طرح سیٹ کر کے وہ اسے اپنے ساتھ لے کر رجنٹ آفس کی طرف بڑھا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا آفیسر نے اٹھ کر اسے سیوٹ کیا۔

"ویلم میجر زوار!!"

"تھینکس آفیسر! میں یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا

Do you have a ride ready for us as per

". Head quarter orders

"جی سر! ہیلی کاپٹر تیار ہے چیف اور کرنل آپ کا اسلام آباد ہیڈ کوارٹر میں انتظار کر رہے ہیں، آپ کے یہاں پہنچتے ہی انہیں اطلاع کر دی گئی تھی۔"

"Ok officer guide me to the copter"

زویا خاموشی سے سر جھکائے انکی باتیں سن رہی تھی، پوری گفتگو کے دوران زوار نے ایک لمحے کو بھی اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا، اسے زوار پورے ماحول پہ چھایا ہوا محسوس ہی رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اسکے ساتھ محفوظ فیل کر رہی تھی۔

"سر آپ تھوڑی دیر انتظار کیجئے، باہر تنظیم کے لوگوں سے مقابلہ چل رہا ہے، اگر وہ ہیلی کوپٹر دیکھیں گے تو شاید راکٹ لانچر سے ہٹ کرنے کی کوشش کریں گے۔ بس تھوڑی ہی دیر میں ہم ان پر قابو پالینگے۔" زوار نے اثبات میں سر ہلایا اور زویا کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے آفیسر کی طرف رخ کیا۔

"آفیسر آپ میرے ساتھ چلیئے، میری گاڑی کی ڈگی میں ان دہشت گردوں کی ایک اہم ممبر قید ہے اور وہ یقیناً اسے ہی چھڑانے کے لئے سرپیر کی بازی لگا رہے ہیں، بہتر ہے اسے فوری طور پر آئی ایس آئی کے حوالے کر دیا جائے۔"

زوار آفیسر کے ساتھ کمرے سے باہر جانے لگا تو زویا گھبرا کر کھڑی ہو گئی زوار نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"آپ یہیں بیٹھ کر ہمارا ویٹ کریں۔"

زویا سر ہلاتے دوبارہ کرسی پہ بیٹھ گئی اور کمرے کا جائزہ لینے لگی پھر تھوڑی دیر بعد کھڑکی میں جا کر کھڑی ہو گئی، ان چند دنوں میں اسکی زندگی میں ایسا طوفان آیا تھا کہ وہ سنبھل نہیں پارہی تھی اور اب یہ سر زوار صبح سے شاک پہ شاک دیئے جا رہے تھے، زوار کو سوچتے ہوئے اس کی نظر باہر پڑی، اونچا لمبا فوجی کٹ بال چہرے پر سنجیدگی سے بات کرتا زوار پورے ماحول پر چھایا ہوا لگ رہا تھا بلاشبہ زوار کی personality چھا جانے والی تھی وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی کہ اچانک زوار نے اس کی طرف

سراٹھا کر دیکھا جیسے ہی اسکی نظر زوار سے ملی وہ تیزی سے پیچھے ہوئی اور آکر کرسی پر بیٹھ گئی اور اب اپنے دھک دھک دھڑکتے دل کے ساتھ زوار کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔

زوار آفیسر کے ساتھ سیدھا کروڑر کی طرف آیا، ان کے ساتھ دو آفیسر اور بھی تھے اس نے گاڑی کی ڈگی کھولی علیینا حجازی کو ہوش آچکا تھا اور زوار کو دیکھتے ہی وہ مچلنے لگی، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ پیر آزاد کر کے زوار کی گردن مروڑ دے، زوار نے ایک جھٹکے سے اسے ڈگی سے نکال کر کھڑا کیا اور آفیسر کے حوالے کرتے ہوئے ہدایت کی کہ جب تک آئی ایس آئی سے کوئی اسے لینے نہ آئے اسے سخت پہرے میں رکھیں۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر وہ وائر لیس پر کرنل کو رپورٹ کرنے لگا۔ سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ آفیسر سے بات کر رہا تھا کہ اسے اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی غیر محسوس انداز میں سراٹھا کر دیکھا تو وہ زویا تھی جو کھڑکی میں کھڑی اسے بناء پلکیں جھپکائے دیکھے جا رہی تھی۔ اسے زویا کا اپنی طرف دیکھنا بہت اچھا لگا پر وہ اس سے نظر ملتے ہی گھبرا گئی اور کھڑکی سے ہٹ گئی۔ زوار اچانک سے اپنا ماسٹڈ بناتا آفیسر کی طرف مڑا۔

"آفیسر آپ کا پرچیک کر لیں میں ابھی کے ابھی یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں، آپ بیک اپ رکھیں اور فلائی میں خود کرونگا پائلٹ کی ضرورت نہیں ہے۔"

یوسف غصے سے کھول رہا تھا، اسکے سارے ساتھی مارے گئے تھے اور علینا حجازی کا کوئی پتہ نہیں تھا اسے ہائی کمانڈ سے آرڈر آچکے تھے کہ وہ واپس عراق گروپ میں رپورٹ کرے جہاں تک علینا کی بازیابی کا سوال تھا، وہ ایک نیا گروپ افغانستان کے راستے بھیج رہے تھے۔ یوسف ناکام واپس جا رہا تھا پر اس نے سوچ لیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہی جائے اسے اس میجر زوار سے اپنی ناکامی کا انتقام لینا ہے، وہ جلد ہی واپس آنے کا پلان کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوا۔

کرنل جہانگیر اور بریگیڈیئر افتخار اسلام آباد کے ایک پوش علاقہ میں قائم کوٹھی میں موجود تھے رپورٹ کے مطابق زوار زویا کو لیکر بیس پہنچ چکا تھا۔ انہیں اچھی طرح اندازہ تھا وہ زیادہ دیر نہیں رکے گا اس لئے وہ یہاں موجود تھے، یہ کوٹھی باہر سے پرانے انداز کی نظر آتی تھی مگر اندر سے جدید انداز اور ٹیکنالوجی سے آراستہ ایک سیف ہاؤس کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

”کرنل۔ زویا کے آتے ہی اس سے پروفیسر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہونگی۔ امید ہے یہ ہمیں زویا سے پروفیسر کی ریسرچ کا سراغ مل جائیگا۔“

"برگیڈر کیا آپ زویا کو فوراً اپنے ساتھ لے جائینگے۔"

"ارادہ تو یہی ہے کیونکہ یہاں اسکا کوئی نہیں ہے اور اسکا اکیلا رہنا بھی مناسب نہیں ہے سب سے بڑھ کر اسکی موجودگی کو مسٹر اسٹیو فورڈ سے لاعلم رکھنا ہے۔"

"لیکن اگر مسٹر فورڈ کو علم ہو گیا کہ پروفیسر نہیں رہے تو یقیناً وہ زویا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔" کرنل نے پرسوج انداز میں کہا۔

"کرنل۔۔ زویا کو مسٹر فورڈ سے بچانے کا ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ ہم زویا کو لیگی کسی مضبوط رشتے میں bound کر دیں، ویسے بھی پروفیسر اس کی ذمہ داری مجھے سونپ کر گیا ہے۔" برگیڈر افتخار سگار سلگاتے ہوئے بولے۔

"تو آپ کی نظر میں کوئی ہے؟"

"میری پہلی خواہش تو زوار ہی ہے، میں نے ہمیشہ زوار کے ساتھ زویا کو ہی سوچا ہے اور زوار جیسے آتشیں مزاج کے ساتھ زویا بہترین میچ ہے، میں جب جب اس بچی سے ملا ہوں اسکی معصومیت اور سادگی نے مجھے متاثر کیا ہے مگر ہم دونوں جانتے ہیں کہ زوار کو جیسے ہی زویا کے بارے میں پتہ چلے گا وہ ایک طوفان

اٹھا دیگا اور ٹائم ہمارے پاس نہیں ہے، اس لئے میں زویا کے لئے آپ سے اگر آپکو اعتراض نہ ہو تو کپٹن بلال کا رشتہ طلب کرنا چاہوں گا۔"

"بریکنڈ ٹائم میرے لئے زوار اور بلال دونوں برابر ہیں۔ اور زویا تو میری بیٹی جیسی ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں بلکہ اسکی سیفٹی کے لئے یہ ایک بہترین حل ہے مگر بلال جیسے کہ آپ کی معلوم ہے آجکل سیاچن پر پوسٹڈ ہے، میں آرڈر بھیج دیتا ہوں کہ وہ جلد از جلد دو سے تین دن کے لئے یہاں آجائے تو ہم انکا نکاح کروا دیتے ہیں۔"

"جی کر نل نکاح کے بعد میں زویا کو اپنے ساتھ کینیڈا لے جاؤں گا اور رخصتی اس کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد کریں گے اور ہماری پوری کوشش ہوگی کہ زویا کے 18 سال کا ہونے تک مسٹر فورڈ سے زویا کو بچا کر رکھا جائے جیسے آج تک وہ اس یہودی کی نظر سے اوچھل ہے ویسے ہی آئندہ بھی اسے اوچھل ہی رکھنا ہے۔"

بلند خوبصورت بادلوں کو چھوتے برف کے پہاڑوں پر فوجیوں کا ایک گروپ بیٹھاباتوں میں مصروف تھا تمام جوان ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق میں مصروف تھے کہ بنکر سے آواز آئی۔

"Captain bilal come inside call is waiting for you"

"captan bilal do you hear me...call is waiting for you"

ایک تقریباً چھ فٹ لمبا جوان اٹھا اور بھاگتا ہوا بنکر تک پہنچا۔۔۔ اندر پہنچ کر اس نے ہیلیمٹ اتار اسردی کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کی بھوری آنکھوں میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی ہلکا ہلکا سا شیو بڑھا ہوا تھا۔

"Hello captan Bilal here"

"ہیلومائی سن! تمہاری تین دن کی ارجنٹ چھٹی منظور کی گئی ہے فوراً روانہ ہو اور اسلام آباد گھر پہنچ کر اطلاع دو"..... کرنل جہانگیر نے مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے سے بات کی۔

"کیا بات ہے ڈیڈ۔۔۔ تین دن کی چھٹی؟ سب ٹھیک تو ہے۔۔؟ اور دو دن تو آنے میں ہی لگ جائیں گھر میں سب ٹھیک ہے نا۔۔۔"

"بیٹا جی ٹائم ویسٹ نہ کرو تھوڑی ہی دیر میں سپلائی کا فوکر جہاز وہاں آنے والا ہے تم اسی میں یہاں آؤنگے باقی تفصیلات یہاں آنے پر اوکے جوان۔"

.....!

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

زوار آفیسر کو کاپٹر چیک کرنے بھیج کر خود زویا کو لینے تیزی سے چلتا ہوا آفس میں داخل ہوا۔ زویا کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی قدموں کی آواز سن کر اس نے دھیرے سے سر اٹھایا اور زوار کو دیکھ کر سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ نظریں دوبارہ جھکا لیں۔۔ زوار اس کے قریب آ کر رک گیا وہ تھوڑی دیر اس کے بلش ہوتے خوبصورت چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتا رہا، پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ زویا کی جھکی نظروں کے آگے پھیلا یا زویا نے اپنے سامنے پھیلے مضبوط مردانہ ہاتھ کو دیکھا اس کا چڑیا سادل دھک دھک کر رہا تھا کہ زوار نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"will you hold my hand and come with me where ever i take you"

زویا نے تھوڑی دیر اس کے پھیلے ہاتھ کو دیکھا پھر جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ پر دھیرے سے رکھ دیا زوار نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے تھاما اور کھینچ کر اسے کھڑا کر دیا۔

"--Thanks for this honour my doll"

تھوڑی دیر تک وہ زویا کو دیکھتا رہا پھر ایک گہری سانس لے کر اس کے سر سے سر ٹکراتا ہوا بولا۔

”چلو کاپٹر تیار ہے تھوڑی ہی دیر میں ہم اسلام آباد تمہارے انکلیز کے پاس ہوں گے۔“

زویا زوار سے نظریں نہیں ملا پارہی تھی اسے اپنی کیفیت سمجھ نہیں آرہی تھی زوار اسے اندر باہر دل و دماغ ہر طرف چھایا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

زوار زویا کو ساتھ لیکر ہیلی پیڈ کی طرف بڑھا قریب پہنچ کر اس نے زویا کو سیفٹی ہیلمٹ پہنے کو دیا اور خود بھی تیار ہو کر کاپٹر کی طرف بڑھا لیفٹیننٹ جو چوکس کھڑا ان کے بورڈ ہونے کا ویٹ کر رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ زویا کی طرف بڑھایا تاکہ وہ اسے کاپٹر میں بیٹھنے میں مدد دے سکے، زویا ابھی اس کا ہاتھ پکڑنے ہی والی تھی کہ زوار جو کاپٹر کی چیک کر رہا تھا، غصے سے پاگل ہو گیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر لیفٹیننٹ کا ہاتھ جھٹکا۔

"Never ever try to touch her"

"سر میں تو صرف میڈم کو ہیلپ کر رہا تھا کہ پیڈ بہت اونچا ہے۔"

"Do we ask your help stay away from her"

یہ کہہ کر زوار نے زویا کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور اچک کر کاپٹر میں بیٹھا دیا، زویا حیرت سے گنگ تھی کچھ لمحوں پہلے زوار کتنا فرینڈلی بات کر رہا تھا اور اب پھر سے جلاد بن گیا تھا۔ زوار دوسری طرف سے آکر

کاپٹر میں بیٹھا سلائیڈز نیچے کر کے کنٹرول روم سے اجازت لی اور فلائنگ شروع کر دی۔ کاپٹر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی زویا تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسے دیکھ رہی تھی وہ خاموشی سے فلائنگ کر رہا تھا زویا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ناراض کیوں نظر آرہا ہے؟ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد زویا نے ہمت کر کے لرزتے ہوئے اپنا ہاتھ زوار کے ہاتھ پر رکھا۔ زوار نے چونک کر اسے دیکھا اسکی گہری سبز آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں... وہ کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا جب وہ کچھ نہیں بولی تو وہ جھنجھلا گیا۔

"کیا ہے زویا کیوں مجھے distract کر رہی ہو؟"

زویا اس کے جلا دموڈ سے ڈری ہوئی تھی تھوڑا جھجکتے ہوئے وہ گویا ہوئی۔

"سر آپ ناراض ہیں کیا؟"

"نہیں کوئی میرے ہوتے ہوئے میری زندگی کو ہاتھ لگائے اسے دیکھے۔ مجھے تو خوشی سے مر جانا

چاہئے۔" وہ غصے سے لال ہوتا ہوا بولا۔

زویا اسکا غصہ دیکھ کر گھبرا گئی اور اسکی آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہنے لگے۔ زوار تھوڑی دیر تک اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔

"listen! میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ اب تم صرف اور صرف میری یعنی زوار کی ہو میں تمہارے اوپر کسی کی بھی نظر برداشت نہیں کر سکتا چاہے وہ کوئی بھی ہو اور اب جب میں یہ جان چکا ہوں کہ تمہارے دل میں بھی میں ہی ہوں تو یہ تو ممکن ہی نہیں کہ تمہیں ہوا بھی چھو کر گزر جائے، میں اپنے اور تمہارے درمیان کوئی بھی مداخلت برداشت نہیں کروں گا۔ اور تمہیں بھی اس بات کا خیال رکھنا ہو گا۔ اس لیفٹیننٹ کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہارا ہاتھ تھامنے کی۔"

زویا حیرت کی شدت سے گنگ رہ گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے، اس طرح کی محبت اور شدت اس کے لئے بالکل الگ تھیں، ابھی تو اس نے اپنی زبان سے اقرار بھی نہیں کیا تھا بابا سے اجازت بھی نہیں لی تھی اور زوار اسے اپنی ملکیت سمجھ رہا تھا۔ یہ سچ تھا کہ زوار نے اس کے دل میں جگہ بنالی تھی، اسے زوار کو دیکھ کر فخر محسوس ہوتا تھا، اسے اپنا آپ زوار کے ساتھ معتبر اور محفوظ لگ رہا تھا مگر جلاد کا غصہ برداشت کرنا ایک بڑی مشکل تھی۔

زوار تھوڑی دیر تک زویا کی خاموشی محسوس کرتا رہا وہ زویا کو لے کر پریشان تھا، پتا نہیں یہ حساس سی لڑکی اپنے باپ کی موت کی خبر کیسے برداشت کر پائے گی، وہ زویا کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا کچھ سوچتے ہوئے اس نے زویا کو مخاطب کیا۔

"زویا ہم آدھے گھنٹے میں اسلام آباد پہنچ جائیں گے، تم مجھ سے وعدہ کرو کہ وہاں جا کر جو بھی حالات پیش آئیں تم ہمت نہیں ہارو گی اور ہر حال میں میری بات مانو گی، ویسے بھی مجھے اپنی چیزوں کی حفاظت کرنا اچھی طرح سے آتی ہے اور میں بھی جاتے ہی تمہارے انکل سے ہمارے نکاح کی بات کرونگا بلکہ جاتے ہی ہم شادی کر لیتے ہیں، پھر تمہارے انکلز سے ملتے رہیں گے۔"

شرم سے زویا کی گال تپ اٹھے وہ اپنا سر اٹھا نہیں پار ہی تھی کہ زوار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
"انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے زویا۔۔۔ نہ ہی میں انکار سنوں گا۔۔۔ اسلام آباد پہنچتے ہی میں تمہیں ہائی کمانڈ سے نکال کر فیصل مسجد لے جاؤنگا۔ پہلے ہمارا نکاح ہو گا پھر ہم جا کر تمہارے انکلز اور آفشیلز سے ملیں گے۔"
زویا نے جھجھکتے ہوئے اسے دیکھا۔

"سر آپ۔۔۔"

زوار نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

"سر نہیں زویا میرا نام لو۔۔۔ زوار یا پھر میجر کہہ لو میری mom بھی پاپا کو بریگیڈر کہہ کر بلاتی ہیں۔"

"سر وہ جھجکی...."

... Dont call me sir zoya

"سر آئی مین میجر سر کیا آپ۔۔ کیا آپ۔۔" وہ بول نہیں پار ہی تھی۔

"کیا آپ کیا زویا۔۔۔"

"میرا مطلب ہے کیا آپ میرے بابا سے پہلے نہیں مل سکتے پلیز۔" وہ آنکھیں میچے تیزی سے بول گئی

زوار کی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیسے بتائے کہ اسکے بابا نہیں رہے ابھی اسے اوپر سے آرڈر تھا کہ زویا کو بے خبر رکھنا ہے۔

"زویا اگر تمہارے بابا ابھی نہیں پہنچے ہونگے تو۔۔۔؟"

"کیا آپ میرے لئے پلیز تھوڑا انتظار نہیں کر سکتے؟"

کیپٹن بلال سیاچن سے روانہ ہو چکا تھا اسے اندازہ تھا کہ اگر ڈیڈ نے اسے اتنی اہم پوسٹ سے تین دن کے لئے بلایا ہے تو کوئی خاص بات ہی ہوگی۔

وہ ایک گھنٹہ دس منٹ کی فلائٹ سے اسلام آباد بیس پہنچ چکا تھا۔ فوکر طیارہ سے اتر کر وہ اندر رپورٹ کرنے گیا۔

"کیپٹن بلال wow تمہارا تو سیاچن نے بھی کچھ نہیں بگاڑا یا رابلکہ مزید handsome ہو کر آگئے ہو۔"

لفٹیننٹ کامران اسے گلے لگاتے ہوئے بولا وہ غور سے بلال کو دیکھ رہا تھا بلال اپنے کسرتی جسم مضبوط بازوؤں لمبے قد ہلکے سے سانولے رنگ کی وجہ سے فوجی کم اور کسی ایکشن فلم کا ہیرو زیادہ دکھائی دے رہا تھا۔ بلال نے ہنستے ہوئے کامران کے کندھے پر ایک ہاتھ مارا۔

"یار ہم فولادی مٹی کی اولاد ہیں پاکستانی فوج کے جوان ہیں، یہ چٹانیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں، ہاں کبھی کبھی ہمیں اپنے اندر سلا لیتی ہیں۔"

"چلو فلسفہ چھوڑو یہ شیٹ پر سائن آف کرو تو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں اور پلیز سب سے پہلے کرنل صاحب کو فون کر دو وہ تمہارا کئی بار پوچھ چکے ہیں۔"

بلال ابھی اپنے releasing paper سائن کر رہا تھا کہ ایک سپاہی اندر داخل ہو۔

"لفٹیننٹ کامران سوات سے ریسکیو کاپٹر لینڈ کرنے کی پرمیشن مانگ رہا ہے۔"

اوشٹ بلال تم یہیں ٹھہرو میں آیا۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے کنٹرول روم کی طرف بھاگا۔

بلال اسے حیرت سے دیکھنے لگا آخر ایسی بھی کونسی ہستی آئی ہے جو کامران اتنا بوکھلا رہا ہے۔

چند منٹ بعد کامران اندر داخل ہوا اسکا سانس پھولا ہوا تھا۔

"ایزی مین کیا ہوا اتنے پریشان کیوں ہو؟"

"بلال یار اس کاپٹر میں میجر زوار فرام آئی ایس آئی اپنے مشن سے واپس آئے ہیں، یاد ہے لاسٹ ٹائم انھوں نے ذرا سی دیر ہونے پر میرا تقریباً کورٹ مارشل کروا دیا تھا۔ میجر ہے تو ہم سے تھوڑا ہی بڑا مگر غصہ اسکی ناک پر رہتا ہے ایسے بھگو بھگو کرتے جوتے مارتا ہے کہ دل چاہتا ہے فوج کی نوکری چھوڑ کر جوتے پالش کی دکان کھول لوں۔"

"میجر زوار!!! یار زوار بھائی تو باہر پوسٹڈ تھے پاکستان کب آئے؟"

"اندر آرہے ہیں کسی خاص مشن سے واپسی ہوئی ہے تم خود ہی پوچھ لینا۔" ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ کرنل جہانگیر کی کال آئی۔

"ایس ڈیڈ ابھی پہنچا ہوں اور پتہ چلا ہے کہ میجر زوار بھی رپورٹ کر رہے ہیں ان سے ملکر نکلتا ہوں۔" کرنل نہیں چاہتے تھے کہ بلال ابھی زویا سے ملے۔

"بلال تم میجر سے شام میں مل لینا، وہ ایک خاص مشن پر ہے، ابھی تمہارا ملنا مناسب نہیں فوراً وہاں سے نکلو" it's an order.

"سروہ آئی مین میجر سر مجھے آپ سے ڈر لگ رہا تھا۔ وہ مجھے پہلے بابا سے ملنا ہے پھر۔۔" اس نے شرمناک بات ادھوری چھوڑ دی۔

زوار نے ایک گہری سانس لی۔

"سنا تھا پیار میں بڑے بڑے عقل مند گدھے بن جاتے ہیں مجھے تو پھر بھی عشق ہوا ہے چلو پھر تمہارے انگلز سے پہلے ملتے ہیں۔"

کرنل جہانگیر بے چینی سے زوار کا انتظار کر رہے تھے زویا کا بیان ریکارڈ کرنے کے لئے اور چیک اپ کے لئے ٹیم بھی پہنچنے والی تھی۔ بریگیڈیئر افتخار مونیر پر زوار کو اسکے ٹریکر سے ٹریس کر رہے تھے۔

"کرنل زوار لینڈ کر چکا ہے وہ جلد ہی یہاں ہو گا، کیا خیال ہے عمر کو بھی بلوالیس، زویا عمر کی موجودگی میں کمفرٹبل فیل کرے گی۔"

"ٹھیک کہا آپ نے، میں ہسپتال فون کرتا ہوں اگر وہ اس قابل ہے کہ وہیل چیئر پر آ سکے تو اسے بلوالیتے ہیں، زویا کو نکاح پر راضی کرنے میں وہ ہمارا مددگار ثابت ہو گا۔"

ابھی تو سب سے پہلے انویسٹیگیشن اس کے بعد اسے پروفیسر کی موت کا بتانا ہے پھر اسے ہم نکاح کی اہمیت کا اندازہ دلا کر یہ کام کریں گے۔"

کیپٹن بلال مارگلہ ہلز کے پیچھے بنے ہوئے ایک انتہائی خوبصورت ماربل سے بنے بنگلو میں داخل ہوا باوردی اردلی نے اسے دیکھتے ہی گیٹ کھول دیا وہ سر ہلاتا سلام دعا کرتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھا اسکا ارادہ اپنی موم کو surprise دینے کا تھا۔ وہ دبے قدموں اندر داخل ہوا تھوڑی ہی دیر میں اسکے قدم کچن کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اندر ایک 48 سالہ خوبصورت سی خاتون ایپرن پہنے کو کنگ کرنے میں مصروف تھیں وہ بنا آواز کئے آیا اور تیزی سے اپنے ہاتھ انکی آنکھوں پر رکھ دیئے۔

"Oh God bilal my son"

اتنا اچھا surprise، تمہارے ڈیڈ نے بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔ "اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ خوشی سے بولیں۔

بلال نے نرمی سے اپنے ہاتھ ہٹائے اور اپنی موم کے گلے لگ گیا پھر پیار سے انکا ہاتھ چومتا ہوا بولا۔

"موم میں نے آپ کو بہت مس کیا اگر سیاچن رہنے کی جگہ ہوتی تو میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاتا۔"

موم نے اسے بغور دیکھا۔ لمبا قد، شرارت بھری بھوری آنکھیں اور ماتھے پہ بکھرے بال، مضبوط بازو وہ دل ہی دل میں ماشا اللہ کہتے ہوئے بولیں۔

"تھوڑے کمزور لگ رہے ہو، چلو میرا بیٹا اندر چل کر فریش ہو جاؤ اور کتنے دن کی چھٹی پر آئے ہو۔"

"ابھی تو آیا ہوں آپ جانے کی فکر مت پالیں چلیں میں فریش ہو کر آیا۔"

کمرے میں آ کر بلال نے جیکٹ گھڑی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھی اسکا چہرہ سوچوں سے پر تھا اپنا کیبنٹ کھول کر اس نے فون نکالا۔

"کرنل جہانگیر ہئیر!"

"ڈیڈ میں گھر پہنچ چکا ہوں اور یہاں موم کو بھی میرے آنے کی کوئی اطلاع نہیں تھی

." Now can you tell me why i am here on such an urgent notice"

"بلال آج تم ریٹ کرو اور جا کر اپنا حلیہ درست کرو۔"

"ڈیڈ میں ٹھیک حلیے میں ہوں اور میرے حلیے سے میری چھٹی کا کیا تعلق ہے؟" وہ الجھ گیا تھا۔

"میرا مطلب ہے جا کر اپنے بال وغیرہ ٹھیک کرواؤ اور کل صبح ٹھیک دس بجے سیف ہاؤس 606 پہنچ جانا تمہارا نکاح ہے۔"

"واٹ؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ڈیڈ؟" وہ شکڈ ہوا۔

"یہ نکاح کسی کو محفوظ رکھنے کیلئے کیا جا رہا ہے۔۔ ابھی ہمیں اس نکاح کو راز رکھنا ہے اپنی موم سے کچھ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"But dad"

No argue,i will see you in morning"

".Tomorrow

.....~
زوار زویا کو لے کر بلٹ پروف کار میں سیف ہاؤس کی طرف روانہ ہوا۔ زویا کا دل گھبرا رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ جیسے کچھ ہونے والا ہے وہ آنکھیں بند کئے اپنی گھبراہٹ اور پریشانی پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"زویا چلو گھر آ گیا ہے۔" زوار نے اس کے شانے کو ہلایا۔

زویا نے چونک کر آنکھیں کھولیں اسکی سبز گھسری آنکھوں میں لال ڈورے نمایاں تھے۔

زوار نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے اسے گاڑی سے نکالا۔

"زویا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، اب تم بالکل سیف ہو، اندر تمہارے انکل تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور میں تو تمہارے ساتھ ہوں ہی، کنٹرول یور سیلف بے بی، ساری پریشانیاں ختم کر دو اور یاد رکھنا کہ تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ کسی بھی حالات میں تم ہمت نہیں ہارو گی۔"

زویا نے اثبات میں سر ہلایا اور زوار کے پیچھے چلتی ہوئی اس بڑی سی کوٹھی نما عمارت میں داخل ہو گئی۔ زویا اور زوار کے کمرے میں داخل ہوتے ہی کرنل اور بریگیڈر افتخار تیزی سے زویا کی طرف بڑھے اور زوار سے گلے ملنے کے بعد زویا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

زویا ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر حیران تھی اور خوش بھی پر ایک الجھن سی تھی، اس نے بریگیڈر افتخار کو دیکھا۔

"پاپا آپ یہاں، کیا می بھی آئی ہیں؟"

زوار نے ایک جھٹکے سے چونک کر زویا کو دیکھا، وہ اسکے والدین کو کیسے جانتی ہے اور انہیں می پاپا کیوں کہہ رہی تھی وہ الجھ سا گیا تھا یقیناً کوئی بات کوئی لنک مسنگ تھا۔۔۔۔۔

بریگیڈر افتخار نے اپنے بیٹے کی الجھن بھانپ لی تھی اس سے پہلے زوار کوئی سوال کرتا۔

"زویا بیٹے آپ کو پتہ ہے میں جب بھی آپ سے اور آپ کے پاپا سے ملتا تھا، اپنے کھڑوس ایجنٹ بیٹے کا ذکر کرتا تھا۔"

"جی پاپا۔" وہ مسکرائی۔

"تو ملو یہ جو میجر زوار تمہیں یہاں لیکر آئے ہیں، یہی آپ کے ممی پاپا کے بیٹے ہیں۔"

زویا نے خوشی اور حیرت سے زوار کو دیکھا۔

"اور زوار بیٹا یہ زویا میرے بہت ہی پیارے دل سے قریب بھائیوں سے بڑھ کر میرے دوست پروفیسر

شبیر کی بیٹی ہیں۔۔ جب تم اپنی ٹریننگ اور بعد میں پے در پے اسائنمنٹ میں مصروف تھے تو میں اور

تمہاری ممی اکثر اپنی چھٹیاں زویا بیٹی کے ساتھ گزارتے ہیں یہ ہمیں اپنی مریم کی کمی محسوس نہیں ہونے

دیتی ہے۔"

دروازہ پر ناک کر کے ایک سادہ لباس میں آدمی اندر داخل ہوا۔

"سر investigating team آگئی ہے، کیا انھیں اندر بھیج دوں؟"

کرئل نے سر اٹھایا۔

"کتنے آدمی ہیں اور کیا سیکورٹی کلیئرنس لی؟"

"جی سر 2 آدمی ہیں اور all is clear"

"اوکے 5 منٹ بعد اندر بھیج دینا۔" یہ کہہ کر کرنل زویا کی طرف آئے۔

"زویا بیٹے ہم آپ سے کچھ سوال پوچھیں گے، آپ سوچ سمجھ کر جواب دینا، گھبراہٹ بالکل نہیں کیونکہ

آپ کے جوابات سے ہمیں پروفیسر کے مشن کو پورا کرنے میں مدد ملے گی۔"

زوار تیزی سے چلتا ہوا زویا کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"یہ آپ کو نسی ٹیم کی بلا رہے ہیں؟"

"We don't need any team to interrogate her"

جو بھی پوچھنا ہے آپ خود پوچھ لیں، زویا کو کوئی ہراس نہیں کریگا۔" زوار کے لہجے میں بلا کی سختی تھی۔

برگیڈر افتخار نے آگے بڑھ کر زوار کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

Major you know the procedure very well relax she is our daughter "

." and no one is harrasing her

زویا خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھوڑی ہی دیر میں دودر میانی عمر کے آدمی اندر داخل ہوئے اور زوار، کرنل اور بریگیڈر سے ملنے کے بعد وہ زویا کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بی بی آپ کا پورا نام کیا ہے؟"

"آپ وزیرستان سے یہاں کیوں آئیں؟"

"آخری بار پروفیسر کو کب دیکھا تھا؟"

"کیا آپ ان لوگوں کو جانتی ہیں؟"

وہ پے در پے سوال کئے جا رہے تھے زویا انہیں جواب دے رہی تھی کہ اچانک ایک آدمی اٹھ کر زویا کے پاس آیا۔

"آپ نے یہ عجیب و غریب حلیہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ کیا آپ اپنے اندر کچھ چھپائے ہوئے ہیں؟"

یہ کہہ کر اس نے زویا کی ہڈی کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ زوار جو بہت دیر سے برداشت کر رہا تھا تیزی سے اپنے جلا دموڈ میں آیا اور ایک جھٹکے سے اس آدمی کو زویا سے دور کر کے زور سے دھکا دیا۔

How dare you touch her should show some respect or i will take "

"over

زوار کے لہجے میں بلا کی سختی تھی۔ کرنل اور بریگیڈر انتہائی شک سے زوار کا reaction دیکھ رہے تھے زویا کے رونے کی آواز سن کر وہ ہوش میں آئے اور اس آدمی کو زوار سے چھڑوایا۔

"آپ ان دونوں کو یہاں سے بھیج دیجئے، اب زویا سے کوئی سوال نہیں ہوگا، آپ کو جو پوچھنا ہے خود پوچھیں۔"

کرنل نے ان دونوں آدمیوں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا پھر وہ زوار کی طرف مڑے۔

"Relax major zawar"

"تم اندر جا کر آرام کرو ہم زویا بیٹی سے خود پروفیسر کے بارے میں پوچھ لینگے۔"

"نہیں ڈیڈ میں زویا کو اکیلا نہیں چھوڑونگا آپ کو جو بھی پوچھنا ہے میرے سامنے پوچھیں۔"

وہ دونوں زوار کے برتاؤ پر بہت حیران تھے وہ شک پہ شک دیئے جارہا تھا۔

"میجر زوار آپ کا مشن مکمل ہو گیا ہے آپ جا کر آرام کریں۔ زویا اب تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔"

بریگیڈیر نے کہا۔

"Zoya is my responsibility for life time"

man of commitment

میری زویا پر نظر ڈالے یا اسے پریشان کرے۔ " وہ اپنے ضدی اٹوٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔۔

پاتے ہوئے بولے-----

”نہیں کر نل انکل بابا نے تو کچھ نہیں دیا“..

”سوچو زویا کچھ تو دیا ہوگا“.....

زویا نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ زوار جو یہ سب دیکھ رہا تھا اچانک کرنل سے مخاطب ہوا۔

"If you dont mind sir may i proceed and ask some think"

"sure major ...go ahead"

زوارِ زویا کے یاس آیا۔

”زویا تم مجھے اس پورے دن کی ایک ایک بات تفصیل سے بتاؤ.....“

”سر مجھے بابا نے لیب میں بلایا، ہم نے تھوڑی سی باتیں کیں، پھر بابا نے مجھے انجیکشن دیا اور آگے تو آپکو پتا ہی ہے۔“

”او کے اب یاد کر کے بتاؤ کیا باتیں کی تھیں۔۔۔“

”سر بابا نے کہا کہ اپنے کرنل انکل سے کہنا وہ میرا سیدھا ہاتھ ہیں۔۔۔ اور۔۔۔“

ابھی زویا بات کر ہی رہی تھی کہ زوار نے اسکا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسکی آستین اوپر کی، وہ اسکے مرمریں بازو کو اپنے مضبوط ہاتھ میں بغور دیکھ رہا تھا۔

Brilliant very brilliant ...no body can imagine it

زوار زویا کا ہاتھ پکڑے کہنی کے اوپر والے حصے دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنی انگلی سے اس حصے کو ہلکے سے دبایا۔

”کرنل انکل اور ڈیڈ ادھر آئیں، اگر آپ غور سے دیکھیں تو اس کے بازو پر انتہائی مہارت سے ڈرافٹنگ کی گئی ہے۔“

کرنل اور بریگیڈ نے غور سے دیکھا تو واقعی جلد تھوڑی الگ لگ رہی تھی۔

"کیا یہاں پر forcep اور شارپ بلیڈ مل سکتا ہے؟"

"Sure Major just wait"

کرنل یہ کہہ کر کسی کو فون پر فرسٹ ایڈکٹ اور دوسری اشیاء لانے کا آرڈر کرنے لگے، تھوڑی ہی دیر میں

وہ اشیاء اس روم میں آگئیں، زوار نے بیگ کھولا اور ایک تیز استرا نما آلہ نکالا اور زویا کے پاس آیا۔

"زویا میں تمہارے بازو پر سے اس آرٹیفیشل سکین کو ہٹاؤ نگا، تم بالکل بھی ہلنا نہیں، ورنہ یہ بلیڈ تمہاری کھال میں گھس سکتا ہے۔"

زوار انتہائی مہارت اور انہماک سے ڈرافٹ سکین کی جھلی کو اتار رہا تھا، جیسے ہی وہ جھلی اتری تو زویا کے بازو پر انتہائی باریک چپ چپکی ہوئی تھی جسے forcep سے علیحدہ کیا اور پھر اس نے چپ کو کرنل کی طرف بڑھایا۔ زویا انتہائی حیرانی سے یہ سب ہوتا دیکھ رہی تھی اسے بالکل بھی اس بات کا پتہ نہیں تھا۔

کرنل نے زوار سے چپ لی اور زویا کی طرف آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"زویا بیٹی اب آپ چل کر اندر آرام کریں، ابھی تھوڑی دیر میں میں اور آپ کے انکل افتخار آپ سے کچھ بات کریں گے۔"

پھر وہ زوار کی طرف متوجہ ہوئے۔

"زوار تم زویا کو روم دکھاؤ اور خود بھی تھوڑا آرام کر کے ایک گھنٹے میں ہمیں آکر جوائن کرو۔" ابھی وہ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ انکی نظر زوار کی پسلیوں کی جانب شرٹ پر پڑی۔

"یہ تمہاری شرٹ گیلی کیوں ہے؟"

"Did you get hit"

وہ مسکرایا۔

"معمولی زخم ہے آپ پریشان نہ ہوں، میں زویا کو روم دکھا کر اور ڈریسنگ کر کے آتا ہوں۔"

عمر ہسپتال میں لیٹا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور سادہ لباس میں ایک آدمی اسکے پاس آیا۔

"جناب مجھے کرنل جہانگیر نے بھیجا ہے، یہ فون لیں آپ ان سے کنفرم کر لیں تو آپ کو سیف ہاؤس لے کر جانا ہے۔"

عمر نے فون لیکر کرنل سے بات کی پھر اٹھ بیٹھا۔ "جناب آپ لیٹے رہیں ہم وہیل چیئر کا انتظام کر رہے ہیں۔"

"نہیں آفیسر اب ایسی بھی حالت نہیں ہے"

". I can walk today feeling much better"

کرنل اور بریگیڈر دونوں کمرے میں خاموش بیٹھے تھے اور دونوں کے چہرے سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے پھر اس خاموشی کو کرنل نے توڑا۔

"بریگیڈر کیا آپ نے میجر زوار کا attitude زویا کے بارے میں چیک کیا؟"

"ہاں میں بھی اسی بات کو لیکر بہت شک ہوں، زوار عشق عاشقی میں پڑنے والا لڑکا نہیں ہے، اس نے آج تک کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا مگر اب یہ سب۔"

----- یہ کہہ کر وہ کمرے میں ٹہلنے لگے۔

"میں نے بلال کو کل صبح نکاح کے لئے کہہ دیا ہے، اگر آپ کہیں تو میں یہ سب روک دوں کیونکہ ہم زوار کو دوبارہ ہرٹ ہوتے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔"

"کرنل ہمارے پاس ٹائم بہت ہی کم ہے آپ جانتے ہیں کہ پروفیسر کی شہادت کی اطلاع سب ہی تنظیموں کو مل چکی ہے، یقیناً مسٹر فورڈ کو بھی پتہ چل چکا ہو گا اور زویا کے لئے پاکستان میں رہنا خطرناک ہے، میں اسے تین دن کے اندر اندر ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"برگیڈ میرے آپ کے پاس آنے اور زوار کو یہ مشن دینے کا مقصد یہی تھا کہ وہ زویا کو جانچ سکے۔ تاکہ زندگی میں جب بھی سچائی اس پر کھلے تو اسے اندازہ ہو سکے کہ اس معصوم کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"کرنل جہاں تک میں زوار کو سمجھتا ہوں وہ اپنی commitment کا پکا ہے اور ابھی ہمیں یہ بھی نہیں پتہ کہ زویا بھی اسکے ساتھ involve ہے یا نہیں۔ بہتر ہے کہ ہم زوار سے بات کر لیتے ہیں۔ اور اب وہ ٹین ایج میں نہیں ہے، سارے حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد اگر وہ زویا کا ہاتھ تھام لیتا ہے تو ٹھیک ہے، بہتر یہی ہے کہ اس کا رویہ دیکھ کر ہی فیصلہ کیا جائے۔"

ابھی وہ یہ بات کر رہی رہے تھے کہ انھیں عمر کے آنے کی اطلاع ملی، عمر کے اندر آنے کے بعد یہ سارا معاملہ انھوں نے عمر سے بھی ڈسکس کیا۔ عمر انتہائی سنجیدگی سے ساری بات سن رہا تھا۔ ساری بات مکمل کر کے کرنل نے پوچھا۔

"عمر خان تمہاری کیا رائے ہے؟"

"جناب بہتر یہی ہے کہ میجر زوار کو سب کچھ بتا دیا جائے اور اگر پھر بھی وہ اپنے پرانے فیصلے پر قائم رہتے ہیں تو ابھی عمر زندہ ہے زویا کی حفاظت کے لئے۔"

"دیکھو عمر تم سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"نہیں سر میجر زوار اپنی جگہ درست ہیں، وہ قصاص میں خون کا بدلہ خون چاہتے ہیں مگر زویا کا کیا قصور؟ آپ زوار کو ساری انفارمیشن دے دیجئے، پھر وہ خود فیصلہ کریں مگر میں زویا کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گا۔"

زوار زویا کو اندر بیڈ روم میں لے کر آیا اور اسے نرم نگاہ سے دیکھنے لگا۔
زویا کچھ دیر تک برداشت کرتی رہی پر جب اس نے دیکھنا بند نہیں کیا تو وہ جھنجلا گئی۔
"میجر سر۔ اب مجھ سے پھر کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا؟"

زوار نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ جیسے ڈاٹنے والے ہوں؟"

"زویا تم واقعی میں اس لباس میں اول جلوس لگ رہی ہو، میں ابھی اپنی ڈریسنگ کرلوں پھر تمہارے لئے کچھ ڈھنگ کے کپڑے خرید کر لاتا ہوں، چلو اب تم کچھ دیر آرام کر لو۔۔۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے مڑا تو زویا نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر راستہ روکا۔
"کیا بات ہے زویا؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میجر سر کیا میرے بابا ٹھیک ہیں؟ کیا آپ مجھے میرے بابا کے پاس لے جاسکتے ہیں؟ پلیز میری مدد کریں"
۔۔۔۔۔ زویا نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"زویا میں ہر حال میں تمہاری مدد کرونگا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ اپنا خیال رکھو گی، چلو اب رونا بند کرو،
تھوڑی دیر آرام کر لو۔۔۔۔۔"

یہ کہہ کر زوار نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے لا کر بیڈ پر بٹھا دیا۔ اور خود دوزانو ہو کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔
رونے سے زویا کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، جسم لرز رہا تھا اور اسکے گلابی لب کپکپا رہے تھے، زوار نے
ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو صاف کئے۔

"زویا دیکھو میری طرف دیکھو۔" وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔
زویا نے دھیرے سے نظریں اٹھائیں۔

"تم ایک عظیم باپ کی بیٹی ہو، جس نے اپنی زندگی کی پرواہ کئے بغیر اس ملک کے لئے کام کیا، تمہارا اس طرح سے رونا اچھا نہیں ہے، وقت اور حالات بدلتے رہتے ہیں، میں مان ہی نہیں سکتا کہ اتنے بہادر باپ نے اپنی بیٹی کو حالات سے لڑنا نہیں سکھایا ہو گا۔ کیا واقعی انکی بیٹی اتنی کمزور ہے کہ ہر وقت روتی رہتی ہے؟"

زویا نے نفی میں سر ہلایا۔

"اب رونا بند کرو اور تھوڑا آرام کر لو۔"

زویا سے دیکھتے ہوئے آنسو صاف کرنے لگی مگر اسکے آنسو رک ہی نہیں پارہے تھے۔

"اگر ایک منٹ میں تم نے رونا بند نہیں کیا تو میں تمہیں الٹا لٹکا دوں گا، حد ہے کوئی بات تمہاری عقل میں آتی ہی نہیں ہے۔" وہ غصے سے بولا۔ زویا اس کے جلا دموڈ کو دیکھتے ہی کسی روبروٹ کی طرح چپ ہو گئی۔

زوار اسکا چہرہ تھپ تھپاتے ہوئے اٹھا اور جانے لگا تو زویا کی آواز نکلی

"میں سب کچھ یہاں کچھ عجیب سا لگ رہا ہے، مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں اکیلی رہ گئی ہوں اور اب آپ بھی چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

زوار تیزی سے پلٹا اور اسکا گلابی چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر بولا۔

"تم اکیلی نہیں ہو، ہم سب یہاں ہیں اور میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا، ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

"ہمیشہ؟" زویا کے کپکپاتے لبوں سے نکلا۔

"ہاں میں میجر زوار آج تمہیں یہ قول دیتا ہوں کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے، جب تک میری زندگی ہے میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔" چلو اب تو آرام کرو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔"

زویا کے کمرے سے نکل کر زوار سامنے والے بیڈ روم میں داخل ہوا، اپنی شرٹ اتارنے کے بعد اس نے اپنے زخم کو دیکھا، گولی چھوتے ہوئے گزر گئی تھی، خون رسنا بند ہو گیا تھا وہ جب بھی پاکستان آتا تھا اسی گھر میں قیام کرتا تھا، اس نے کیبنٹ کھول کر ٹراؤزر شرٹ نکالا اور شاور لینے چلا گیا۔

زویا تھوڑی دیر آنکھیں بند کئے لیٹی رہی پھر اسے خیال آیا کہ زوار اسکا اتنا خیال کرتا ہے اور وہ زخمی بھی ہے اسے اسکے پاس جا کر اس کی مدد کرنی چاہئے یہ سوچ کر وہ اٹھی اور دروازہ سے باہر نکلی۔

زوار اپنے گیلے بال تولیئے سے پوچھتا باہر نکلا تو کمرے کا انٹر کام بجنے لگا۔

"زوار میٹنگ روم میں آؤ۔" یہ کہہ کر بریگیڈئیر نے انٹر کام بند کر دیا۔

زوار کمرے سے نکل کر سیدھا میٹنگ روم میں چلا گیا۔

"آؤ میجر ان سے ملو، یہ ہیں عمر حیات خان، زویا کے کا کا اور پروفیسر کے قریبی دوست۔"

زوار ان سے ہاتھ ملاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

بریگیڈر افتخار نے زوار کو گہری نظر سے دیکھا۔

"زوار آج ہم تینوں تم سے مریم والی بات کرنا چاہتے ہیں۔"

زوار نے تیزی سے کچھ کہنا چاہا پر بریگیڈیر نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"جب بھی ہم نے تم سے ماضی پر بات کرنا چاہی، تم نے سننے سے انکار کر دیا مگر آج تمہیں ساری بات سننی ہوگی۔"

زوار کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں پر وہ خاموشی سے اپنے ڈیڈ کو دیکھ رہا تھا۔

ایک ریڈ کلر کی اسپورٹ کار انتہائی تیزی سے آکر سڑک کے کنارے آکر رکی، دونوں دوستوں نے اپنی باتیں روک کر کی سمت دیکھا۔ لمبا چوڑا کالی بڑی آنکھوں میں سنجیدگی چوڑی پیشانی اور ماتھے پر ہوا سے

گرے گھنے بال ڈینم جینز اور بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس جوان گاڑی سے اتر کر تیزی رفتاری سے دونوں کی سمت بڑھا۔

”ویلم ٹولندن گائز۔۔۔“ کہتے ہوئے گرمجوشی سے دونوں کے گلے لگا۔۔۔۔

لندن کی بھیگی فضا اور سڑک کے چاروں طرف خوبصورت لہلہاتے خوش رنگ پھول اور سڑک کے اطراف افراتفری میں چلتے لوگ ایسا لگ رہا تھا کہ ہر کوئی جلدی میں ہے۔ وہ ان دونوں کو لئے Hamstead انگلینڈ کا انتہائی پوش علاقہ جہاں زیادہ تر آرٹسٹ اور بڑے بڑے بزنس مینز کے بنگلے ہیں پوہنچا اور ایک بڑے سے اٹالین طرز پر بنے villa کے ڈرائیوے پر آکر گاڑی کی کھڑکی سے باہر ہاتھ نکال کر پھاٹک پر بنے سکریں پر رکھا اور گیٹ کھلتا چلا گیا۔ اندر آکر اس نے گاڑی ڈرائیوے پر روکی اور اپنے دوستوں کو لیکر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

Where are you Silvia where are you not"

".replying on my calls

سلویا کے فون اٹھاتے مارگریٹ غصے میں گر جتنا شروع ہو گئی۔

"مہنگی میں یونیورسٹی میں ہوں، کلاس ابھی ختم ہوئی ہے، اب میں سر رابرٹ کے آفس کے باہر بیٹھی اس سنگدل کا انتظار کر رہی ہوں، پتہ نہیں وہ آتا بھی ہے یا نہیں۔"

"سلویا ڈارلنگ تم اپنا ٹائم ویسٹ کر رہی ہو، میں آرہی ہوں فورڈ سر کی کال آئی تھی کہ تمہیں لیکر بال روم پہنچوں۔ وہاں آج ایک بڑا چیرٹی ڈنر arrange ہے اور پرنس چارلس بھی آرہے ہیں۔"

"So get up and meet me in parking"

مارگریٹ تیزی سے گاڑی چلاتی یونیورسٹی کی پارکنگ میں پہنچی سلویا اسے دیکھتے ہی ہاتھ ہلاتے ہوئے گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔

"سلویا کیا بات ہے آخر تم کیوں اپنا وقت اس آدمی کے پیچھے برباد کر رہی ہو جسے جانتی تک نہیں؟ ایسی بھی کیا خاص بات ہے؟"

"مبگی اس شام بار اینڈ گرل سے واپسی پر پارکنگ میں اس نے مجھے غنڈوں سے بچایا اور پھر انتہائی ملا متی نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنی جیکٹ سے میرے شانے ڈھک دیئے۔ میں اسکی نظریں بھلا نہیں پار ہی میں نے اس سے بات کرنے کی بہت کوشش کی پر وہ رکا نہیں اور اپنی سپورٹس کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔"

"تو کیا وہ تمہیں جانتا ہے یا کوئی یونیورسٹی فیلو ہے؟"

"نہیں مبگی وہ مجھے فزکس کے سررا برٹ کے ساتھ نظر آیا، وہ کوئی سٹوڈنٹ نہیں ہے بلکہ سررا برٹ کی request پر کسی research project میں مدد کر رہا ہے، میں اس سے ملنا چاہتی ہوں اب یہ مت پوچھنا کیوں، کیونکہ مجھے خود نہیں پتہ پر وہ مجھے دیکھتا تک نہیں اسٹون مین کا ہارٹ بھی اسٹون کا لگتا ہے۔"

وہ تینوں بال روم میں بیٹھے ہنسی مذاق میں مصروف تھے جب ہاؤس کیپر میری انکے لئے snacks اور چائے لے کر آئی۔ ریفریشمنٹ سرو کرنے کے بعد اس نے ان کو مخاطب کیا۔

"Sir what you like for dinner"

اس نے سر اٹھا کر دلکشی سے مسکراتے ہوئے میری کو دیکھا۔

"No Marry today we are going out for dinner"

میری سر ہلاتے ہوئے باہر کی جانب چلی گئی۔

میری کے باہر جاتے ہی اس نے اٹھ کر پردے برابر کئے اور میز کے اوپر رکھے ڈیکوریشن پیس کو ہلکے سے دبایا تو ایک کلک کی آواز آئی۔

"اب سنائیں برادر ذکیسے آنا ہوا؟ اور جانی بھائی مجھے اپنی ریسورس سے پتہ چلا ہے کہ ابھی آپ کچھ عرصہ کے لئے لندن پوسٹڈ ہیں اور آپ کی رہائش کا انتظام کرنا ہے تو یہ غیروں والی بات کیوں؟ آپ یہیں رہیں یہ بھی تو آپ کا ہی گھر ہے۔"

"ہمیں انٹیلیجینس سے اطلاع ملی ہے کہ فورڈ یہودی لوبی کے لئے کام کرتا ہے اور اس کے مقاصد کے لئے خفیہ معلومات فراہم کرتا ہے۔ ہمیں اس پر کڑی نظر رکھنی ہے۔ تاکہ اس کے منصوبے کو ناکام بنایا جاسکے۔"

"hmmm وہ سوچتے ہوئے بولا۔"

"آج شام ایک charity dinner ہے جہاں فورڈ کی موجودگی لازمی ہے کیونکہ وہ organizers میں سے ہے۔ آپ دونوں تیار ہو جائیں میں وہاں invited ہوں آپ میرے ساتھ چلیں اور اگر موقع ملتا ہے تو فورڈ کو اٹھا کر لے آتے ہیں، میں ایک گاڑی بال روم کے دائیں طرف کھڑی کروادیتا ہوں میں وہیں

رک کر سب میں مشغول رہو نگاویسے بھی میرا ارادہ 2 ملین پونڈ donate کرنے کا ہے جو سب کی توجہ کھینچ لے گا اور آپکو فورڈ کو لیکر وہاں سے نکلنا آسان ہو گا۔"

سلویا لائٹ گرین ایوننگ گاؤن اور گلے میں ڈائمنڈ کاسیٹ پہنے تیار تھی۔ سبز رنگ اس کی خوبصورت سبز بڑی جھیل سی آنکھوں سے میل کھا رہا تھا کمر پر پھیلے سنہری بال اس کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے بلا شبہ اسکا حسن اتنا دلکش تھا کہ کوئی بھی اس کے لئے تخت و تاج لٹا دیتا بھی وہ شیشے میں اپنے آپ کو دیکھ رہی تھی کہ ملازمہ اندر داخل ہوئی۔

"بے بی اگر آپ تیار ہیں تو چلیں سر فورڈ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

سلویا دونوں ہاتھوں سے اپنا گاؤن تھامے پیچ پیچ کر سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔

ہیرسن فورڈ پکا یہودی بزنس مین 40 سے اوپر عمر لمبا چوڑا ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنے منہ میں سگار دبائے سلویا کا انتظار کر رہا تھا۔

فورڈ کو سر کا خطاب ملکہ برطانیہ کی طرف سے دیا گیا تھا ویسے تو وہ برطانوی پارلیمنٹ کا رکن بھی تھا مگر در پردہ وہ یہودی لابی کے لئے کام کر رہا تھا جن کا مقصد فلسطین کا وجود دنیا سے مٹا کر اسرائیل کو تسلیم کروانا

تھا مگر ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمان تھے اور خاص کر پاکستانی انٹیلیجنس جو ہر دفعہ انکا پلان ناکام بنانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔

سر فورڈ سلویا کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اپنا سرگارا ایش ٹرے میں بھجایا اور سلویا کی طرف بڑھے۔

"You are looking beautiful darling"

سلویا نے فورڈ کا ہاتھ تھاما اور باہر کھڑی لیموزین کی طرف بڑھی باوردی ڈرائیور نے لیموزین کا دروازہ کھولا اور سلویا کے بیٹھنے کے بعد فورڈ بھی بیٹھ گیا۔ اور گاڑی اپنی منزل بال روم کی طرف روانہ ہوئی

وہ تینوں سوٹ پہنے ٹائی لگائے جانے کے لئے تیار تھے قیمتی سوٹ ٹائی اور مہنگے جوتے اور گھڑی پہنے وہ شہر کے رؤسا میں سے ایک لگ رہے تھے تینوں کی personality انتہائی متاثر کن تھی۔ عافی ابھی اپنی ٹائی درست کر رہا تھا کہ دروازہ بجا۔

"عافی بھائی آجائیں لیموزین تیار ہے پر میں اس سے پہلے آپ کو کچھ ڈیوائس دینا چاہتا ہوں جو آپ کی مدد کریگی۔"

عافی سر ہلاتا ہوا باہر نکلا کہ اسکے فون کی گھنٹی بجی وہ ان دونوں کو آگے جانے کا اشارہ کر کے فون کال لینے رکا۔ تقریباً دس منٹ فون پر بات کرنے کے بعد وہ اپنے وجیہ چہرے پر سنجیدگی لئے باہر نکلا۔

"کیا ہوا عافی بھائی سب خیریت ہے آپ اتنے سنجیدہ کیوں لگ رہے ہیں؟"

عافی نے اپنے دونوں دوستوں کو ایک نظر دیکھا۔

"ہائی کمانڈ سے کال تھی، وہ نہیں چاہتے کہ ابھی ہم فورڈ پر ہاتھ ڈالیں کیونکہ وہ ایک بڑی مچھلی ہے، اسکے غائب ہوتے ہی تہلکہ مچ جائیگا اور ہو سکتا ہے کہ پھر وہ لوگ اپنا پلان بدل ڈالیں۔"

"تو پھر اب کیا پلان کرنا ہے؟" خاموش طبع جانی نے پوچھا۔

"ابھی تو اسپر کڑی نظر رکھنے کے لئے کہا گیا ہے اسکی ساری فون کال اور ساری activities پر کڑی نظر رکھنا ہے اور ایک ایک بات ریکارڈ کر کے اوپر رپورٹ دینی ہے اور اس مقصد کے لئے ہمیں اس کے گھر میں گھس کر بگ اور کیمرے پلانٹ کرنے ہونگے۔"

"چھوٹے کیا تم ایک وین کا انتظام کر سکتے ہو جو کیمرے سکرین اور تمام equipments سے فلی لوڈڈ ہو۔"

کرنے والا۔۔۔ ابھی وہ اپنی سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ اسے ہال کے کونے پر ایک لڑکی کسی لڑکے سے تکرار کرتی نظر آئی اسے غور سے دیکھا وہ ایک اکیس سال کی انتہائی حسین دوشیزہ گہری سبز آنکھیں پشت پر پھیلے گئے سنہری بال سفید رنگت اور لال گال جو غصہ سے مزید متمتار ہے تھے بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی وہ اسے پہچان چکا تھا پہلے بھی وہ اس لڑکی کو چند بد معاشوں سے ایک مشہور ریسٹورانٹ کے باہر بچا چکا تھا۔۔۔۔۔ بحث کرتے ہوئے اس آدمی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا جسے وہ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی، اب وہ رہ نہ سکا اور میکائیکی انداز میں اٹھ کر باوقار انداز میں چلتا ہوا اسکے پاس پہنچا۔۔۔۔۔

"David leave my hand i am not intrested in you let me go"

یہ کہہ کر اس لڑکی نے دوبارہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔۔۔ وہ آگئے بڑھا اور ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھڑوایا۔

"She told you she is not intrested so leave or i will make u leave"

وہ انتہائی سخت لہجے میں بولا۔۔۔ وہ گورا اسے دیکھتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے اپنی تیز سانسوں پر قابو پایا اور اپنے نجات دہندہ کو دیکھا تو حیران رہ گئی بعض خواہشیں ایسے بھی پوری ہوتی ہیں۔۔۔ اسنے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔

Hello my name is Silvia Thanks a lot for saving me againMay i "

"know your good name plzz

وہ چند لمحے اسکے خوبصورت مرمریں ہاتھ کو دیکھتا رہا پھر اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنے مغرور انداز میں
گویا ہوا

" Shabbir Ahmad Khan "

زوار غور سے بریگیڈر افتخار کو سن رہا تھا، اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ زویا کی ماں اور خاص کر باپ
پروفیسر شبیر دونوں ہی اپنی جگہ ایک billionaire tycoon تھے، وہ شبیر خان زویا کے باپ کا نام سن
کر چونک گیا تھا، اس کے وجیہ چہرے پر گہری سوچ تھی، دوسری طرف زویا جو زوار سے ملنے نکلی تھی۔
دروازہ کی آڑ میں کھڑی غور سے سن رہی تھی، اپنے بابا کا نام سن کے چونک گئی، ابھی وہ اندر جانے کا سوچ
ہی رہی تھی کہ زوار کی آواز سنائی دی۔

"آپ کا یہ سب مجھے بتانے کا کیا مقصد ہے؟"

بریگیڈیر نے ایک نظر زوار پر ڈالی۔

"مقصد تمہیں خود ہی سمجھ آ جائیگا۔"

وہ تینوں چیرٹی ڈنر سے واپس آکر بیٹھے آگئے کاپلان ڈسکس کر رہے تھے کہ شبیر نے سراٹھایا۔

"عافی بھائی اب تو آپ یہیں پر پوسٹڈ ہیں تو بھابی اور میرے شیر زوار کو کب بلارہے ہیں؟ سر فورڈ کی نگرانی تو ابھی کچھ عرصہ چلے گی۔"

"چھوٹے یار"

"پلیز بھائی چھوٹا نہیں، شبیر ہے میرا نام۔" وہ تلملایا۔

"اوکے اوکے باس! اب سے ہم تمہیں باس کہینگے۔" یہ کہہ کر عافی نے جانی کو آنکھ ماری۔

"زوار تو آجکل جاپان میں کرائے کی جو نیئر چیمپئن شپ میں گیا ہوا ہے اور تمہاری بھابی جلد ہی ہمیں زوار کا بھائی یا بہن دینے والی ہیں۔"

"اویار بہت بہت مبارکاں۔" جانی یعنی جہانگیر اور شبیر اٹھ کر افتخار (جسے وہ پیار سے عافی کہتے تھے) کے گلے لگ گئے۔

"اچھا بس اب فیملی باتیں ختم اور مہربانی کر کے دوبارہ کام پہ فوکس کیا جائے۔" عافی ہنستے ہوئے بولے۔

"نہیں بھائی بس آپ بھابی اور زوار کو بلوائیں بلکہ میں اپنا جیٹ بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ آرام سے آجائیں۔"

سلویا اپنے بیڈ پہ لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی۔ شبیر بری طرح اس کے دل و دماغ پر چھا گیا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ شبیر پر اپنا دل کھول کر رکھ دے گی اور اگر وہ نہیں مانا تو... اس سے آگے سوچنا بھی اسکے لئے مشکل تھا۔ صبح سویرے اٹھتے ہی وہ بڑا دل لگا کر تیار ہوئی۔ اسے پتہ تھا کہ آج شبیر اپنے معمول کے مطابق پروفیسر رابرٹ سے ملنے یونیورسٹی ضرور آئے گا۔

سفید لباس پرل کی جیولری اور اپنے خوبصورت بالوں کو سفید ہی ربن میں لپیٹ کر وہ نیچے اتری۔ ڈائمنگ ٹیبل پر سر فورڈ اسکا انتظار کر رہا تھا۔ ملازمہ نے اسکے آتے ہی کرسی کھینچی

..... Good morning dady

اسنے فورڈ کو وش کیا اور ناشتہ شروع کیا کہ فورڈ نے اسے مخاطب کیا۔

"سلویا ڈارلنگ یونیورسٹی سے سیدھا گھر آنا۔ ڈیوڈ نے تمہیں پرپوز کیا ہے اسکے والدین آج شام کو آرہے ہیں۔"

سلویا نے شک میں آکر سر فورڈ کو دیکھا۔

"ڈیڈی میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی اور ڈیوڈ سے تو بالکل نہیں، پلیز آپ مجھے مجبور نہ کریں۔"

سلویا سر فورڈ کی اکلوتی بیٹی اس کے دل و جان سے بھی قریب تھی وہ اسے بہت چاہتا تھا اور اسکی خواہش تھی کہ سلویا کی شادی ڈیوڈ سے ہو جو ایک کٹر یہودی تھا اور بہت بڑا بیوپاری بھی۔

"سلویا۔" فورڈ نے سخت لہجے میں پکارا۔

".No more arguments baby see you in evening"

شبیر یونیورسٹی پہنچا، آج اسکا ارادہ پروفیسر رابرٹ کے ساتھ ریسرچ فائنل کرنے کا تھا تا کہ اب دوبارہ نہ آنا پڑے کیونکہ شام کو بھابی اور زوار آرہے تھے۔ اور اب وہ کچھ ٹائم ان کے ساتھ گزرنا چاہتا تھا۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے پروفیسر رابرٹ کے آفس کے قریب پہنچا تو باہر دروازے پر سلویا کھڑی اسکا انتظار کر رہی تھی وہ اسے نظر انداز کرتے آگے بڑھنے لگا تو سلویا نے اسکا راستہ روکا۔

"مسٹر شبیر کیا آپ پلیز میری بات سن سکتے ہیں؟" وہ آنکھوں میں ڈھیروں امیدیں لئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مس آپ راستے سے ہٹے میری ضروری میٹنگ ہے۔"

"شبیر پلیز! چلیں میں آپ کا ویٹ کر لیتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ مایوسی سے ایک طرف ہو کر منڈیر کے کنارے بیٹھ گئی۔

شبیر شام ڈھلے تقریباً 8 گھنٹے بعد باہر نکلا تو سلویا تیزی سے اٹھ کر اس کے پاس آئی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اب تک اسکے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"شبیر! کیا اب میں آپ سے بات کر سکتی ہوں؟" وہ التجاہیہ لہجے میں گویا ہوئی۔

"چلے پار کنگ میں چلتے ہوئے بات کرتے ہیں۔" وہ دونوں پار کنگ کی جانب روانہ ہوئے۔

"شبیر میں نے آپ کو جب سے دیکھا ہے آپ میرے دل و دماغ پر چھا گئے ہیں، مجھے آپ سے عقیدت اور محبت ہو گئی ہے۔۔۔" وہ جیسے ٹرانس کی کیفیت میں تھی۔۔۔

"اور میرے چاروں جانب بس "تم ہی تم" ہو مقدس ابراہیم کی قسم بس "تم ہی تم" وہ کھوئی کھوئی سی کیفیت میں بولے جا رہی تھی۔

شبیر نے انتہائی حیرت سے اپنی دیوانی کو دیکھا اور ایک ہاتھ سے اسے ہٹاتا ہوا اپنی کار میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ سلویا اپنی سبز خوبصورت آنکھوں میں آنسو بھرے اسکی کار کے سامنے آگئی۔

"شبیر اگر چھوڑ کر جا رہے ہو تو گاڑی مجھ پر سے گزار دو اور اگر تم یہ نہیں کرو گے تو میں خود ہی کسی بھی گاڑی کے نیچے آ جاؤں گی۔"

شبیر گاڑی سے اتر اچند لمحے گہری پرسوج نظروں سے اسے دیکھتا رہا جیسے اسے جانچ رہا ہو پھر اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کر تیزی سے گاڑی بھاگ کر لے گیا۔

وہ لب بھینچے گاڑی بھاگنے جا رہا تھا۔ سلویا سر جھکائے دونوں ہاتھوں کو ملتی رونے میں مصروف تھی۔ دریا ئے ٹیمز کے کنارے پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور سلویا کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے دریا کے پاس اپنی مخصوص جگہ پر آ گیا۔

"تم کون ہو؟ تمہارا پورا نام کیا ہے اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ تم میرے بارے میں کیا جانتی ہو؟ کیا تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم کیا کر رہی ہو؟"..... وہ سخت لہجے میں اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"میرا نام سلویا ہیرسن فورڈ ہے میں Jewish ہوں۔"

میں آپ کو جب سے جانتی ہوں جب سے آپ نے مجھے کچھ مہینے پہلے غنڈوں سے بچایا تھا، تب سے ہر ایک لمحہ صرف اور صرف آپ کو ہی سوچا ہے، میری mother نہیں ہیں اور father سے شاید آپ واقف ہوں سر فورڈ پارلیمنٹ ممبر۔"

فورڈ کے نام پر اس نے چونک کر سلویا کو دیکھا پروہ اسکی نظروں سے بے خبر اپنی کہے جارہی تھی۔

"جب اس رات آپ نے اپنی جیکٹ سے میرے شانے ڈھکے تھے اور پھر جب میں آپ سے چیریٹی ڈنر میں ملی، مجھے ایسا لگا اگر آپ میرے ساتھ ہیں تو میں ساری دنیا سے محفوظ ہوں۔ آپ کی جیکٹ آج بھی میرے پاس ہے، میں روز اسے چھو کر آپ کو محسوس کرتی ہوں۔"

شبیر اپنی دیوانی کو دیکھے جارہا تھا وہ دھیرے دھیرے اس کے دل کے تاروں کو چھو رہی تھی، اب اس کے دیکھنے کا انداز بدل گیا تھا وہ اس کے سرخ لبوں کو ہلتے دیکھ رہا تھا، پھر اچانک اس نے اپنی انگلی اسکے لبوں پر رکھ کر اسے خاموش کروایا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کیا اور اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا وہ دونوں بنا پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، پھر کچھ لمحوں میں سلویا کی نظر شرم سے بو جھل ہو کر جھک گئی۔ اسکے خوبصورت چہرے پر لالی چھا گئی تھی۔ شبیر کے لئے اس پر سے نظر ہٹانا مشکل ہو گیا وہ دھیرے سے اس کے کان کے پاس جا کر بولا۔

"I like your attitude and possivness about me"

یہ کہہ کر وہ دھیرے سے مسکرایا اور پھر دوبارہ سرگوشی کی۔

"مجھے اس راہ پہ لا کر اگر تم نے راستہ بدلاتو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگا۔"

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

تھوڑی دیر تک وہ سلویا کو اپنی بانہوں میں جکڑے محسوس کرتا رہا پھر دھیرے سے اس نے اسے اپنے آپ سے الگ کیا۔

"چلو آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔"

شیر گھر پہنچا تو ایک رونق لگی ہوئی تھی ابھی وہ اندر آیا ہی کہ 14 سال کا ایک انتہائی خوبصورت اچھے قد کاٹھ کا لڑکا بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور آکر لپٹ گیا۔

"شیری چاچو! میں نے آپ کو بہت مس کیا اور آپ کو پتہ ہے میں ورلڈ جو نیئر کراٹے چیمپئن شپ جیت کر آیا ہوں۔"

"واہ میرے شیر جی خوش کر دیا۔"

ابھی وہ دونوں باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ عالیہ بھابی اس کے قریب آئیں۔

"جب بھی تم چچا بھتیجے ملتے ہو باقی ساری دنیا کو بھلا دیتے ہو، بھائی ہم بھی یہاں آپ کی توجہ کے منتظر ہیں۔"

وہ زوار سے الگ ہوا اور بھائی کے آگے آکر انکے سر پر ہاتھ رکھا۔

”بھائی آپ زوار اور افتخار بھائی ہی تو میرا سب کچھ ہیں، جب سے mummy ڈیڈی کا انتقال ہوا ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کچھ نہیں کر پاتا۔“

”شیری چاچو آپ اندر چلیں اور ممی آپ پلیز میرے چاچو کو پریشان مت کریں.. چلیں چاچو میں آپ کو اپنی ٹرافی دکھاتا ہوں“.....

زوار شبیر کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف بڑھا جہاں جہانگیر اور افتخار نقشہ پھیلانے بیٹھے تھے، شبیر کو دیکھ کر انہوں نے مسکراہٹ پاس کی۔۔۔۔

”کیا بات ہے شیری بڑے کھلے کھلے لگ رہے ہو۔؟ ایک تو اتنی دیر سے آئے ہو اور سڑے ہوئے موڈ میں بھی نہیں ہو۔ کیا راز ہے اس خوشی کا؟“

”عافی بھائی آپ بھی نا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا کریں، خیر میرا پیچھا چھوڑیئے یہ بتائیں آپ دونوں حضرات کیا کر رہے ہیں۔۔؟“

افتخار نے زوار کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور پھر سنجیدگی سے مخاطب ہوئے۔۔

”آج رات ہم فورڈ کے گھر میں گھسنے کا پلان کر رہے ہیں، تمہارے نئے سسٹم کے ذریعے ہم فورڈ کے گھر کے سیکورٹی سسٹم کو جام کر دیں گے اور اندر جا کر مائیکروفون اور کیمرے لگا کر واپس آ جائیں گے۔۔۔ یہ کام آج ہی کرنا ہے کیونکہ جہانگیر کو کل واپس جانا ہے اور ویسے بھی ابھی ہمیں فورڈ پر صرف نظر رکھنے کا حکم ہے۔“

”عافی بھائی! کیا میں بھی ساتھ چلوں تاکہ اگر کوئی ٹیکنیکل پرابلم آئے تو آپ کی ہیلپ کر سکوں؟“

افتخار سوچ میں پڑ گئے جہانگیر نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

”سوچ کیا رہے ہو۔۔۔ اپنا چھوٹا اب جو ان ہو گیا ہے لے چلتے ہیں، ہر وقت لیب میں گھسارہتا ہے اچھا ہے نا تھوڑی چینیج اسکے لئے بھی۔“

”اوکے جینٹلمینز تیاری کریں، رات دو بجے ہم انشاء اللہ اپنے مشن پر ہونگے۔“

سلویا گھر واپس آئی تو سر فورڈ بے چینی سے اسکا انتظار کر رہے تھے۔

”میں نے تمہیں کہا تھا یونیورسٹی سے جلدی آنا ڈیوڈ کے والدین آرہے ہیں اور تم پوری شام گزار کر آرہی ہو۔۔۔ تمہیں احساس بھی ہے کہ تمہاری وجہ سے مجھے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی۔۔۔ وہ غصہ سے پھنکار رہا تھا۔۔۔

سلویا نے ہمت کر کے فورڈ کی طرف دیکھا اپنے سوکھے لبوں پر زبان پھیری۔

”ڈیڈ میں نے آپ سے کہا تھا میں ڈیوڈ سے شادی نہیں کرنا چاہتی وہ وہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔“

”کون ہے وہ جس کی وجہ سے آج تم اپنے باپ سے بغاوت کر رہی ہو؟ بولو کون ہے؟“ وہ چلایا۔

”ڈیڈ وہ میری زندگی ہے۔۔۔ ٹیکنالوجی کی دنیا کا بے تاج بادشاہ میرا شبیر۔۔۔“

فورڈ غصہ سے پاگل ہو گیا، اسکی اکلوتی بیٹی، اسکے ایمپائر کی وارث اور ایک مسلم سے پیار، وہ برداشت نہیں کر پارہا تھا، اس نے طیش میں آکر اپنی ہاؤس کیپر کو آواز دی۔

”لے جاؤ اس نافرمان لڑکی کو اور کمرے میں بند کر دو، میں کل ہی اسے تل ابیب پہنچانے کا انتظام کرتا ہوں۔“

”نہیں ڈیڈ آپ ایسا نہیں کریں گے ورنہ میں اپنے آپ کو ختم کر لوں گی۔“ سلویا ٹپ اٹھی۔

”تم جیسی نافرمان اولاد کا مر جانا ہی بہتر ہے۔۔۔۔۔ لے جاؤ اسے اور اسکے ہاتھ پیر باندھ کر اسکے کمرے میں بند کر دو۔“

رات کے دو بج رہے تھے چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور وہ تینوں فورڈ کی رہائش سے ذرا دور ایک کالی وین میں بیٹھے تھے بشیر اپنے سسٹم کو ایکٹیویٹ کر رہا تھا۔

”عافی بھائی! کیمرے اور الارم فریزر کر دیئے ہیں، ہمارے پاس صرف پینتالیس منٹ ہیں اپنا کام مکمل کرنے کیلئے۔“

تینوں نے جلدی سے ماسک چڑھائے اور بلڈنگ کی طرف چل دیئے۔۔۔۔۔ قریب پہنچ کر کتوں کو بیہوش کرنے کیلئے گیس چھوڑی۔۔۔۔۔

”جانی! تم پہلی اور شبیر تم دوسری منزل کو رکرو اور ٹھیک چالیس منٹ کے اندر اندر سب باہر وین میں ملیں گے۔“

شبیر دوسری منزل پر اپنا کام کر کے آخری کمرے کی جانب بڑھا اندر خاموشی سے داخل ہوا کہ اسے دبی دبی سسکیوں کی آواز سنائی دی، وہ تھوڑا آگئے بڑھا ٹارچ سے ہلکی سی روشنی ڈالی۔۔۔۔۔ سلویا نیند میں ڈوبی

سسکیاں لے رہی تھی، اسکے دونوں ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے اور اسکے خوبصورت چہرے پر غم بکھرا ہوا تھا، گالوں پر آنسوؤں کی لکیر جم سی گئی تھی وہ دھیرے سے اسکے قریب گیا وہ نیند میں اسکا نام لے رہی تھی۔

”شبیر مجھے بچالو۔۔ ڈیڈی مجھے نہیں جانا۔“

شبیر نے دھیرے سے اسکے چہرے کو تھپتھپایا، سلویا نے آنکھیں کھولیں اور ماسک میں موجود شبیر کو دیکھتے ہی چیخ مارنے کیلئے منہ کھولا۔۔ اسنے تیزی سے اپنا ہاتھ اسکے منہ پر رکھا اور اسکے کان میں سرگوشی کی۔

”سلویا یہ میں ہوں شبیر ہاتھ ہٹا رہا ہوں چیخ مت مارنا۔“

شبیر نے اپنا ہاتھ ہٹایا اور اپنا ماسک اوپر کی طرف کیا، وہ شبیر کو دیکھتے ہی بے آواز رونے لگی۔ شبیر نے تاسف سے اسکے بندھے ہاتھ دیکھے، سلویا کی تکلیف اسے اپنے دل میں محسوس ہوئی، ٹائم کم تھا اس نے تیزی سے اسے رسی سے آزاد کیا۔

”تمہارا یہ حال کس نے کیا ہے؟“ وہ سانپ کی طرح پھنکارا۔

ہاتھ پیر آزار ہوتے ہی وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اس سے لپٹ گئی، شبیر نے اسے کسی قیمتی شے کی طرح اپنے بازوؤں میں چھپالیا۔

”شبیر پلیز مجھے بچالو، میں تمہارے علاوہ کسی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتی اور ڈیڈ مجھے صبح ہوتے ہی زبردستی تل ابیب بھیج دیں گے، مجھے بچالو یا مار دو“.....

”شش چپ“ شبیر نے اس کے سر پر بوسہ لیا۔ ”اٹھو اور ابھی میرے ساتھ چلو۔“

جاری ہے

"تم ہی تم"



سیما شاہد



زویا دروازے کی آڑ میں سر جھکائے خاموشی سے بریگیڈر افتخار کی باتیں سن رہی تھی وہ ابھی تک اپنی ماں کے وجود سے انجان تھی اس نے جب بھی اپنے بابا سے اپنی ماں کے بارے میں پوچھا تو کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا اور اب وہ دل پر ہاتھ رکھے یہ داستان سن رہی تھی کہ اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسکے منہ سے زوردار چیخ نکلی۔

زوار زویا کی آواز سن کر بجلی کی تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔

زویا کی چیخ نکلتے ہی بلال نے تیزی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"کون ہو تم اور اتنی خاموشی سے یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

اس سے پہلے زویا کوئی جواب دیتی زوار نے تیزی سے آگے بڑھ کر بلال کا ہاتھ زویا کے منہ پر سے ہٹایا اور ایک جھٹکے سے بلال کو دور کیا۔ اور زویا کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

"کیا ہو زویا تم ٹھیک تو ہو؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟" شور کی آواز سن کر کرنل اور عمر بھی آگئے تھے عمر کو دیکھتے ہی زویا تیزی سے انکی جانب بڑھی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر رونے لگی۔

"کاکا آپ کہاں چلے گئے تھے؟ بابا کہاں ہیں؟ آپ سب لوگ یہاں کس کی باتیں کر رہے ہیں؟"

عمر نے زویا کے سر پر ہاتھ رکھا اور بے بسی سے کرنل کو دیکھا جو بلال کو یہاں دیکھ کر حیران تھے۔

"بلال تم یہاں کیا کر رہے ہو تمہیں تو صبح بلایا تھا؟" وہ گویا ہوئے۔

بلال نے خفگی سے کرنل کو دیکھا۔

"ڈیڈ آپ کے اچانک نکاح والے میزائل حملے کے بعد مجھ سے رہا نہیں گیا، سوچا صبح کا کیا انتظار شہید ہی تو

ہونا ہے ابھی ہی چل پڑتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ زوار کی جانب بڑھا اور بڑی گرم جوشی سے اس کے گلے لگا۔

"زوار بھائی کیسے ہیں آپ؟ واللہ عرصہ ہو گیا آپ کو دیکھے۔"

زوار نے اسے آہستگی سے اپنے سینے سے ہٹایا اسکے چہرے پر خفگی تھی۔

"کیا زوار بھائی ناراض کیوں ہیں یا کیا آپ بھی میری بارات میں شامل ہونے آئے ہیں؟" -----

اس سے پہلے کہ زوار کچھ کہتا یا پوچھتا بریگیڈر افتخار نے ان سب کو متوجہ کیا۔

"کیا شور مچا رکھا ہے، میجر اینڈ کیپٹن آپ دونوں فوراً اندر آئیں، اور زویا بیٹی آپ اپنے روم میں جائیں

-----"

زوار نے بلال کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود چلتا ہوا زویا کے پاس آیا جو عمر کے ساتھ کھڑی تھی۔

"زویا چلو میں تمہیں روم تک چھوڑ آؤں۔"

زویا نے سختی سے عمر کا ہاتھ تھام لیا اور ڈبڈبائی نظروں سے عمر کو دیکھا اس کی نظروں میں غم تھا التجا تھی وہ جانا نہیں چاہتی تھی وہ اپنے باپ کے بارے میں سب کچھ جانا چاہتی تھی۔

عمر نے زوار کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود زویا کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آیا۔

"بریگیڈر اور کرنل جناب میری گزارش ہے کہ زویا کو بھی اس داستان ماضی کے بارے میں جاننے کا حق ہے۔ تاکہ اسے بھی فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔" یہ کہ کر عمر نے زویا کو اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھا لیا۔

بلال دلچسپی سے زویا کو دیکھ رہا تھا، وہ لمبی مردانہ ہڈی اور پینٹ میں ملبوس اسکی توجہ کھینچ رہی تھی، ہڈی سے اسکے سنہری بال باہر جھانک رہے تھے اور رونے کی وجہ سے اس کی ناک اور گال لال ہو چکے تھے زوار اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کر چکا تھا وہ مٹھیاں بھینچے اٹھا۔

"Bilal stop staring at her she is out of your league"

"بلال نے تیزی سے اٹھ کر زوار کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "Relax بھائی میں تو صرف یہ دیکھ رہا تھا کہ یہ پرنسس یہاں پر راستہ بھٹک کر کہاں سے آگئی۔"

"She is not your princess bilal" وہ غصے سے دھاڑا۔

"Gentleman keep quite and sit down with no more arguments"

بلال نے خاموشی سے سب کے سنجیدہ چہروں کی جانب دیکھا پھر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا ڈیڈی اور انکل میں چلتا ہوں، لگتا ہے میری آمد سے آپ سب ڈسٹرب ہو گئے ہیں۔"

برگیڈر افتخار نے پرسوج نظروں سے بلال کو دیکھا، پھر کرنل سے مخاطب ہوئے۔

"جہانگیر میرے خیال سے بلال کو بھی سب پتہ ہونا چاہئے جس طرح ہم زوار کو فیصلہ کرنے کا حق دے رہے ہیں، ویسے ہی بلال کو بھی تمام آگاہی ہونی چاہئے۔"

عافی اور جانی بہت دیر سے وین کے پاس کھڑے شبیر کا انتظار کر رہے تھے، ابھی عافی دوبارہ اندر جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اسے شبیر کسی کے ساتھ آتا نظر آیا دنوں نے اپنی گنز پر گرفت مضبوط کر لی۔

"عافی بھائی آرام سے، یہ میں ہوں شبیر اور یہ میرے ساتھ ہیں۔"

"مگر شبیر!!" عافی جھنجھلا گیا۔

"بھائی آپ چلیں میں آپکو راستے میں تفصیل سے بتاتا ہوں۔"

وہ لوگ فوراً وہاں سے روانہ ہوئے اور شبیر نے انہیں سلویا کے بارے میں بتانا شروع کیا، عافی اور جہانگیر

دونوں کے چہروں پر بلا کی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی گھر پہنچ کر وہ سلویا کو لیکر میٹنگ روم میں آ گئے۔

عافی تھوڑی دیر تک ان لوگوں کو دیکھتے رہے۔

"سلویا تمہیں اندازہ ہے کہ تمہارا باپ تمہیں ڈھونڈنے میں زمین آسمان ایک کر دیگا اور کوئی بعید نہیں وہ

شبیر تک پہنچ جائے اور تم دونوں کو نقصان پہنچائے۔"

سلویا آنکھوں میں آنسو بھرے کبھی عافی اور کبھی شبیر کو دیکھ رہی تھی کہ شبیر کھڑا ہوا اور سلویا کو ہاتھ

پکڑ کر کھڑا کیا۔

"عافی بھائی! سلویا اب میری ذمہ داری ہے اور مجھ میں اتنا دم ہے کہ میں اسے ہر آفت اور مصیبت سے

بچا سکوں، آپ ٹھہریئے میں اسے روم میں چھوڑ کر آتا ہوں۔"

وہ سلویا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھا کیونکہ گیسٹ روم میں بھابی وغیرہ ٹھہرے ہوئے تھے، بیڈ روم میں آکر اس نے سلویا کو بیڈ پر بٹھایا۔

"تم آرام سے اس روم میں رہو، میں صبح تم سے ملتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ جانے لگا تو سلویا نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ڈبڈبائی نظروں سے دیکھتے ہوئے بھیگے لہجے میں بولی۔

"شبیر میں نے تمہیں مشکل میں ڈال دیا ہے، اس سے پہلے کہ میرے ڈیڈ تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں تم پلیز مجھے کسی شیلٹر ہاؤس میں چھوڑ آؤ۔"

شبیر مڑا اور جھک کر اس کے آنسو انتہائی انہماک سے صاف کرنے لگا۔۔۔ وہ جھنجلا گئی۔

"شبیر! میرے ڈیڈ بہت خطرناک ہیں، میں ہی تمہیں اس راہ پر لائی تھی، اگر میری وجہ سے تمہیں کچھ ہو گیا تو....."

شبیر نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اور آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور اس کی سبز خوبصورت آنکھوں میں دیکھنے لگا، سلویا نے کچھ کہنے کی کوشش کی، پر اس نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کر دیا اور دھیرے سے اسے گلے لگا کر بچوں کی طرح تھپکنے لگا، کچھ لمحوں کے بعد اسے الگ کیا، بیڈ روم فرج سے پانی نکال کر دیا اور اسے بغور دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

No one is or ever could be perfect for me than you !!!!! I love you"

"سلویا میں نے تمہیں ابتدا میں ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے اس راہ پر لا کر تم راستہ نہیں بدل سکتی، مجھ میں اتنا دم ہے کہ تمہاری حفاظت کر سکوں، تم ہر قسم کی فکر و پریشانی اب مجھ پر چھوڑ دو، میں ہوں نا، تم اب آرام کرو میں صبح ہوتے ہی ہماری شادی کا انتظام کرواتا ہوں۔"

دھیرے سے اسکے ماتھے پر بوسہ لیتے ہوئے وہ الگ ہوا اور باوقار انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب اس کا رخ میٹنگ روم کی طرف تھا جہاں عافی اور جہانگیر اسکا انتظار کر رہے تھے۔

"عافی بھائی اور میرے پیارے جانی بھائی! اس سے پہلے کہ آپ مجھے کچھ کہیں، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں سلویا کو پسند کرتا ہوں اور شادی کا وعدہ کر چکا ہوں، مجھے اچھی طرح حالات کا اندازہ ہے اور پھر آپ جیسے بھائیوں کے ہوتے ہوئے کیا مجھے ڈرنا چاہئے؟ ویسے بھی فورڈ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، آپ اچھی طرح میری سیکورٹی کے انتظام جانتے ہیں۔"۔۔۔۔۔

"مگر شبیر وہ یہودی ہے اور تم مسلمان۔" عافی نے سر پکڑ لیا۔

"عافی بھائی! مسلم مرد ایک اہل کتاب سے شادی کر سکتا ہے اور میں اسے اسلامی تعلیمات دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ وقت کے ساتھ وہ مسلمان ہو جائیگی اور بحیثیت مرد اسکی حفاظت کی ذمہ داری میری ہے، وہ میرے لئے اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئی ہے، میں اسے بچ میں نہیں چھوڑ سکتا۔"

سلویا سوکراٹھی تو ایک خوبصورت سی ایشین خاتون کمرے میں موجود تھیں، ان کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ تھی اور وہ دیکھنے میں پریگنٹ لگ رہی تھیں۔ سلویا کو اٹھتے دیکھ کر وہ اسکے قریب آئیں اور پیار سے اسکے بال سنوارتے ہوئے کہا۔

"میں کب سے تمہارے اٹھنے کا انتظار کر رہی ہوں۔ میرا نام عالیہ ہے اور میں تمہارے ہونے والے hubby کی بھابی ہوں اور آج سے تمہاری بڑی بہن ہوں۔"

سلویا کی آنکھوں میں انکی محبت اور شفقت دیکھ کر آنسو آ گئے۔

"چلو اب رونا بند کرو اور شاہ لیکر تیار ہو جاؤ، ہمیں رجسٹر ار آفس جانا ہے تمہاری اور شمیر کی شادی کے لئے۔" وہ ایک خوبصورت سفید برائڈل ڈریس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولیں۔ سلویا حیرت سے ڈریس کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ میں اور شبیر صبح ہی لیکر آئے ہیں، اس نے رات ہی کو اپنے پرسنل ڈیزائنر کو ڈریس کے لئے کہہ دیا تھا اب تم سوچو نہیں شاور لو ڈریس چنچ کر، میں بھی اتنے میں تیار ہو کر آتی ہوں، پھر تمہیں بھی آکر تیاری میں مدد کرونگی۔"

عالیہ بھابی سلویا کو تیار کروا کر نیچے ہال میں لیجانے لگیں تو سلویا نے انکے چمکتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

"آپ نے سر پر اتنا لمبا کپڑا کیوں پہنا ہے؟"

"سلویا یہ کپڑا نہیں، ہم اسے دوپٹہ کہتے ہیں، ہمارے کلچر میں کوئی بھی لڑکی بنا دوپٹے بنا سر ڈھکے گھر سے

باہر یا مردوں کے سامنے نہیں آتی ہیں۔"

سلویا نے انھیں ایک نظر دیکھا اور پھر دھیمی آواز میں بولی۔

"تو پھر میرا ڈوپ آئی مین کپڑا کدھر ہے؟"

عالیہ یہ سن کر بہت حیران ہوئی اور سلویا کو ٹھہرنے کا اشارہ کر کے اپنے کمرے میں گئی اور اپنے سامان سے

لال رنگ کا ستاروں کے کام والا دوپٹہ ڈھونڈ کے لائی اور سلویا کے سر پر سیٹ کر دیا۔

شبیر ہال میں سب کے ساتھ کھڑا سلویا کا انتظار کر رہا تھا، زوار نے سوال پوچھ پوچھ کر اسکا ناک میں دم کر دیا تھا، اس بچے کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا دن کے بارہ بجے سب اتنے نک سک سے تیار کہاں جا رہے ہیں۔

"زوار ادھر آؤ۔" افتخار نے اسے آواز دی۔

"جی ڈیڈ!"

"بیٹا آج آپکے شیری چاچو کی شادی ہے، اب آپ انکو تنگ کرنا بند کرو۔"

عالیہ سلویا کو لیکر نیچے اتر رہی تھی جب زوار کی نگاہ پڑی۔

"ڈیڈ انکل شیری چاچو وہ دیکھیے ممی کی ساتھ "فیری" آرہی ہے۔"

شبیر نے اس جانب دیکھا سلویا سفید لباس جس پر سنہری موتیوں کا کام تھا لال دوپٹہ اور اس سے جھانکتے سنہری لمبے بال جو اس کے حسین چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھے نظریں جھکائے نیچے اتر رہی تھی، شبیر اسے دیکھ کر مبہوت رہ گیا، وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھے جا رہا تھا، اس کے ماں باپ کے انتقال کے بعد یہ پہلا رشتہ تھا جو وہ بنانے جا رہا تھا۔ سلویا آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی تو اسکا سکتہ ٹوٹا مگر اب عافی اور جہانگیر کو اسکا ریکارڈ لگانے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ ہنستے مسکراتے دو گاڑیوں میں بیٹھ کر یہ قافلہ رجسٹرار آفس روانہ ہوا۔

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

فورڈ کا غصے سے برا حال تھا، سلویا غائب تھی اور تمام سیکورٹی کیمروں میں کوئی ریکارڈ نہیں تھا، یہاں تک کہ گارڈز کو بھی کچھ پتہ نہیں تھا، آخر ایک نازک سی لڑکی جس کے ہاتھ پیر بھی بندھے ہوئے تھے کیسے غائب ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنے سیکورٹی انچارج کو بلایا۔

"سلویا کا پتہ کرو لاسٹ ٹائم اس نے ایس اینڈ ایس سائنس کارپوریشن کے مالک شبیر سے اپنی کمٹمنٹ کا ذکر کیا تھا۔ شبیر کو ٹریس کرو وہ یقیناً اس کے ساتھ ہوگی، مجھے فوراً ان کے مقام کی اطلاع کرو۔"

تقریباً تین گھنٹوں کی تلاش کے بعد فورڈ کو اطلاع ملی کہ شبیر رجسٹرار آفس میں ہے کسی لڑکی کے ساتھ جو یقیناً سلویا ہی ہوگی کیونکہ وہ اس لڑکی کا چہرہ نہیں دیکھ پائے تھے۔ فورڈ نے کچھ لمحے سوچ کر فون اٹھایا۔

"جوننا تھن اپنے شوٹرز کی ٹیم کو تیار کرو اور فوراً رجسٹرار آفس پہنچو میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔"

رجسٹرار کے سامنے شادی کی رسومات کے بعد وہ احاطے میں آئی، بے وہاں جہانگیر مولوی کو لئے کھڑے تھے، وہیں انکا نکاح بھی پڑھوایا گیا۔ جہانگیر نے انھیں وہیں کھڑا رہنے کو کہا اور خود مولوی

صاحب کو لیکر باہر کی جانب گیا۔ مولوی کو چھوڑتے ہی جہانگیر تیزی سے واپس آیا اور عافی اور شبیر کو لیکر ایک کونے پر گیا۔

"عافی! شبیر! باہر تقریباً 4 گاڑیوں میں موجود کچھ لوگ اس انداز سے کھڑے ہیں جیسے نگرانی کر رہے ہوں مجھے لگتا ہے وہ فورڈ کے آدمی ہیں۔"

عافی نے عالیہ کو سلویا کے ساتھ ٹھہرنے کو کہا اور خود جہانگیر کے ساتھ دیوار سے چلتا ہوا پچھلے دروازے کی طرف گیا۔ چاروں طرف کچھ مخصوص مشکوک قسم کے افراد کھڑے ہوئے تھے اور انکی نظر مین گیٹ کی طرف تھی، وہ دونوں واپس پلٹ کر آئے۔

"کیا ہو عافی بھائی situation کیا ہے؟" شبیر انہیں دیکھتے ہی لپک کر آیا۔

"چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے، باہر نکلے تو وہ فائر بھی کھول سکتے ہیں۔" جہانگیر نے کہا۔

"عافی میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آرہا ہے۔ کیوں نا شبیر گھر سے وین منگوائے اور ڈرائیور بیک پر لے

آئے کیونکہ اگر ہم پارکنگ سے گاڑی نکالینگے تو انہیں شک ہوگا، جب وین آجائے تو شبیر سلویا اور زوار کو باہر بھیجا جائے اور اسی وقت میں تم اور عالیہ بھابی پارکنگ میں چلیں، بھابی کو ہم کور کر لینگے۔ انکی توجہ ہماری طرف ہوگی اور شبیر کو نکلنے کا موقع مل جائے گا۔"

"نہیں عافی بھائی۔ جانی بھائی ایسا کرنے سے وہ عالیہ بھابی پر سلویا کا شک کریں گے اور میں اپنی بھابی کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔"

"پاگل مت بنو شبیر، تم سلویا اور زوار کو لیکر نکلو فوراً ڈرائیور کو کال کرو اور سیدھے اپنے ہیلی پیڈ پر جانا اور سویڈن پہنچ کر سیف ہاؤس رپورٹ کرنا، ہم تمہیں انشاء اللہ وہیں ملیں گے۔"

شبیر چلتا ہوا سلویا کے پاس آیا۔

"سلویا اور زوار بیٹا! آپ دونوں میرے ساتھ چلیں گے۔ ابھی تھوڑی دیر میں ڈرائیور آتا ہوگا، ہم پیچھے سے نکلیں گے اور زوار بیٹا آپ اپنی سلویا آنٹی کا خیال رکھو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔" یہ کہہ کر شبیر گاڑی کا انتظام کرنے چلا گیا۔

سلویا کے خوبصورت چہرے پر خوف کی پرچھایاں تھیں وہ اپنے باپ کو اچھی طرح جانتی تھی، ابھی وہ سوچ میں گم تھی کہ زوار نے اسکا ہاتھ ہلایا اور انگریزی میں گویا ہوا۔

"کیا میں آپ کو فیری کہہ سکتا ہوں؟"

سلویا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"دیکھیں فیری! آپ پریشان مت ہوں، میں آپ کے ساتھ ہوں، آپ کو پتہ ہے کہ میں ورلڈ جونیر کرائے چیمپئن ہوں، میں سب کو مار دوں گا آپ پریشان مت ہوں۔"

سلویا نے مسکرا کر اس پیارے سے لڑکے کو دیکھا اور جھک کر پیار سے اسکے گال پر کس کی۔

زوار شرم سے لال ہو گیا تو سلویا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ شبیر جو سب لوگوں کے ساتھ اس طرف آرہا تھا سلویا کو ہنستے دیکھ کر دل سے خوش ہوا۔

"کیا بات ہے زوار ٹائیگر تم نے اپنی سلویا آئی کو ہنسا دیا۔"

"شیری چاچو یہ سلویا آئی نہیں میری فیری ہیں۔"

جہانگیر نے ہنستے ہوئے عافی کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یاریہ اپنا زوار تو لٹو ہو گیا ہے اب شبیر کا کیا ہو گا۔"

"عافی بھائی زوار تو میرا شیر ہے شیر، اگر میری کبھی بیٹی ہوئی تو بس یہ شیر میرا داماد بنے گا۔"

"چلو بھی سلویا تمہاری بیٹی کا مستقبل تو آنے سے پہلے ہی محفوظ ہو گیا ہے۔" عالیہ شرارت سے بولیں۔

سلویا کارنگ شرم سے سرخ پڑ گیا تھا اور شبیر مسکراہٹ دبائے اسے دیکھے جا رہا تھا کہ زوار کو پھر کھجلی ہوئی۔

"شیری چاچو! آپ فیری کو دیکھنا بند کریں embarass ہو رہی ہیں۔"

اتنی مشکل صورتحال میں بھی یہ پاکستانی فوج کے جیالے ثابت قدمی سے کھڑے تھے تاکہ سلویا اور عالیہ کو کوئی پریشانی نہ ہو ابھی وہ سب باتیں کر رہے تھے کہ شبیر کا فون بجا، تھوڑی دیر بات کر کے شبیر نے فون رکھ دیا۔

"گاڑی آگئی ہے۔"

"ٹھیک ہے تم زوار اور سلویا کو لیکر نکلو، میں جہانگیر اور عالیہ کو لیکر نکلتا ہوں، عالیہ آپ اپنا چہرہ جھکالیں اور جہانگیر ہمیں عالیہ کو ایسے کور کر کے چلنا ہے کہ وہ سمجھ نہ پائیں کہ یہ سلویا ہے یا کوئی اور۔ ہم سیدھے یہاں سے پاکستانی consulate پہنچنے اور پھر سویڈن شبیر سے ملنے جائینگے۔"

"اوکے gentleman" یہ کہہ کر عافی عالیہ کا ہاتھ پکڑ کر جہانگیر کے ساتھ چل دیئے۔

شبیر سلویا اور زوار کو لیکر بیک ڈور سے نکلا اور تیزی سے وین میں بیٹھ گیا اور ڈرائیور کو ہیلی پیڈ کی طرف چلنے کا حکم دیا، ابھی گاڑی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ شبیر کے چہرے پر سختی سی آگئی، اس نے ڈرائیور کو گاڑی سائیڈ روڈ پر روکنے کو کہا، گاڑی کے رکتے ہی شبیر نے ڈرائیور کی چھٹی کر دی اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا، اتنے میں سلویا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"شبیر کیا میں تمہارا فون استعمال کر سکتی ہوں؟"

شبیر نے سر ہلاتے ہوئے فون اس کی طرف بڑھایا۔

سلویا نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے ڈیڈ سر فورڈ کو فون ملایا جیسے ہی فون اٹھا وہ بنار کے شروع ہو گئی۔

Dad it's me Silvia and if you didn't stop chasing me i will ask Queen "

" to help me and i will go to media against youchoice is all your's

فورڈ کے منہ سے گالیوں کا طوفان شروع ہو گیا اور سلویا نے روتے ہوئے فون بند کر کے شبیر کی جانب

بڑھایا۔

"سلویا میں نہیں چاہتا کہ تم اپنے باپ کی عزت کا تماشا بناؤ۔"

"نہیں شبیر انہیں سمجھانا ہو گا کہ میں بھی انسان ہوں اور میری بھی کوئی خواہشات ہیں اور مرضی ہے۔"

کچھ لمحوں کے بعد فائرنگ کی آواز آنا بند ہو گئی۔ شبیر گاڑی موڑ کر واپس دوسرے راستے پر جا رہا تھا اسے بھابی اور دونوں دوست جیسے بھائیوں کی فکر تھی کہ کہیں اس فائرنگ سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔

انکی گاڑی سڑک کے بیچ کھڑی تھی، چاروں شیشے فائرنگ سے ٹوٹ چکے تھے، پولیس کے سائرن کی آوازیں قریب آرہی تھیں، شبیر تیزی سے اتر کر گاڑی کی جانب بڑھا، عافی اور جہانگیر تو خیریت سے تھے مگر عالیہ بھابی کو دھچکے لگنے اور شیشے ٹوٹ کر لگنے سے چوٹ لگی تھی اور وہ درد سے بلبلا رہی تھیں، شبیر کو دیکھتے ہی عافی نے عالیہ کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی میں لیکر بیٹھ گیا، باقی سب بھی تیزی سے گاڑی میں بیٹھے اور ہسپتال روانہ ہوئے۔ عالیہ کا درد سے برا حال تھا، ہسپتال پہنچتے ہی اسے emergency میں لے جایا گیا وہ سب باہر بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔

"شبیر تم سلویا کو لیکر نکلو، ہم یہاں سے فارغ ہو کر تم سے contact کرتے ہیں۔" عافی نے پیشانی ملتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔" سلویا کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔ "میں یہاں سے نہیں جاؤنگی جب تک سسٹر عالیہ کی طرف سے اطمینان نہ ہو جائے میں یہاں سے نہیں ہل سکتی۔"

کچھ گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹر نے آکر بیٹی ہونے کی اطلاع دی جسے سنتے ہی عافی سجدے میں گر گئی۔ عالیہ کے روم میں شفٹ ہوتے ہی وہ سب اندر آئے وہ ننھی سی معصوم پری اپنی آنکھیں موندھے سو رہی تھی۔ سلویا نے اپنی باری آنے پر اس معصوم پری کو اپنی گود میں اٹھایا تو وہ ہلکے سے مسکائی۔

"فیری دیکھیں بے بی سائل کر رہی ہے۔" زوار بڑے شوق سے بولا۔

"یہ تو بہت ہی معصوم اور مقدس ہے بالکل پاک بی بی مریم جیسی۔" سلویا نے سب کی دیکھتے ہوئے کہا۔

عالیہ نے ایک نظر عافی کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے بولیں۔

"ہم اپنی اس بچی کا نام مریم افتخار رکھتے ہیں۔ اسکی چاچی کی پسند پر۔"

سلویا کی آنکھیں اس عزت اور مان پر بھر آئیں۔

"شیری چاچو دیکھیں فیری پھر رو رہی ہیں، کیا یہ رونے والی فیری ہیں؟" زوار شیری کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

افتخار نے آکر زوار کو شیری سے الگ کیا اور آگے بڑھ کر سلویا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"خدا تمہیں لمبی عمر دے اور سدا خوش رکھے۔"

پھر وہ مسکراتے ہوئے شبیر کی جانب مڑے۔

"شبیر اب سب ٹھیک ہے جو ان تم سلویا کو لیکر گھر جاؤ، آج تمہارا ٹائم ہے، ہم کل جب عالیہ کو ڈسچارج کرینگے تب گھر آجائینگے۔"

"ٹھیک ہے بھائی، پر میں زوار کو لے جاتا ہوں، وہ بچہ ہسپتال میں تھک جائیگا۔"

"نہیں شیریں چاچو! میں مریم کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ آفٹر آل وہ میری سسٹر ہے۔" زوار نے منہ بسورا۔

"ارے میرے شیر بہن اکیلی تھوڑی ہے تمہارے ڈیڈ ساتھ ہیں۔"

یہ کہہ کر شبیر نے زوار کو زبردستی گود میں اٹھالیا اور سلویا کو اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھا۔

تھوڑی دیر بعد جہانگیر نے بھی اجازت چاہی، انہیں فلائٹ پکڑنی تھی۔

شبیر سلویا اور زوار کو لیکر گھر پہنچا، زوار تھک چکا تھا، آج اس نے اتنا ایکشن اور ہنگامہ دیکھا تھا کہ اسکی مہم جو طبیعت خوش ہو گئی تھی، اب وہ نیند میں تھا۔ شبیر نے اسے اس کے روم میں لا کر لٹایا اور ماتھے پر پیار کر کے باہر نکل گیا۔

سلویا ہال روم میں کھڑی تھی جب شبیر چلتا ہوا اس کے پاس آیا، تھوڑی دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پہ آئی سنہری لٹ کو ہٹایا اور دھیرے سے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکرایا۔

..... welcome to my life---Silvia"

..... no one makes my heart happier the way you do it

....No one makes me smile as much as you do

".....I love every thing about you sweet heart

یہ کہہ کر اس نے سلویا کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا اور اپنے بیڈروم کی جانب بڑھا۔

فورڈ شکستہ حال پریشان اپنے گھر میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ سلویا سے بات کر کے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنی سب سے قیمتی چیز اپنی اکلوتی بیٹی کو کھو چکا ہے۔۔۔۔۔ مگر ڈیوڈ اپنا آپ کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا اسکی ہونے والی بیوی اب ایک مسلمان کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔ غصہ اور طیش نے اسے حیوان بنا دیا تھا اس نے سوچ لیا تھا جب بھی موقع ملا وہ بدلا ضرور لے گا۔۔۔۔۔

سلویا جب سو کر اٹھی تو سر سے پیر تک شبیر کی محبتوں کی بارش میں ڈوبی ہوئی تھی، اسکے ہونٹوں پر ایک دھیمی شرمیلی سی مسکان تھی۔۔۔ شبیر بے خبر سو رہا تھا اور وہ محبت آمیز نظروں سے اسے تک رہی تھی۔۔۔ اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ مغرور شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والا شخص اسکا ہو چکا ہے۔۔۔ سلویا نے دھیرے سے جھک کر نرمی سے اسکی پیشانی پر گرے بال ہٹائے تو شبیر نے اچانک آنکھیں کھول دیں، وہ جھجک کر پیچھے ہٹی تو شبیر نے اسے کھینچ کر اپنی آغوش میں بھر لیا۔۔۔ ماتھے پر پیار کیا اور جذبوں سے چور لہجے میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔

”نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک ہو۔“

افتخار اور عالیہ اپنی ننھنی پری کے ساتھ گھر جانے کو تیار تھے، عالیہ کی حالت زیادہ بہتر تو نہیں تھی پر وہ ہسپتال میں رکنے کو تیار نہیں ہو رہی تھی لحاظہ عالیہ کی ضد پر ہتھیار ڈالتے ہوئے افتخار شبیر کو فون کرنے لگے۔

شبیر تیار ہو کر افتخار اور عالیہ کو لینے نکل گیا اس نے سلویا اور زوار کو گھر پر رک کر انتظار کرنے کو کہا۔۔۔ زوار اپنی چھوٹی سی بہن کو دیکھنے کیلئے مچل رہا تھا سلویا اسے بہلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

”زوار مائی لو چلو ہم مریم کیلئے روم ڈیکوریٹ کرتے ہیں اور ایک بڑا سا کیک بھی بیک کریں گے۔“

”اور فیری ہم کیک پر بہت ساری چاکلیٹ اور کینڈی لگائیں گے۔“ زوار خوشی سے بولا

سلویا نے ولی ہنستے ہوئے اسکے بال بگاڑے اور زوار کو لیکر ایک بڑے سے اٹالین طرز پر بنے کچن میں آگئی ملازم کو ڈیکوریشن کا سامان لانے کا آرڈر کیا اور پھر کیک بنانے میں لگ گئی، اسے زیادہ کچھ کام تو نہیں آتا تھا پر بیکنگ کا شوق تھا۔۔۔ وہ دونوں مل کر کیک بنانے میں مشغول ہو گئے۔۔۔

شبیر افتخار اور عالیہ کو لیکر گھر پہنچا تو زوار اور سلویا نے بڑی گرمجوشی سے ویلم کیا۔۔۔

عالیہ ابھی بہت کمزور تھی، اسے بھرپور آرام کی ضرورت تھی۔۔۔ سلویا نے مریم اور زوار کی ذمہ داری بڑی محبت اور خوشدلی سے اٹھالی تھی، اسے ان دونوں بچوں سے بے پناہ لگاؤ اور محبت ہو گئی تھی اور زوار تو جیسے اپنی بہن کا دیوانہ تھا وہ مریم کا رونا یا تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

وقت گزر تا جا رہا تھا افتخار نے الگ ہونے کی بہت کوشش کی پر سلویا اور شبیر راضی نہیں ہوئے۔۔۔ عالیہ کی خوش اخلاقی اور عبادت گزاری نے سلویا پر بڑا اثر کیا تھا، وہ دھیرے دھیرے اسلام کی طرف مائل ہو

رہی تھی۔ مریم بھی اب چھ ماہ کی ہو چکی تھی، بہت ہی پیاری گول مٹول اور سرخ گالوں والی کیوٹ سی بچی جو سب کی آنکھ کا تارا تھی....

اور زوار تو اپنی بہن کا دیوانہ تھا، وہ اسکول میں بھی مشکل سے وقت گزرتا تھا۔

سلویا آج صبح سے بے چینی محسوس کر رہی تھی، اسے اپنی طبیعت بوجھل سی محسوس ہو رہی تھی، شام میں زوار کی سالگرہ کا اہتمام تھا پر وہ بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی۔

شبیر کمرے میں داخل ہوا تو سلویا کو بستر پر دراز دیکھ کر اس کے پاس آیا۔

"خیریت تو ہے تم اتنی نڈھال کیوں لگ رہی ہو؟"

"پتہ نہیں صبح سے چکر آرہے ہیں۔" وہ نقاہت سے گویا ہوئی۔

شبیر نے اسے پیار سے اٹھایا۔

"چلو ہمت کرو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں یا پھر ڈاکٹر کو بلوالیتا ہوں۔"

سلویا سر تھامے ہوئے اٹھی پھر دوبارہ چکر کھا کر گر گئی۔

"بس بہت ہو گیا۔" یہ کہہ کر وہ اٹھا اور اپنی فیملی ڈاکٹر کی فون ملانے لگا۔

عالیہ بھی سلویا کے پاس آگئی تھی جب ڈاکٹر نے چیک اپ کر کے pregnancy کی خبر سنائی۔

شبیر کا خوشی کے مارے برا حال تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ اس نے فوراً مسجد کا رخ کیا، صدقہ خیرات کرنے کے بعد گھر پہنچا تو سلویا تک سک سے تیار اسکا ویٹ کر رہی تھی۔

"آپ کہاں چلے گئے تھے؟ زوار کی برتھ دے پارٹی سٹارٹ ہونے کو ہے، چلئے جلدی سے تیار ہو جائیں۔"

اس نے سلویا کو اپنے بازوؤں میں احتیاط سے سمیٹا اور ماتھے سے ماتھا ٹکرایا۔

"تم خوش تو ہونا؟ میرا تو خوشی سے برا حال ہے، اب کوئی ہمارا اپنا ہوگا، بس میں نے سوچ لیا ہے مجھے ایک کیوٹ سی بے بی چاہئے، بالکل تمہارے جیسی سبز آنکھوں اور سنہری بالوں والی پری سلویا اور شبیر کی پری۔"

سلویا نے ہنستے ہوئے اسے پرے دھکیلا۔

"جناب ابھی بہت وقت ہے۔ آپ تیار ہو جائیں ورنہ زوار نے آپ کا جینا حرام کر دینا ہے۔"

زوار کی برتھ دے کی چھوٹی سی پارٹی اپنے عروج پر تھی۔

چھوٹی سی مریم قلقاریاں مارتی اپنے بھائی کی گود میں تھی اور پوری کوشش سے زوار کی انگلیوں کو کاٹنے میں لگی تھی جس سے زوار کو بہت excitement ہو رہی تھی، تھوڑی دیر بعد زوار شبیر کے پاس آیا۔

"شیری چاچو آپ تو بہت بڑے scientist ہیں کیا آپ کوئی ایسا فارمولا نہیں بنا سکتے جس سے مریم جلدی سے بڑی ہو جائے۔"

شبیر نے نرمی سے مریم کو زوار کی گود سے لیا، وہ شبیر کی گود میں آکر کسمائی پھر اپنی بھوری آنکھوں سے اسے گھورنے لگی، شبیر نے گدگدایا تو ہنس پڑی اس نے پیار سے اسکا ماتھا چوما۔ سلویا عالیہ کے ساتھ بیٹھی شبیر کو دیکھ رہی تھی جو آدمی بچوں سے اتنا پیار کرتا ہے وہ اپنی اولاد کو تو دیوانوں کی طرح چاہیگا، اسے شبیر پر فخر محسوس ہو رہا تھا وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھی اور شبیر کی جانب چل دی جو زوار سے لگا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے ٹائیگر بہن کو جلدی کیوں بڑا کرنا ہے؟"

"چاچو مجھے اسے کراٹے سکھانے ہیں، مجھے ویک لڑکیاں اچھی نہیں لگتیں، بہت جلدی میں آرمی ٹریننگ میں چلا جاؤنگا تو پھر ٹائم نہیں ہوگا، اسلئے میں جلدی سے مریم کو سٹر انگ کرنا چاہتا ہوں۔"

"او میرے چھوٹے کمانڈو ابھی آرمی میں جانے میں ٹائم ہے، اچھا چلو مجھے کچھ سوچنے دو۔۔۔"

سلویا نے دھیرے سے شبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ شبیر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر آنکھ کے اشارے سے پوچھا کیا ہوا۔ وہ دھیرے سے آگے آگئی اور نظریں جھکا کر بڑے مضبوط لہجے میں گویا ہوئی۔

"مجھے آپ کے ساتھ پر فخر ہے مگر میں چاہتی ہوں جب ہمارا بچہ اس دنیا میں آئے تو اسکے دونوں مسلمان ماں باپ اس کا استقبال کریں۔ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں کیا ہم ابھی مسجد جاسکتے ہیں میں اب اور دیر کرنا نہیں چاہتی ہوں۔"

وقت تیزی سے گزر رہا تھا، مریم ایک سال کی ہو چکی تھی، وہ ایک نہایت خوبصورت اور چلبلی بچی تھی جو اپنے بھیا زوار کی لاڈلی تھی۔ سلویا کا pregnancy period بھی تیزی سے گزر رہا تھا، وہ مسلمان ہو چکی تھی مگر شبیر نے اسکے ماں باپ کا دیا نام نہیں بدلاتھا، جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا دونوں کے درمیان محبت بڑھتی جا رہی تھی اور بلاآخر ایک دن۔

"فیری چلیں آپ کی واک کا ٹائم ہو رہا ہے اور شیر کی چاچو نے کہا ہے کہ آپ کی بات نہیں سننی اور آپ کو پورے 15 منٹ تک واک کروانا ہے پھر میں آپکو جوس بھی پلاؤنگا۔" زوار بڑی ذمہ داری سے اپنا فرض نبھارہا تھا۔

ابھی سلویا زوار کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی ہی تھی کہ درد کی ایک تیز لہر اٹھی، زوار نے تیزی سے اسکا ہاتھ تھاما۔
"ٹھہریں گھبرائیں نہیں زور سے سانس لیں۔"

سلویا بمشکل مسکرائی، زوار کا IQ اپنی عمر کے بچوں سے کہیں زیادہ تھا اور وہ کوئی بھی کام بغیر معلومات کے نہیں کرتا تھا، جب سے شبیر نے دیکھا کہ سلویا دو اکھانے پینے کی چور ہے تو اس نے اپنے شیر زوار کو اسکی دیکھ بھال کی ذمہ داری دے دی تھی، اسے پتہ تھا زوار پورا ہٹلر ہے وہ سلویا کی جان نہیں چھوڑے گا اور سلویا کو اسکی ماننا ہی پڑے گی۔

سلویا کو دیکھتے ہوئے زوار نے اپنی ممی کو آواز دی۔ عالیہ نے آکر سلویا کو فوراً ہسپتال جانے کا فیصلہ کیا اور شبیر کو کال کی کہ وہ بھی سیدھا ہسپتال پہنچ جائے۔

شبیر تیزی سے کار دوڑاتا ہسپتال پہنچا تو سلویا کو لیبر میں لے جایا جا چکا تھا۔ کچھ گھنٹوں کے انتظار کے بعد ڈاکٹر باہر آئی اور شبیر کو ایک لڑکی کا باپ بننے کی خوش خبری سنائی۔

شبیر اجازت ملتے ہی اندر گیا، سلویانڈ ہال تھی پر اس کے چہرے پر ممتا کا نور تھا۔ شبیر نے دھیرے سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور چلتا ہوا بے بی کاٹ تک پہنچا۔

..... A brand new smile .

..... A whole new laugh

A special very special new person

.is added to my world

.My little Angel Zoya Shabbir Khan

.....,

کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، سب دم سادھے بیٹھے تھے۔ زویا نے اپنی نظریں اٹھا کر زوار کو دیکھا جو لب بھینچے غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ زویا کو دیکھ رہا تھا۔ زویا سے نظر ملتے ہی اس نے اپنی نظر اس پر سے ہٹالی، وہ اسکی آنکھوں میں اپنے لئے اجنبیت دیکھ کر حیران رہ گئی۔ زوار اپنی آنکھیں بند کئے

تھوڑی دیر تک اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا، پھر ایک جھٹکے سے اٹھا اور بریگیڈیئر افتخار اور کرنل جہانگیر کی طرف مڑ کر انتہائی مہذب لہجے میں گویا ہوا۔

"ویل سر میرا مشن مکمل ہو چکا ہے، ٹارگٹ آپ کے پاس ہے، اب اجازت دیں مجھے کل کی فلائٹ سے واپس جانے کے انتظام کرنے ہیں۔"

"میسر زوارا بھی بات ختم نہیں ہوئی ہے۔"

"کرنل صاحب! "وہ بات کاٹتے ہوئے بولہ" میرے لئے ساری بات ختم ہو چکی ہے، مس زویا آپ کے پاس ہیں مشن ختم میرا کام ختم، "وہ حتمی لہجے میں بولا۔

زویا اس کے لہجے کی اجنبیت دیکھ کر حیران تھی، جیسی بریگیڈیئر افتخار نے زوار کو متوجہ کیا۔

"ابھی زویا کو مزید security کی ضرورت ہے اور ہمارا ارادہ تمہیں یہ ذمہ داری دینے کا ہے۔"

"نہیں سر! آپ کی ٹیم میں مجھ سے کئی بہتر آفیسرز موجود ہیں، میں انٹر سٹڈ نہیں ہوں۔"

"اچھا تو پھر صبح تک تو رک جاؤ، بلال تو تمہارا عزیز دوست اور بھائی ہے اگر تم زویا کی ذمہ داری نہیں اٹھانا چاہتے تو پھر بلال اور زویا کے نکاح میں شریک ہو کر جانا۔"

ایک بم تھا جو زویا کے سر پر پھٹا تھا، اب جب وہ اپنا دل زوار کو دے بیٹھی تھی کیسے کسی اور کے ساتھ نکاح کر لیتی۔ اس نے زخمی نگاہوں سے زوار کی جانب دیکھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ زوار اسکا ساتھ کیوں چھوڑ رہا ہے وہ تو کسی کی نظر اس پر برداشت نہیں کر سکتا تو اب

مگر زوار نظریں چراتا excuse کر کے کمرے سے باہر چلا گیا، زویا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔
عمر نے زویا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بیٹا یہ نکاح کا فیصلہ آپ کی پروٹیکشن کے لئے ہے آپ بالکل پریشان نہ ہوں اللہ کے اوپر چھوڑ دیں۔"
"مگر کا کا پلیز ایسا مت کریں، بابا کو تو آنے دیں۔"

"دیکھو زویا تھوڑا اپنے آپ کو مضبوط کرو، پروفیسر ابھی ایسی جگہ ہیں جہاں سے وہ واپس نہیں آ سکتے۔"
زویا کو ایک انجانے خوف نے گھیرا۔

"کیا مطلب کا کا کہاں ہیں میرے بابا پلیز بتائیں ورنہ میں مر جاؤنگی۔"

برگیڈر افتخار کرنل کو اشارہ کرتے کمرے سے باہر چلے گئے کرنل نے عمر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور خود زویا کے پاس آئے۔

"زویا بیٹی اپنا دل مضبوط کرو اور کل صبح نکاح کی تیاری کرو، ہم تمہارا برا نہیں چاہتے اور بلال ایک اچھا فیصلہ ہے، وہ تمہاری حفاظت بھی کریگا اور خیال بھی رکھے گا، ویسے بھی ابھی رخصتی نہیں ہوگی صرف نکاح ہو گا تاکہ ہم قانونی طور پر تمہاری رکھوالی اور حفاظت کر سکیں۔"

پھر کرنل نے اپنا رخ بلال کی جانب کیا۔

"بلال تم زویا کو اس کے روم میں چھوڑ کر آؤ، دائیں جانب تیسرا کمرہ۔ عمر چلیں ہمیں کل کے انتظام بھی کرنے ہیں۔"

بلال زویا کے قریب آیا۔

"hmmm تو پرسنس زویا اب میں اتنا بھی برا اور ڈراؤنا نہیں ہوں کہ آپ مجھ سے نکاح کا سن کر روئے چلی جا رہی ہیں۔"

وہ خاصی دلچسپی سے زویا کو دیکھ رہا تھا پر جب زویا کا رونا بند نہیں ہوا تو اس نے زویا کے سر پر ہاتھ رکھا تو زویا بدک کر پیچھے ہوئی تو وہ ہنس پڑا۔

"او کے او کے نہیں لگاتا ہاتھ مگر یار ایک نظر مجھ غریب کو دیکھ تو لو، یقین کرو اتنا برا نہیں ہوں۔"

زویاٹس سے مس نہیں ہوئی تو بلال نے آخر تیر آزمایا۔

"ٹھیک ہے پرنس زویا اگر تم مجھے نہیں دیکھو گی تو میں کل ہی ڈیڈ سے رخصتی کی ڈیمانڈ کر دوں گا، اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

زویا نے اپنی بھیگی سرخ آنکھیں اٹھائیں، بلال تو اسکی سبز آنکھوں میں لال ڈورے دیکھ کر ایک لمحے کو مبہوت ہو گیا جب کہ زویا غور سے بلال کو دیکھ رہی تھی۔ لمبا قد کسرتی جسم مضبوط بازو آنکھوں میں شرارت بلاشبہ وہ ایک ہینڈ سم جوان تھا پر زویا کے دل پر تو زوار قدم جما چکا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ بلال سے کیسے کہے کہ وہ اس نکاح کے لئے منع کر دے پر ازلی بزدلی آڑے آرہی تھی۔

"او کے پرنس! مجھے گھورنا بند کرو، چلو میں تمہیں کمرے میں چھوڑ دوں، اب تو کل ہی تفصیل سے ملاقات ہوگی۔"

یہ کہہ کر بلال نے زویا کو چلنے کا اشارہ کیا اور اس کے کمرے کے دروازے پر رک کر دروازہ کھولا۔

"My lady go and try to have some sweet dreams about me"

زویا اندر آکر بیڈ پر بیٹھ گئی وہ بہت الجھی ہوئی تھی اپنے ماں باپ کے بارے میں جان کر اسے خوشی ہوئی تھی، اب وہ اپنے نانا فورڈ کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ شاید نانا مجھ سے ملکر بابا کی معاف کر دیں۔ پھر دوبارہ سے اسکا ذہن بلال سے نکاح پر چلا گیا جس کے لئے وہ بالکل تیار نہیں تھی مگر کوئی بھی اسکی مرضی جاننے کی کوشش ہی نہیں کر رہا تھا اور اوپر سے زوار کا رویہ یہ سب سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ رات گزرتی جا رہی تھی وہ ہمت کر کے اٹھی اور زوار کے کمرے کے دروازہ پر پہنچ کر رک گئی کچھ دیر ٹھہر کر اس نے دستک دینے کے لئے دروازے کو ہاتھ لگایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اندر زوار نے چونک کر دروازے کو دیکھا تو زویا برے حال میں کھڑی تھی اسکی آنکھوں سے آنسو بہے چلے جا رہے تھے اس سے پہلے کہ زوار اسے کمرے سے نکالتا وہ آگے بڑھی اور زوار کے کندھے پر سر رکھ کر شدت سے رونے لگی، زوار کا شانہ بھیگتا جا رہا تھا اس نے اس لڑکی کو شدت سے چاہا تھا مگر اب اسکا دل پتھر ہو گیا تھا، اس نے دھیرے سے زویا کو خود سے الگ کیا۔

"زویا تم یہاں کیوں آئی ہو جاؤ اپنے کمرے میں۔" وہ ضبط سے بولا۔

"میجر سر! آپ پلیز سب کو روکیں، وہ میرا نکاح کر رہے ہیں، پلیز سر میں میں آپ کو پتہ ہے ناپلیز انھیں روکیں۔"

"زویا جو ہو رہا ہے ہونے دو، چلی جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچا دوں۔"

زویا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"آپ مجھے ایسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں، یاد کریں آپ نے مجھے قول دیا تھا کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے آپ مجھے کبھی نہیں چھوڑینگے۔ آپ اپنے قول سے کیسے پھر سکتے ہیں۔"

وہ ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اسکا معصوم خوبصورت چہرہ شدت گریہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ سنہرے گھنے بالوں کی آبشار اسکے چہرے کے اطراف پھیلی ہوئی تھی سبز آنکھوں میں جدائی کا خوف تھا۔ زوار نے ایک گہری آخری نگاہ اسپر ڈالی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر دروازہ کی طرف بڑھا اسکا ارادہ اسے کمرے سے باہر نکالنے کا تھا جیسے ہی دروازہ کھولا بریگیڈر افتخار کھڑے تھے جو زوار سے ملنے اور ایک اور بار اسے سمجھانے آئے تھے۔ بریگیڈر افتخار نے گہری نظروں سے ان دونوں کو دیکھا اور اندر آ کر دروازہ بند کیا۔

کرنل جہانگیر عمر کے ساتھ بلال کے پاس آئے جو ابھی تک میٹنگ روم میں تھا۔

"بلال تمہیں زویا سے نکاح پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

اس بچی کو کسی ہمدرد اور مضبوط سہارے کی ضرورت ہے کیا تم اسکی حفاظت کا ذمہ لیتے ہو؟ ویسے بھی ابھی صرف نکاح کرنا ہے، اسکے بعد ہم زویا کو افتخار کے ساتھ کینیڈا بھیج دیں گے اور رخصتی اسکی تعلیم مکمل ہونے کے بعد۔ اس طرح زویا کو اس رشتے کو سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع مل جائے گا۔"

کر نل نے اسے تفصیل بتائی۔

"پرڈیڈ زویا کے بابا پروفیسر شبیر کدھر ہیں؟"

"بلال شبیر کی شہادت ہو چکی ہے اور زویا اس بات سے لاعلم ہے، ہم اسے ابھی یہ خبر دے کر شاک نہیں دینا چاہتے ہیں۔" اسے پروفیسر کے بارے میں تفصیل سے بتاتے ہوئے گویا ہوئے۔

بلال تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔

"میری سیاچن پوسٹنگ صرف ایک ماہ کی رہ گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ ایک ماہ زویا ہمارے گھر آپکی نگرانی میں آرام سے رہ سکتی ہے، آپ نکاح کے ساتھ ہی رخصتی بھی کریں، میں اپنے سے منسلک رشتوں کو اچھی طرح نبھانا جانتا ہوں اور ٹرسٹ می میں زویا پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔"

کرنل جہانگیر بلال کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئے۔

"او کے بلال میں افتخار سے بات کرتا ہوں مگر آخری فیصلہ افتخار کا ہی ہو گا۔"

بریکڈرائف افتخار نے زویا کو بیڈ پر بٹھایا پیار سے اس کے آنسو پونچھے۔

"تمہاری ماں سلویا میری بہن تھی، اس نے اپنی جان میری اولاد کے لئے ہار دی، اگر تم ایسے روؤ گی تو میرے دل کو تکلیف ہو گی۔ تمہارے دل کی بات میں جانتا ہوں، میں ہر ممکن کوشش کرونگا کہ تمہارے حق میں جو بہتر ہو وہی فیصلہ خدا مجھ سے کروائے۔"

"اور زوار تم کسی کی سنے بغیر ایسے کیسے زویا کو چھوڑ کر جانے کا فیصلہ کر سکتے ہو، مانا کہ مریم تمہیں بہت عزیز تھی مگر یہ مت بھولو کہ وہ میری اولاد تھی اور اسکی موت میں زویا یا شیریں کا کوئی قصور نہیں تھا، بعض چیزیں نظر کا دھوکہ بھی ہوتی ہیں۔"

"ڈیڈ جیسا چل رہا ہے چلنے دیں، ایک محبت میں نے غلطی سے انجانے میں کر لی مگر اب میرے اندر کچھ بھی نہیں ہے، کوئی احساس یا جذبات کچھ نہیں ہے، پچھلے کچھ دنوں میں میں نے بہت کچھ پلین کر لیا تھا مگر ابھی آپ مجھے مت روکیں، میرا چلا جانا ہی بہتر ہے۔"

ایک لمحہ رک کر اس نے زویا کو دیکھا

”مس زویا آپ کو نئی زندگی مبارک ہو۔“

چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا، اس پر شکوہ عمارت کو چاروں طرف سے دہشت گردوں نے گھیر لیا تھا پھر اشارہ ملتے ہی انہوں نے گیس بم اندر پھینکنے شروع کر دیئے۔۔۔۔۔ کچھ منٹ انتظار کرنے کے بعد چھ نقاب پوش اندر داخل ہوئے اور ایک ایک کمرے کو چیک کرنے لگے، بالآخر ایک کمرے میں وہ انکو نظر آگئی۔۔۔۔۔ انہوں نے تیزی سے اس کے بیہوش وجود کو اٹھایا اور باہر کی طرف چل دیئے۔۔۔۔۔ تیزی سے اپنی بکتر بند گاڑیوں میں بیٹھے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔ گاڑی چلاتے ہوئے ایک آدمی جو انکا سربراہ لگ رہا تھا اس نے ٹرانسمیٹر سے کال ملائی۔۔۔۔۔ اور عربی زبان میں گویا ہوا

”مادام ہمارے ساتھ ہیں مشن کامیاب رہا۔۔۔۔۔“

”نظر کا دھوکہ؟ کیا مطلب ڈیڈ؟“ زوار نے الجھ کر پوچھا۔ بریگیڈر افتخار زویا کے پاس بیٹھ گئے اور اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"تمہیں یاد ہو گا زوار کہ زویا کی سا لگرہ قریب تھی۔"

سلویا گنگناتے ہوئے زویا اور مریم سے کھیل رہی تھی، اسکی آنکھوں میں خوشیوں کی چمک تھی جب شبیر اندر دے قدموں داخل ہوا وہ چند لمحے رک کر اپنی خوبصورت بیوی اور بچیوں کو مستی کرتے دیکھتا رہا، پھر دھیرے سے آکر اس نے سلویا کو پیچھے سے آغوش میں بھر لیا اور پیار سے گردن سے اس کے سنہری بالوں کو ہٹاتے ہوئے کان میں سرگوشی کی۔

Two hearts..... Beat in harmony"

".Two lives Join together in love yours and mine

سلویا نے جھجک کر پیچھے ہونا چاہا پر شبیر نے اسکی کوشش ناکام بنادی تو وہ دھیرے سے آنکھیں موند کر بولی۔

"پلیز شبیر چھوڑیں نا، دیکھیں مریم اور زویا دیکھ رہی ہیں۔"

شبیر نے آہستگی سے اسے الگ کیا اور مریم کے گالوں کو چومتے ہوئے زویا کو گود میں لیا، زویا اپنے باپ کو دیکھتے ہی کھکھلانے لگی جس سے اس کے سامنے کا اکلوتا دانت نظر آنے لگا۔

"سلویا دیکھو آج زویا کا دانت کچھ بڑا نہیں لگ رہا۔"

"جناب آپ کی صاحبزادی ایک سال کی ہونے والی ہے، چلیں اب آرام کی نہیں ہو رہی، یاد ہے نا ہمیں آج زویا کی برتھ ڈے پارٹی کی شاپنگ پہ جانا ہے۔"

"حد ہے یار میں تو سوچتا تھا گوری سے شادی کی ہے مگر تم تو ان معاملوں میں ہم دیسیوں سے بھی آگے ہو۔" وہ اسے چھیڑتا ہوا بولا۔

"چلو تم زویا اور مریم کو ہال میں لیکر چلو، میں بس دو منٹ میں آیا۔"

سلویا دونوں بچیوں کو لیکر ہال میں آئی جہاں زوار عالیہ بھابی کے ساتھ بحث میں مصروف تھا۔

"کیا ہو رہا ہے بھابی یہ زوار کا موڈ کیوں آف ہے؟"

"بس اپنے ڈیڈ کو مس کر رہا ہے، صاحب زادے کی ضد ہے کہ وہ بھی اپنے ڈیڈ کے ساتھ مشن پر جائیں گے۔" عالیہ بری طرح عاجز آئی ہوئی تھی۔

"بھابی افتخار بھائی کب واپس آرہے ہیں شبیر تو کہہ رہے تھے کہ آج آجائینگے۔"

"بس انشا اللہ شام تک آجائینگے، تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے؟"

"بھابی میں بچوں کو لیکرویسٹ فیلڈ مال جارہی ہوں انکے پورٹریٹ بنوانے ہیں اور تھوڑی شاپنگ کرنی ہے آپ بھی چلیں۔"

"نہیں سلویا! یہ گھر آئیں اور میں نہ ہوں تو انہیں اچھا نہیں لگتا، ایسا کرو تم سب جاؤ، میں افتخار کے آتے ہی انکے ساتھ تمہیں جوائن کر لوں گی۔۔۔۔"

سلویا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھی اور بچوں کو لیکر ڈرائیوے پر آگئی جہاں شبیر انکا انتظار کر رہا تھا۔ دونوں بچیوں کو کارسیٹ پر بٹھایا pram (بچہ گاڑی) ڈیڑگی میں رکھی، زوار کو الگ شیشے والے ڈور پر بٹھایا اور یہ قافلہ ہنستا مسکراتا لندن کے سب سے بڑے مال کی جانب روانہ ہوا۔

فورڈ ابھی ابھی پارلیمنٹ کے اجلاس سے واپس آیا تھا، سلویا کو گھر چھوڑے سال سے بھی زیادہ ہو گیا تھا، اس نے سلویا پر نظر رکھی ہوئی تھی اسے اب بھی امید تھی کہ وہ ایک دن واپس آجائے گی پر جب سے اسے زویا کی پیدائش کا پتہ چلا تھا وہ بے چین تھا، وہ نہیں چاہتا تھا اسکا خون اسکی نواسی ایک مسلمان گھر میں پلے، ویسے بھی ڈیوڈ اسے اکثر شبیر کے خلاف ایکشن لینے کے لئے بھڑکاتا رہتا تھا۔

ہاؤس کیپر نے آکر فورڈ کو ڈیوڈ کے آنے کی اطلاع دی۔

"اندر بھیجو۔"

ڈیوڈ اندر آیا اور مصافحہ کرتا ہوا صوفے پر براجمان ہو گیا۔

"انکل فورڈ میری اطلاع کے مطابق آج سلویا پہلی بار بچوں کے ساتھ بغیر گارڈز کے ویسٹ مال میں آرہی ہے، اس سے اچھا موقع پھر نہیں ملے گا، ہمیں سلویا کو واپس لیکر آنا ہے۔"

فورڈ گہری سوچ میں گم تھا جب ڈیوڈ نے اسے پھر متوجہ کیا۔

"آپ کیا سوچ رہے ہیں؟ ہم یہودیوں کا اعلیٰ خون ایک مسلمان کے ساتھ، میرا تو خون کھولتا ہے۔ میں جب تک اس شبیر سے انتقام نہ لے لوں مجھے چین نہیں آئے گا، میں چلتا ہوں اور اب سلویا کے ساتھ ہی واپس آؤنگا۔" وہ تیز قدموں سے اٹھ کر بغیر رکے اور سنے باہر چلا گیا۔

فورڈ نے اپنے دائیں ہاتھ جو ناتھن کو فون ملایا۔

"جوناتھن فورڈ ویسٹ فیلڈ مال پہنچو اور سلویا کو ٹریس کرو، اس پر نظر رکھو مجھے ہر حال میں سلویا اور اس کے ساتھ موجود بچی چاہئے، تم میرے آنے تک وہاں ویٹ کرو اور اپنے ساتھیوں سے کہہ کر مال کے کیمرے فریز کروادو۔"

سلویا اور شبیر تینوں بچوں کو لے کر فوٹو شاپ گئے جہاں ان تینوں کا فوٹو session ہوا، پھر زویا اور مریم کو پر ام میں بٹھایا، سلویا مریم کی پریم دھکیل رہی تھی اور شبیر زویا کی اور ٹائیگر زوار کسی چو کننا باڈی گارڈ کی طرح سلویا کا ہاتھ پکڑے چل رہا تھا، وہ تیسری منزل سے اکسیلیٹر کے زیرے نیچے کی طرف آرہے تھے کہ جب اچانک سائیڈ سے دو کرخت چہرے والے گورے انکے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے اور سلویا اور شبیر کی کمر سے پستول لگا دی۔

وہ دونوں بچوں کے ساتھ وہیں تیسری منزل پر سیڑھیوں کے پاس رک گئے۔ سلویا خوف زدہ نظروں سے شبیر کو دیکھ رہی تھی۔ ان دونوں کو کور کرنے کے چکر میں وہ لوگ زوار کو بھول گئے تھے جس نے اچانک سے اپنا ایک ہاتھ رکھ کے ایک آدمی کے ہاتھ پر مارا اور اچھل کر کک دوسرے آدمی کو ماری، وہ لوگ اسے بچہ سمجھ رہے تھے پر اس نے ان دونوں کی دھلائی شروع کر دی، شبیر نے تیزی سے نیچے جھک کر گن اٹھائی، پر اسی لمحے ڈیوڈ جو دور سے یہ سب دیکھ رہا تھا، تیزی سے آگے بڑھا اور سلویا کی پریم میں سے مریم کو اٹھا لیا اور شبیر کو ہتھیار ڈالنے کو کہا۔۔۔

اس نے بڑی بے رحمی سے مریم کو اٹھایا ہوا تھا، اس کے ہاتھ اس معصوم بچی کے اندر گڑ رہے تھے، وہ تکلیف کی شدت سے تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی، زوار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ وہ تیزی سے ڈیوڈ کی جانب بڑھا پر شبیر نے جو نیچے سے اندر داخل ہوتے افتخار اور عالیہ بھابی کو دیکھ چکا تھا، ان کے اشارے پر زوار کو جکڑ لیا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ زوار کی ذرا سی غلطی سے مریم کو یا خود زوار کو نقصان پہنچے۔ سلویا ڈیوڈ کو دیکھ رہی تھی، اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"ڈیوڈ مریم کو چھوڑ دو، تمہیں پر اہلم مجھ سے ہے میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں پر مریم کو چھوڑ دو۔" وہ گڑ گڑائی۔۔۔۔۔

ڈیوڈ نے بے رحمی سے سلویا اور شبیر کو دیکھا۔

"تمہیں تو میں اپنے ساتھ لے ہی جاؤنگا مگر اس کتے کی بیٹی کو زندہ نہیں چھوڑونگا، اس نے ہماری نسل کو خراب کیا ہے، اسے اس کی قیمت چکانی ہوگی۔"

وہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ نرم و نازک مریم پر بڑھائے جا رہا تھا، مریم کی چیخیں آسمان کو چھو رہی تھیں جب شبیر آگے بڑھا۔

"یہ میری بیٹی نہیں ہے، تم اسے چھوڑ دو، مارنا ہے تو مجھے مارو میری بیٹی کو مارو مگر اس معصوم کو چھوڑ دو۔"

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

وہ شیطانی انداز میں ان سب کو گھورتا ہوا مریم کو دبوچے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا، دوسری جانب افتخار بیک کی طرف سے اوپر پہنچ چکے تھے اور ڈیوڈ پر نشانہ تانے کھڑے تھے۔

فورڈ کے پہنچتے ہی جو نا تھن نے اسے تمام تماشہ بتایا، سر فورڈ اپنے گارڈز کے ساتھ فوراً اوپر پہنچے۔

اب situation یہ تھی کہ ڈیوڈ مریم کو پکڑے ایسے کھڑا تھا جیسے کسی بھی لمحے اسے نیچے پھینک دے گا۔ شبیر زوار کو پکڑے ہوئے تھا، زویا پر ام میں تھی اور سلویا بھٹی بھٹی نگاہوں سے اپنے بندہ ہوتے دل کے ساتھ سامنے دیکھ رہی تھی جہاں سے فورڈ اندر داخل ہو رہا تھا۔

"ڈیوڈ اس لڑکی کو چھوڑ دو۔" سر فورڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو اپنی غیرت بیچ دی ہے پر میں اس (شبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) مسلمان کو ہم یہودیوں کا عظیم خون خراب کرنے کی سزا دوں گا۔ اسے اس غلطی کی سزا ضرور ملے گی۔"

یہ کہہ کر اس نے مریم کو اتنی زور سے دبایا کہ اس بچی کا دم نکل گیا، اس نے اپنی آخری ہچکی لی اور اس شیطان نے اسے سیڑھیوں سے نیچے پھینک دیا، سلویا نے بھی تیزی سے کچھ سوچے سمجھے بغیر نیچے چھلانگ لگائی تاکہ مریم کو بچا سکے اور افتخار نے گولی چلا دی۔ سلویا نیچے گر چکی تھی، مریم اس کے سینے پر پڑی تھی پر

افسوس کوئی بھی زندگی کی کرن نہیں تھی۔ عالیہ صدمے سے ہوش کھو بیٹھی تھی اور زوار شاہک میں چلا گیا تھا۔

سلویا اور مریم کی آخری رسومات ہو چکی تھیں، عالیہ ہنوز ہسپتال میں تھی، وہ دیوانوں کی طرح ہوش میں آتے ہی چلانے لگتی تھی، پھر انہیں قابو کرنے کے لئے شاہک دیئے جاتے تھے۔ زوار اپنی ماں کو ترپتا بلکتا دیکھ رہا تھا ایک معصوم بچہ جس کے سامنے اسکی بہن کو بڑی بے دردی سے مارا گیا ہو کیسے ایک نارمل زندگی گزار سکتا ہے، وہ راتوں کو سو نہیں پاتا تھا۔ اسکے کانوں میں مریم کی تکلیف سے چلاتی چیخیں گونجتی تھیں، اسکی آخری ہچکی۔

اسکے ذہن میں ڈیوڈ کی یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ اس نے مریم کو شیریں چاچو سے انتقام لینے کے لئے مارا ہے۔ اور اگر چاچو اسے نہیں پکڑتے تو وہ مریم کو بچا لیتا، وہ نہیں جانتا تھا کہ شبیر نے اسے افتخار کے اشارے پر روکا تھا ورنہ وہ شیطان زوار کو بھی گولی مار دیتا۔ سلویا نے اپنی جان دیکر ننھی مریم کو تیسری منزل سے گر کر ٹکڑوں میں ہونے سے بچایا تھا۔

وقت گزر رہا تھا عالیہ کے دوروں میں تھوڑی کمی آتی جا رہی تھی، وہ عالیہ کو گھر لے آئے تھے مگر گھر آکر عالیہ کی طبیعت اور خراب ہو گئی، اسے درود یوار سے اپنی معصوم مریم کی ہنسی کی قلقاریاں سنائی دیتی تھیں انہی گزرتے دنوں میں ایک دن سر فورڈ شبیر سے ملنے آئے۔

"مسٹر شبیر! جو ہوا مجھے اسکا بڑا افسوس ہے، میں نے بھی اپنی جوان بیٹی کھوئی ہے اور اب میں آپ سے اپنی نواسی زویا کی لیگل کسٹڈی کا مطالبہ کرتا ہوں۔"

شبیر اور افتخار اچھی طرح جانتے تھے کہ سر فورڈ کے اثر رسوخ سے وہ زویا کو کھو دیں گے۔ ہنستا ہنستا گھرا جڑ چکا تھا، جب شبیر نے ایک فیصلہ کیا انگلینڈ چھوڑنے کا فیصلہ۔

شبیر نے اپنا سارا کاروبار فروخت کر دیا اور پاکستانی گورنمنٹ سے ان کے لئے کام کرنے کا اگریمنٹ کر لیا اب وہ اپنا وقت زویا کے ساتھ سلویا کی یادوں میں گزارتے تھے، ملک ملک بھٹکے پر انہیں آرام نہ آیا اور بلاآخر وہ زویا کو لیکر اپنے چچا زاد بھائی عمر کے ساتھ پاکستانی گورنمنٹ کے ایک انتہائی سیکرٹ پروجیکٹ پر وزیرستان شفٹ ہو گئے۔

دوسری طرف زوار کسی بھی طرح اس صدمے سے نکل نہیں پارہا تھا، افتخار نے اسے پرائیویٹ کمانڈو ٹریننگ کیمپ میں ویت نام بھیج دیا، جانے سے پہلے زوار نے اپنے ڈیڈ سے کہا۔

"ڈیڈ میں جا رہا ہوں مگر شیری چاچو اور انکی بیٹی کو مریم کا حساب دینا ہو گا۔"

"مگر زوار!!! افتخار نے اسے سمجھانا چاہا۔"

"نہیں ڈیڈ اب اور نہیں، اگر آپ نے مجھ سے شیری چاچو کی کوئی بات کی تو میں کبھی واپس آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔"

"ہمارا مذہب کہتا ہے خون کا بدلا خون، مجھے شیری چاچو سے قصاص میں انکی بیٹی چاہئے۔ ہر رات مریم میرے پاس آتی ہے، مجھے انصاف چاہئے۔"

جاری ہے

"تم ہی تم"



سیما شاہد



پارٹ 5

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا زویا کی آنکھوں سے بہتے آنسو تھم چکے تھے وہ اب تک اتنا روچکی تھی کہ اب اسکی آنکھوں کا پانی ختم ہو چکا تھا مریم کی اتنی دردناک موت جو اسکے لئے تھی مگر شکار مریم ہو گئی اور اسکی ماں جسکا پیار اسے کبھی نصیب ہی نہیں ہوا۔ اسے زوار کے دکھ کا بھی پورا احساس ہو رہا تھا وہ غم اور جذبات سے ہلکے ہلکے لرز رہی تھی جب بریگیڈر افتخار نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیکر تسلی دی۔

زوار نے اپنا جھکاسر اٹھایا اسکی آنکھیں شدت غم سے لال سرخ ہو رہی تھیں یہ اسکی زندگی کا وہ باب تھا جو وہ کبھی کھولنا نہیں چاہتا تھا اور بلاشبہ اپنی 28 سالہ زندگی میں مریم کے بعد جس نے اسے مسکرانے پر مجبور کیا تھا اور اسکے دل کو چھوا تھا وہ زویا تھی اب اسے یاد آیا کہ کیوں زویا کی آنکھیں اسے مانوس لگتی تھیں۔ کیوں زویا اسے مقناطیس کی طرح اپنی جانب کھینچتی تھی کیونکہ وہ اسکی جان سے عزیز فیری آنٹی (سلویا) کی کاپی تھی۔

وہ اپنے جذبات پر ضبط کرتے ہوئے کھڑا ہوا اور بریگیڈر افتخار اور ان کے ساتھ بیٹھی زویا کے سامنے آکر رک گیا زویا نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر آنکھیں جھکا لیں۔

"ڈیڈ ماضی کو دہرانا بہت مشکل کام تھا مگر آپ نے کیا، میرے دل کو جتنی تکلیف ہے مجھے اندازہ ہے اس سے کہیں زیادہ ٹھیس آپ کو لگتی ہے کیونکہ میں نے اکثر اب بھی آپ کو اور ممی کو چپکے چپکے مریم کو یاد کرتے دیکھا ہے"

"زوار مریم ہماری یادوں میں ہمیشہ رہے گی ویسے بھی وہ اللہ کی امانت تھی اسنے لے لی تم تو خود فورس میں ہو تم سے بہتر یہ بات کون سمجھ سکتا ہے۔"

"ڈیڈ کاش میں پہلے جب بھی آپ نے اور ممی نے مجھے بتانے کی کوشش کی آپ کی بات مان لیتا سن لیتا تو کم از کم شیری چاچو سے مل تو لیتا۔"

"زوار"

برگیڈ رَ افتخار نے اسے ٹوکا اور زویا کی طرف اشارہ کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ زوار زویا کے سامنے شبیر کی موت کا ذکر کرے وہ بچی ان چند دنوں میں اتنے شک لے چکی تھی کہ بیان سے باہر تھا اگر اسے شبیر کی موت کا پتا چلتا تو شاید وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی۔

زوار نے خاموش ہو کر ایک نظر اپنے ڈیڈ کے ساتھ لگی زویا کو دیکھا وہ اسے ایک معصوم سہمی ہوئی چڑیا کی طرح لگی جو راستہ بھٹک گئی ہو اس نے اپنے دل کو ٹٹولا تو وہاں کوئی احساس نہ تھا نہ نفرت کا اور نہ محبت کا

"ڈیڈ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں مجھے تھوڑا ٹائم چاہئے یہ سب بہت اچانک ہے آپ مجھے کچھ وقت دیں تاکہ میں اپنا کتھار سس کر سکوں۔"

برگیڈر افتخار نے پرسوج نظروں سے زوار کو دیکھا۔

"زوار ہمارے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے زویا سے ملی چپ ہم اوپر پہنچا چکے ہیں مگر یہ را اور دوسری تنظیمیں نہیں جانتیں وہ اپنی پوری resources کے ساتھ زویا کو تلاش کر رہی ہیں اور زویا کا نانا فورڈ بھی اب اسے ڈھونڈ رہا ہو گا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کے اس تک شبیر کی اطلاع نا پہنچی ہو.. اگر تم راضی ہو تو تمہارا نکاح ہم زویا سے کروا دیتے ہیں تم اسے لیکر نکل جاؤ تم سے زیادہ زویا کی حفاظت اور کوئی نہیں کر سکتا۔"

زوار ایک لمحہ خاموش رہا ایک نظر زویا پر ڈالی اس کا خوبصورت چہرہ مر جھایا ہوا تھا یہ وہ لڑکی تھی جو اسکے دل کے بند دروازے کھول کر بڑی شان سے اپنی جگہ بنا چکی تھی۔۔ یہ تو طے تھا کہ اب کوئی بھی زویا کی جگہ نہیں لے سکتا تھا۔۔ اس نے اپنے ڈیڈ کو دیکھا پھر ٹھہرے ہوئے انداز میں بولا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ڈیڈ مگر رخصتی نہیں میں ابھی اسے مناسب نہیں سمجھتا۔"

زویا جو خاموشی سے سر جھکائے سن رہی تھی زوار کا جواب سن کر چونک گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور زوار کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اسکے انداز میں ایک گہرے سمندر جیسا ٹھہراؤ تھا۔ اسے زوار کو مضبوط لہجے میں مخاطب کیا اس کے لہجے میں بلا کی اجنبیت تھی۔

"میسر آپ مجھے یہاں تک لائے بہت شکریہ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں اتار سکتی اور مجھے آپ کی لائف میں ہوئی tragedy پر انتہائی دلی افسوس ہے کاش اس روز مریم کی جگہ میں ہوتی۔۔۔ اور سر میں آپ کو آپ کے قول سے جو آپ نے مجھے دیا تھا آزاد کرتی ہوں اب آپ کو میری پرواہ کرنے کی یا میرا ساتھ نبھانے کی ضرورت نہیں ہے"

زوار آنکھوں میں حیرت اور الجھن لئے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے لہجے میں ارادوں کی پختگی تھی اور آنکھوں میں آنسو۔

زویا نے اپنا رخ بریگیڈر افتخار کی طرف کیا اور پاس آکر ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔

"پاپا انکل۔۔۔ اپنے بابا اور عمر کا کا کے بعد جو رشتہ میں نے دیکھا وہ آپ کا اور ماما (مسز افتخار) کا ہے میں ہر سال چھٹیوں میں آپ کی آمد کی منتظر رہتی تھی بلاشبہ آپ دونوں نے مجھے بہت پیار دیا ہے۔۔۔ پلیز اب

میری آخری بات اور مان لیں پھر میں پوری زندگی آپ سے کوئی فرمائش نہیں کرونگی۔ "یہ کہہ کر اس نے اپنے آنسو پوچھے پھر بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"مجھے نکاح نہیں کرنا کسی سے بھی کسی بھی قیمت پر پاپا انکل مجھے نکاح نہیں کرنا۔"

"پر بیٹا یہ ضروری ہے اور شبیر کی بھی یہی خواہش تھی۔"

"پاپا انکل میں اپنے بابا کا ویٹ کرونگی چاہے انھیں سال لگے یا پوری زندگی پر میں انکا انتظار کرونگی آپ بس اتنا احسان کر دیں مجھے میرے بابا کی اسٹیٹ میں آر لینڈ پہنچا دیں میرا بچپن وہاں گزرا ہے وہاں بابا کے گارڈز بھی ہیں میں manage کر لونگی پلیز پاپا انکل۔"

افتخار زویا کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے سلویا کھڑی ان سے التجاء کر رہی ہو۔

سرفورڈ اپنے عظیم الشان محل نما گھر میں اکیلا بیٹھا شام کی چائے نوش کر رہا تھا جب ملازمہ نے اسے جونا تھن کے آنے کی اطلاع دی۔

گزر تے وقت اور سلویا کی بے وقت موت نے فورڈ کو کمزور کر دیا تھا وہ اب بھی پارلیمنٹ کا سینئر ممبر تھا مگر اب اسے یہ پچھتاوا جینے نہیں دیتا تھا کہ اگر وہ ڈیوڈ کو بروقت روک لیتا تو آج سلویا زندہ ہوتی اور اسکی نواسی

اس کے پاس ہوتی۔ جو نا تھن فورڈ کا دست راست ابھی بھی ویسا ہی بلڈوزر کی طرح تھا پر کنپٹی کے بال سفید ہو گئے تھے وہ آکر ادب سے فورڈ کے پاس رکا۔

”گڈ ایوننگ سر“....

فورڈ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”کہو جو نا تھن کچھ پتا چلا“

”جی سر آخری اطلاع آنے تک میم سلویا کی بیٹی مس زویا اسلام آباد میں ٹریس کی گئی تھی ہم نے تمام

ایئر پورٹ پر اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں اور یہ کہ کر اس نے ایک لفافہ فورڈ کی طرف بڑھایا

”یہ مس زویا کی لیٹیسٹ تصویر ہے“----

فورڈ نے تصویر نکالی جس میں زویا ایک مردانہ ہڈی پہنے ایک گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔

”جو نا تھن اس گاڑی کو ٹریس کیا۔“

”جی سر یہ پاکستان انٹیلیجنس کی ہے اور ہمارے ریڈار کے مطابق اس وقت اسلام آباد کے ایک بنگلے میں

کھڑی ہے۔“--

"ٹھیک ہے ابھی صرف دور سے نظر رکھو وہ یقیناً اسے کسی باہر ملک میں لے جانے کی کوشش کریں گے بس وہیں سے ہم اپنی بچی کو ان سے چھین کر لے آئیں گے۔"

یہ کہہ کر فورڈ نے جو نا تھن کو جانے کا اشارہ کیا اور خود اٹھ کر دیوار کی طرف آگیا جہاں پر سلویا کی بچپن سے جوانی تک کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ اور انکے نیچے زویا کی بچپن سے لے کر اب تک کی تصاویر تھیں فورڈ نے زویا کی تصویر کو لفافے سے نکال کر دیوار پر لگا دیا۔

اب وہ آنکھوں میں نمی بھرے زویا کو دیکھ رہا تھا جو اپنی ماں سلویا کی کاپی تھی وہی سبز آنکھیں ویسا ہی ناک نقشہ۔ سلویا کی موت کے بعد فورڈ نے شبیر پر پوری نظر رکھی تھی وہ اپنی بیٹی کو اسکے ساتھ خوش دیکھ چکا تھا اس لئے اس نے کبھی بھی زویا کو اسکے باپ سے جدا کرنے کی کوشش نہیں کی مگر اب جب سے اسے اطلاع ملی تھی کہ شبیر پر حملہ ہوا ہے اور اسکا کچھ پتا نہیں چل رہا ہے تو اس نے ٹھان لیا تھا کہ وہ اپنی نواسی کو در بدر بھٹکنے نہیں دے گا اسے شان سے واپس لانے گا اور دھوم دھام سے اسکی شادی کسی بڑے یہودی گھرانے میں کرے گا تاکہ سلویا نے جو داغ انکی عزت پر لگایا تھا وہ مٹ جائے۔

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

بلال اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔۔۔ یہ ایک طویل ترین رات تھی۔۔۔ وہ بہت الجھا ہوا تھا اسکی سمجھ میں یہ نہیں آرہا تھا کہ پروفیسر شبیر اتنا ہائی کلاس سائنسٹ اور ٹرینڈ بندہ اتنی آسانی سے کیسے دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔۔۔ جب وہ زویا اور عمر کو بحفاظت نکال چکے تھے تو خود وہاں کیوں ٹہرے۔۔۔ کچھ تو مسنگ ہے جس کا پتہ لگانا بہت ضروری ہے۔۔۔

.....

زویا اپنے کمرے میں بیٹھی زوار کو سوچ رہی تھی بلاشبہ زوار اسکے دل اور دماغ میں زبردستی ہی سہی پر اپنی جگہ بنا چکا تھا۔۔۔ اسے زوار کے ساتھ گزرا ایک ایک پل یاد آرہا تھا اس جلاد کا غصہ، دھونس، پھر زبردستی پیار کا اظہار۔۔۔ وہ تو ان سب باتوں سے انجان اپنے بابا کی لاڈلی تھی اور زوار اسے پیار کی راہ کا مسافر بنا چکا تھا مگر اب دل کو سمجھانا تھا۔۔۔ زوار اسکی منزل نہیں ہے کچھ بھی ہو جائے اب وہ زوار سے دور رہے گی۔

آنکھ سے آنسو پوچھتے اسنے زوار کی ہڈی جو اس نے اسے خود پہنائی تھی اپنے گرد ایسے لپیٹی جیسے اسکا مضبوط حصار ہو۔۔۔ اور اپنی آنکھیں موند لیں۔

.....

"شہباز کریم شہباز کریم"

"Shahbaz karim it's Orhan reporting over"

. Yes Orhan go ahead "over"

"مادام کو ہوش آگیا ہے آگے کی کیا instructions ہیں" اور۔

زوار تھوڑی دیر سوچ میں ڈوبا بیٹھا رہا اسکے چہرے پر گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ کمرے سے باہر چلا گیا تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ واپس آیا پھر اس نے واش روم کا رخ کیا وضو کر کے نماز پڑھی اور تھوڑی دیر آرام کی نیت سے لیٹ گیا۔

برگیڈر افتخار، جہانگیر اور عمر کے پاس آئے انکا ذہن الجھا ہوا تھا، وہ زوار کی آنکھوں میں زویا کے لئے شدت اور تڑپ دیکھ چکے تھے اور اسکا گریز بھی اور زویا کا انکار بھی انکے سامنے تھا اور اوپر سے بلال کو بھی بلوایا تھا۔

"کیا بات ہے افتخار اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو؟" کرنل جہانگیر کے استفسار کرنے پر عمر نے بھی غور سے برگیڈر افتخار کو دیکھا۔

برگیڈ رَ افتخار نے کرسی پر بیٹھ کر اپنا ساگر سلگایا اور ان دونوں کو سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا فیصلہ کروں، زویا اس نکاح کے لئے راضی نہیں ہو رہی ہے، اسکا کہنا ہے کہ اسے شبیر کی آر لینڈ والی اسٹیٹ میں بھیج دیا جائے۔ دوسری طرف زوار راضی تو ہے پر تھوڑا ٹائم مانگ رہا ہے۔ اب آپ بتائیں کیا آپ نے بلال سے بات کی وہ کیا کہتا ہے۔"

"افتخار بلال راضی ہے مگر وہ رخصتی پر اصرار کر رہا ہے۔"

برگیڈ رَ افتخار چونک گئے۔

"کیا کھار رخصتی، نہیں جہانگیر، زویا ابھی صرف 17 سال کی ہے، میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

پھر انھوں نے ایک لمبی سانس لی۔

"ان بچوں نے دماغ گھما کر رکھ دیا ہے افتخار آپ ان تینوں زویا، بلال اور زوار کو فجر کے بعد میٹنگ روم میں بلائیں۔ بہت ہو گیا ان سب کا بچپنا۔ یہ ہمارے باپ نہیں بلکہ ہم ان کے باپ ہیں، میں نے اپنا فیصلہ کر لیا ہے اور امید کرتا ہوں کہ آپ دونوں میرا ساتھ دیں گے۔" یہ کہہ کر وہ ان دونوں کو تفصیل سے بتانے لگے۔۔۔

علینا حجازی کو ہوش آچکا تھا، اسکی کلائیوں پر رسی کی سختی کی وجہ سے گہرے نشان پڑے ہوئے تھے اور چہرہ نیل و نیل ہو رہا تھا، اسکے ہوش میں آتے ہی ایک درمیانہ قد کا نیلی آنکھوں والا دیکھنے میں عراقی یا ترکش آدمی لگ رہا تھا اس کے پاس آیا۔

"ہیلو مادام میرا نام اور ہن ہے میں سیکٹر 22 سے پوری ٹیم کے ساتھ آپکے ریسکو اور مشن کو جاری رکھنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنی کلائی علینا کی جانب بڑھائی جہاں تنظیم کا مخصوص نشان کندہ تھا۔

علینا نے ٹرانسمیٹر پر شہباز کریم سے بات کی پھر واپس اور ہن کے پاس آئی، اسکا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا شہباز نے اسے یوسف کی جگہ انچارج بنادیا تھا اور اب اسے زویا کو تنظیم تک پہنچا کر یہ ثابت کرنا تھا کہ وہ یہ عہدے کی اہل ہے۔

"اور ہن ہمیں ہر صورت اپنے ٹارگٹ زویا کو حاصل کرنا ہے۔ کیا آپ کے پاس ساری معلومات ہیں اور

اب تک آپ لوگوں نے کیا کیا معلومات حاصل کی ہیں؟"

"مادام!" اور ہن نے ادب سے سر جھکایا۔

"ہماری اطلاع کے مطابق سوات سے اسلام آباد بیس پر صرف ایک ریسکوکاپٹر لینڈ ہوا تھا جس میں دو افراد رپورٹ ہوئے تھے اور حلیے سے تو دونوں مرد ہی لگ رہے تھے۔"

”حلیہ بیان کرو“.... وہ سنجیدگی سے بولی

"ایک 6 فٹ سے نکلتا قد۔۔۔۔۔" اس نے پورا زور کا حلیہ بیان کیا اور دوسرا آدمی تقریباً ساڑھے پانچ فٹ کا تھا دبلا پتلا اس کا چہرہ ہڈی میں چھپا ہوا تھا اس لئے دیکھ نہیں پائے۔"

"کہاں ٹھہرے ہیں وہ لوگ؟"

اور مہن نے سیف ہاؤس کا ایڈریس دوہرایا۔

"ٹھیک ہے اٹیک کی تیاری کی جائے۔"

"پر مادام اس عمارت سے اور اس کی security سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ملٹری بیس سیف ہاؤس ہے۔
حملہ آسان نہیں ہو گا۔"

علینا سوچ میں پڑ گئی۔

"ٹھیک ہے ایک ایک لمحے کی رپورٹ چاہیے۔ اور جیسے ہی کوئی باہر نکلے اس کا پیچھا کیا جائے ہو سکے تو اٹھا لیا جائے۔"

برگیڈ سرفتار میٹنگ روم میں عمر اور جہانگیر کے ساتھ تھے بٹلر میز پر چائے اور ناشتے کا سامان رکھ کر جا چکا تھا اور ان تینوں کو انٹرکام بھی کر دیا گیا تھا۔

دروازہ پر ناک ہوا اور سب سے پہلے زوار اندر داخل ہوا، بلیک جینز بلیک ٹی شرٹ اور جیکٹ پہنے بالکل فریش جیسے کہیں جانے کو تیار ہو، اس نے آتے ہی ان تینوں کو سلام کیا اور ایک کونے پر بیٹھ گیا، تھوڑی ہی دیر میں بلال بھی آگیا اور ڈبل سیٹر صوفے پر براجمان ہو گیا۔ اب صرف زویا کا انتظار تھا، تبھی زویا اندر آئی وہ سلام کر کے اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ ڈھونڈ رہی تھی، بلال کے ساتھ صوفے پر جگہ خالی تھی وہ ہچکچاتی ہوئی بڑھی جی زوار اپنی جگہ سے اٹھا اور زویا کو اپنی جگہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بلال کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ زویا کے چہرے پر اطمینان بکھر گیا اور وہ جا کر زوار کی چھوڑی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ عمر نے ایک نظر زویا کو دیکھا اور اسکی ہچکچاہٹ کم کرنے کیلئے اسے متوجہ کیا۔

"زویا بیٹا سب کو چائے سرو کرو۔"

زویا نے سر ہلاتے ہوئے سب سے ایک ایک کر کے شوگر اور ملک کی تعداد پوچھتے ہوئے چائے پکڑانی شروع کی اور آخر میں خالی چائے بلیک ٹی کپ میں ڈال کر جھکی نظروں سے اسے پکڑائی۔۔۔ اسے یاد تھا راستے میں اور بیس میں زوار نے بلیک ٹی ہی لی تھی۔۔۔۔۔

افتخار صاحب اور جہانگیر کی تیز نگاہوں سے یہ کاروائی مخفی نہیں تھی، دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر افتخار نے گلا کھنکھارتے ہوئے میٹنگ کا سٹارٹ کیا۔۔۔

"زویا بیٹے کل آپ نے اپنی خواہش بیان کر دی تھی جس پر ہم تینوں بے بہت سوچا مگر بیٹا آپ ہمارے ساتھی اور بھائی شبیر کی نشانی ہو اور آپ کی کسٹڈی ابھی ہمارے پاس ہے، لہذا یہ بات تو طے ہے کہ ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔"

"مگر پاپا انکل۔۔۔" زویا نے تڑپ کر کہنا چاہا۔

تو انھوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اپنا رخ بلال کی جانب کیا۔

"بلال آپ جس طرح شارٹ نوٹس پر آئے اور بلا کسی تحقیق کے ہمارے فیصلے پر راضی ہوئے اس سے آپ کا مقام ہماری نظروں میں بڑا ہو چکا ہے مگر آپ کی یہ ڈیمانڈ کہ نکاح کے ساتھ ہی رخصتی ہو ہمیں منظور نہیں ہے۔"

"اب فائنل فیصلہ یہ ہے کہ زویا آج شام کو آپکا نکاح ہوگا، ابھی آپ صرف 17 سال کی ہیں، یہ نکاح صرف آپکی پروٹیکشن کے لئے ہے، جیسے ہی یہ سلسلہ ٹھنڈا پڑتا ہے اور آپ اپنا graduation مکمل کر لیتی ہو، تب اگر آپکی مرضی ہوئی تو آپکی رخصتی ہوگی ورنہ اس بات کو ختم کر دیا جائیگا۔ اس طرح آپکو بھی اس رشتے کو سمجھنے اور قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے تین سے چار سال مل جائینگے، تب تک آپ mature بھی ہو چکی ہونگی اور معاملات کو بہتر طور پر سمجھ پائیں گی۔"

زویا کے پاس سوائے اثبات میں سر ہلانے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا مگر اس کے خوبصورت چہرے پر ویرانی چھا گئی تھی اور سبز جھیل جیسی آنکھوں میں خوف تھا۔ منچھڑنے کا خوف، زوار غور سے اسے دیکھ رہا تھا جب کرنل جہانگیر نے اسے متوجہ کیا۔

"میجر زوار! تم نے جس طرح یہ مشن پورا کیا ہے اکیلے ہوتے ہوئے دہشت گرد تنظیم اور را کے ایجنٹس سے زویا کو بچا کر لائے ہو well done boy۔ کیا تم کچھ کہنا چاہو گے؟ تمہاری اس فیصلے کے بارے میں کیا رائے ہے؟"

زوار نے ایک گہری نظر خاموش بیٹھی زویا پر ڈالی جسکے چہرے پر اذیت رقم تھی اور کمرے میں موجود تمام افراد کو دیکھا۔

”سر آپ نے بالکل مناسب فیصلہ کیا ہے اور آئی تھنک مس زویا کی سیفٹی یہ ایک بہترین اسٹیپ ہے۔“

چائے کا کپ میز پر رکھ کر زوار کھڑا ہوا اور بریگیڈر افتخار اور کرنل جہانگیر سے مخاطب ہوا۔

”ڈیڈ اور انکل مجھے اجازت دیجئے، کچھ کام نمٹانے ہیں، پھر شام کی فلائٹ سے نکلنا بھی ہے۔“

”جوان ابھی تو تمہاری کچھ چھٹیاں باقی ہیں تو جلدی کیا ہے۔“ عمر نے پوچھا۔

”عمر سر میری ابھی پورے دو ماہ کی چھٹیاں ہیں، بس کچھ پینڈنگ ورک ہے۔“ یہ کہہ کر وہ بلال کی جانب

بڑا۔۔۔

”اوکے کیپٹن شام میں ملتے ہیں۔“

یہ کہہ کر وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا سیدھا باہر نکالتا چلا گیا۔

زوار سفید گاڑی میں بیٹھا ڈرائیو کر رہا تھا اسکا ارادہ مال جانے کا تھا مگر جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ دو

گاڑیاں اسکا پیچھا کر رہی ہیں، وہ بیک ویو مرر سے انہیں مانیٹر کر رہا تھا، اس نے فون اٹھایا اور ایک نمبر

ڈائل کیا۔

"یس میجر!"

زوار نے انہیں گاڑیوں کے بارے میں بتایا۔

"میں مال جا رہا ہوں یقیناً یہ میرے باہر آنے کا ویٹ کریں گے، آپکے پاس 2 گھنٹے کا مار جن ہے۔ ڈارٹ گن

استعمال کریں اور سیدھا ٹارچر سیل میں لیجائیں۔ مزید ہدایات میں جلد دوں گا۔"

وہ تیز رفتاری سے ایک بڑے برانڈڈ مال پہنچا اور گاڑی سے اتر کر تیز قدموں سے چلتا اندر داخل ہو گیا، دو

گھنٹے بعد اس نے دوبارہ intelligence department کو کال کی۔

"کیا رپورٹ ہے؟"

"میجر چار آدمی تھے چاروں پکڑ لئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے انہیں سیل میں لے جاؤ اور پتا کرو کس تنظیم سے ہیں۔ فنگر پرنٹس میچ کر و سارا ڈیٹا نکلاؤ۔"

"جی میجر۔"

زوار نے فون رکھا اور باہر پارکنگ کی جانب چلا اسکے ہاتھ میں چار بڑے بڑے شاپر تھے۔ دوپہر کے دو

بج رہے تھے اس نے اپنا رخ سیف ہاؤس کی جانب کیا۔ اندر پہنچتے ہی اس کا رخ زویا کے کمرے کی جانب

تھا، دروازہ ہلکے سے ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا تو اس کے اندازہ کے عین مطابق زویا بیڈ پر بیٹھی خاموشی سے آنسو بہانے میں مصروف تھی اسکے سر سے ہڈی اتری ہوئی تھی، سنہری بالوں نے اسکے گلابی چہرے کو ڈھکا ہوا تھا، وہ کسی مصور کی ایک خوبصورت تصویر لگ رہی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتا بیڈ تک آیا، وہ اپنے شدت گریہ میں اس قدر مشغول تھی کہ اس کو دروازہ پہ دستک اور پھر زوار کے اندر آنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ زوار نے آہستگی سے شاپر بیڈ پر رکھے اور خود بھی بیڈ پر بیٹھتا ہوا زویا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

زویا نے چونک کر سر اٹھایا، اسکی سبز آنکھیں رورو کر سو ج چکی تھیں۔
زوار کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو دوبارہ بہنے لگے۔

زوار نے میکا کی انداز میں اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر لیا اور پیار سے اس کے آنسو صاف کئے۔ ہلکے سے اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکرایا۔

"کیا ہے زویا اتنا کیوں رورہی ہو؟ یہ تو تمہارا اپنا فیصلہ ہے نا، تو خوشی خوشی قبول کرو۔"

زویا نے ایک دھکے سے اسے پیچھے کیا وہ افسوس سے اسے دیکھتا ہوا اٹھا۔

"دیکھو میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے جسکا مجھے احساس ہے، مگر تم نے بھی انکار کر کے معاملہ برابر کر دیا ہے۔۔۔ میں تمہارے فیصلے کی عزت کرتا ہوں اور اس سب کے بعد بھی میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں، بولو بنو گی میری دوست؟"

زویا نے نفی میں سر ہلایا۔

زوار نے ایک بھر پور نظر زویا پہ ڈالی وہ کنفیوز ہونے لگی تو اپنے ہاتھ سے اس کے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔

"کچھ رشتوں کے نام نہیں ہوتے زویا، بس وہ اللہ کی مرضی سے بن جاتے ہیں، ہمارا رشتہ بھی ایسا ہی ہے"

زویا نے زوار کو ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی۔۔۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

"آپ یہاں سے چلے جائیں پلینز چلے جائیں۔۔"

"... Leave me alone"

زوار کھڑا ہوا اور دوستانہ لہجے میں گویا ہوا۔

"یہ میں نے تمہارے لئے کچھ شاپنگ کی تھی، آخر تم میرے شیری چاچو کی بیٹی ہو، یہ میری طرف سے تمہیں گفٹ ہے۔ چند پکڑے اور ضرورت کی کچھ چیزیں تاکہ ایک تو تم اپنا حلیہ درست کر سکو اور پھر تمہیں سفر بھی کرنا ہے تو یہ تمہارے کام آئیگی، کچھ غلط مت سمجھنا۔....."

"This is a gift from one friend to another"

یہ کہہ کر وہ سیدھا باہر چلا گیا، اب اس کا رخ کرنل جہانگیر کی طرف تھا، وہ انہیں ان آدمیوں کے بارے میں بتانا چاہتا تھا جو آج پکڑے گئے تھے یعنی سیف ہاؤس اب تنظیموں کی نظر میں آچکا تھا۔

زوار نے ساری تفصیل بریگیڈیئر افتخار اور کرنل جہانگیر کو بتائی اور انہیں محتاط رہنے کا کہہ کر وہ ان افراد سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے سیل کی طرف روانہ ہونے لگا کہ افتخار نے پوچھا۔

"زوار کیا شام تک آ جاؤ گے؟"

"جی ڈیڈ کوشش کرونگا۔" یہ کہہ کر وہ باہر کی جانب چلا گیا۔

گاڑی چلاتے ہوئے اسکا پورا دھیان اس بات پر تھا کہ کوئی پیچھے تو نہیں آرہا، تھوڑی دیر مختلف راستوں پر گاڑی گھمانے کے بعد اس نے اپنا رخ کریمنل سیل کی جانب کیا۔

"گڈ ایونگ میجر زوار۔" اسے دیکھتے ہی ایک آدمی کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"گڈ ایونگ، مجرم کدھر ہیں؟"

"سرا نہیں الگ الگ سیل میں رکھا گیا ہے۔"

"کوئی انفارمیشن؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سردو تو گورے ہیں اور ریکارڈ کے مطابق ایک ہفتے پہلے ہی تل ابیب سے براستہ جورڈن ہوتے ہوئے یہاں آئے ہیں مگر انکا کوئی مزید ریکارڈ کسی ایجنسی کے پاس نہیں ہے، باقی دو میں ایک تو یہیں کا ہے اور دوسرے کا تعلق بوسنیا سے لگ رہا ہے۔ اور ہماری ایجنسی کی رپورٹ کی مطابق ان دونوں کا تعلق دہشت گرد تنظیم سے ہے اور یہ مفرور مجرم قرار دیئے ہوئے ہیں۔"

زوار چہرے پر سنجیدگی اور کرخنگی لئے اندر داخل ہوا تو دونوں آدمی جن کا تعلق دہشت گردوں سے تھا چونک کر دیکھنے لگے، انکے ہاتھ کرسی کے پیچھے سختی سے بندھے ہوئے تھے۔ پورے کمرے میں ایک لوہے کی میز اور دو کرسیاں جن پر وہ باندھے ہوئے تھے اور بیچ میں لٹکتا انتہائی تیز روشنی والا بلب زوار نے اندر آتے ہی ایک آدمی کا منہ سختی سے جکڑا۔

"کون ہو تم لوگ کس تنظیم سے ہو اور میرا پیچھا کیوں کر رہے تھے؟"

جب اسے بولنے پر آمادہ نہیں دیکھا تو اسے بری طرح پیٹنے لگا مگر وہ بھی ڈھیٹ تھا، زوار نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے باری باری اسکے ناخن اکھاڑے اور انگلیاں کاٹنی شروع کیں۔

وہ تکلیف سے چلا رہا تھا مگر زوار اطمینان سے بیٹھا سب دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنے آدمی کو روکا اور خود اٹھ کر میز پر سے ریو الورا اٹھایا...

”مجھے تمہاری زبان کھلوانے میں اپنا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

یہ کہہ کر زوار نے اسکے سینے پر گولی ماردی اسکی گردن لڑھک گئی اب اسکا رخ دیسی آدمی کی جانب تھا۔

”تم جیسے لوگ جو اپنی زمین کا سودا کرتے ہیں لاکھوں بے گناہوں کو مارتے ہیں میرے نزدیک زندہ رہنے کے لائق نہیں ہیں۔“

یہ کہہ کر اس نے اپنے ریو الورا کا رخ اسکی جانب کیا تو وہ خوف سے بلبلا اٹھا۔

”جناب مجھے معاف کر دیں میں آپکو ساری تفصیل بتاتا ہوں۔“ اور وہ شروع ہو گیا۔

”اسکا بیان ریکارڈ کرو اور اسکے بتائے سارے ٹھکانوں پر ریڈ کی تیاری کرو۔“

اس سے نیٹنے کے بعد زوار کا رخ اب گوروں کے سیل پر تھا۔

علینا حجازی کا غصے سے برا حال تھا، اسکے دو آدمی لاپتہ تھے جو کہ انکی رپورٹ کے مطابق جس آدمی کا پیچھا کر رہے تھے وہ زوار ہی ہو سکتا تھا، جب سے وہ اس کیس پر آئی تھی زوار کے ہاتھوں سخت ناکامی کا شکار ہوئی تھی، وہ اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے اور ہن سے مخاطب ہوئی۔

"وہ دونوں۔۔۔ (گالی) تو پکڑے گئے ہیں اب ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے ہیں ہمیں حملہ کرنا ہو گا۔"

"مادام ہمیں ابھی اطلاع ملی ہے کہ اندر کسی مولوی کا انتظام کیا جا رہا ہے کیوں نا ہم اس مولوی کا بھیس بدل لیں۔"

"اس اطلاع کی سوریس کیا ہے؟"

"مادام وہاں کا بٹلر ہمارے ایک سینئر ممبر کا داماد ہے، اس سے ابھی ابھی پتا چلا ہے۔"

"ٹھیک ہے تم مولوی کا بھیس بدلو اور نظر رکھو وہ کس کو کس مسجد سے مولوی لانے بھیجتے ہیں، وہیں تم بھی پہنچ جانا۔"

زواران بندوں سے ساری مطلوبہ معلومات حاصل کر چکا تھا، اب اس کا رخ سیف ہاؤس کی طرف تھا تاکہ وہ یہ معلومات پر سنلی کرنل سے ڈسکس کر سکے۔ اسے اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ سیف ہاؤس اب شدید خطرے میں ہے، ابھی وہ سوچوں میں مگن گاڑی چلا رہا تھا کہ اس کا فون بجا۔

"زوار شام ہو چکی ہے مائی سن تم کہاں ہو؟"

"ڈیڈ ابھی سیل سے نکلا ہوں اور

"I must say you guys are in extreme danger

"کیا ہوا؟" بریگیڈ نے تحمل سے پوچھا

زوار نے مختصر تفصیل بتائی۔

"میرا مشورہ ہے کہ آپ تمام security نظام کو activate کر دیں اور چاروں طرف اپنے آدمی سادہ

لباس میں پھیلا دیں اور کسی بھی غیر معمولی حرکت پر نظر رکھیں۔"

"ٹھیک ہے will do مگر کیا تم نکاح میں شریک نہیں ہو گے؟"

"ڈیڈ! میں کوشش کر رہا ہوں ابھی میں ہاؤس کے باہر رک کر اطراف کا جائزہ لے کر اور آپکے آدمیوں کو ہدایات دے کر آؤنگا آپ میرا زیادہ انتظار مت کیجئے گا۔"

زویا بیڈ پر زوار کے لائے ہوئے شاپر بکھرائے بیٹھی تھی، جس میں ایک ٹریول بیگ، چند جوڑی انتہائی نفیس اور ہلکے کام والے کپڑے اور ایک جوڑی نازک سی چپل، اس کے علاوہ ٹوتھ برش، ہیمیز برش، شیمپو، ہر ضرورت کی چیز تھی۔ چند چیزیں دیکھ کر تو وہ شرم سے لال ہو گئی، بھلا میجر صاحب کو اس کے لئے ایسی شاپنگ کرنے کی کیا ضرورت تھی، ابھی وہ یہ سب سامان دیکھ ہی رہی تھی کہ دروازہ پر ناک ہوا اس نے جلدی سے چیزیں سمیٹیں اور "yes come in" کہا۔

بریگیڈر افتخار اندر داخل ہوئے۔

"زویا بیڈ آپ۔۔" وہ اندر بکھر اسامان دیکھ کر چپ سے ہو گئے جب زویا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"پاپا انکل وہ یہ سب میجر سر دے کر گئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے بیٹا۔" وہ سر ہلاتے اپنی حیرانگی چھپاتے ہوئے خود سے گویا ہوئے۔

زوار اور شاپنگ اور وہ بھی لیڈیز کی یا اللہ یہ لڑکا چاہتا کیا ہے۔

"پاپا انکل کیا ہوا؟" زویا نے انہیں خاموش دیکھ کر کہا۔

"بیٹا آپ فریش ہو کر چنچ کر لو، تھوڑی دیر میں اپکا نکاح ہو گا پھر فوراً ہی آپ کو یہاں سے نکلنا ہو گا۔ پہلے بائی ایر کراچی آپ کے ڈاکو منٹس وہیں سے ملینگے پھر وہاں سے آگے۔"

زویا نے ایک نظر بریگیڈر افتخار کو دیکھا۔

"پاپا انکل کیا نکاح ضروری ہے؟ کیا آپ میری حفاظت بغیر اس کے نہیں کر سکتے؟ کیا مجھے اپنی لائف میں فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے؟" اس کی آنکھوں سے آنسو پھر بہنے لگے تھے۔

"بیٹا سارا فیصلہ آپ کا ہی ہو گا، یہ صرف ایک پروٹیکشن ہے جو لیگل رائٹس کے لئے کی جا رہی ہے، ویسے بھی ہم اس بات پر ڈسکس کر چکے ہیں، اب آپ جلدی سے تیار ہو کر میٹنگ روم میں آ جاؤ۔"

اور ہن تیزی سے ناک کرتا ہوا علیینا حجازی کے کمرے میں داخل ہوا جو شہباز کریم کو رپورٹ دے رہی تھی، اسکے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

"کیا ہوا تم ابھی تک یہی ہو؟"

"مادام پتا چلا ہے انکے پاس بیس سے کوئی بندہ آرہا ہے، وہ باہر سے مولوی نہیں لارہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

علینا کی آنکھوں میں شاطرانہ چمک تھی۔

"سب تیار ہو جاؤ گیس بم اور مشین گنز لوڈ کر لو، ہم ابھی حملہ کریں گے۔"

زویا نہادھو کر زوار کالایا ہوا پنک لباس پہن کر باہر نکلی، اس نے باقی سارا سامان ٹریول بیگ میں پیک کیا اور خود شیشے کے آگے کھڑے ہو کر اپنے لمبے بال سلجھانے لگی کہ اسکا انٹرکام بجا۔

"زویا بیٹے آپ ریڈی ہیں تو آجائیں۔"

زویا نے اپنے سر پر گلابی آنچل ڈالا، اسکے گلے میں اس کے پاپا کی دی ہوئی سنہری چین تھی اور کانوں میں چھوٹے سے سنہری ٹاپس جو وہ اپنے بابا کی ہدایت پر ہمیشہ پہنے رکھتی تھی۔ پیروں میں اس نے نازک سی گلابی چپل ڈالی جس سے اس کے پیرسج سے گئے تھے۔ وہ دروازہ کی جانب بڑھی ابھی اس نے دروازہ پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ دروازہ ناک ہو اور دروازہ کھولا تو بلال کھڑا تھا جینز اور شرٹ میں ہنستا مسکراتا ہوا، اسے دیکھتے ہی بلال نے سلام کیا۔

”واللہ یہ واقعی آپ ہیں۔“ وہ اسے دیکھ کر حیران ہوا

”کیسی ہیں آپ؟ چلئے میں آپ کو لینے آیا ہوں اور آپکا سامان کدھر ہے؟ انکل نے کہا تھا کہ آپ نے پیکنگ کر لی ہے۔“

زویا ایک طرف ہو گئی، بلال نے اندر آکر زویا کا ٹریول بیگ اٹھایا اور اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔ زویا خاموشی سے آگے چل دی۔

”مس زویا میں جانتا ہوں کہ آپ اس وقت بہت پریشان اور مشکل میں ہیں، پر یقین کریں ہر مشکل کے بعد اللہ نے راحت رکھی ہے، آپ خوشی خوشی نکاح نامے پر دستخط کریں، میں ہوں نا، کبھی آپ کے ساتھ غلط نہیں ہونے دوں گا۔“

زویا اور بلال ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے، وہاں ایک باریش آدمی اندر انکا انتظار کر رہا تھا، انکے آتے ہی بریگیڈر افتخار نے زویا کے ماتھے کو چوما اور اسے ایک صوفے پر بٹھا دیا، عمر زویا کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کرنل نے باریش آدمی کو اشارہ کیا کہ شروع کریں۔

اسی وقت زوار بھی تیزی سے اندر آیا۔

"آپ لوگوں کو جو کچھ بھی کرنا ہے جلدی کریں، میری اطلاع کے مطابق وہ لوگ کبھی بھی ریڈ کر سکتے ہیں۔"

بریکنگڈر صاحب نے جلدی سے نکاح شروع کرانے کا اشارہ کیا اور انہوں نے خطبہ نکاح پڑھنا شروع کیا۔

زویا کی نظریں جھکی ہوئی تھی، اسے اپنے بابا یاد آرہے تھے، اسکا دل تڑپ رہا تھا ذہن ماؤف تھا، یہ نکاح اسکی اجازت سے ہو رہا تھا پر اسکے ذہن میں زوار کے ساتھ گزرا ٹائم کسی فلم کی طرح چل رہا تھا جب عمر نے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھا۔

"بیٹا ہاں بولو۔"

اس نے ڈبڈبائی ہوئی نظروں سے عمر کو دیکھا اور زوار کا خیال اپنے دل سے نکالتے ہوئے دھیرے سے قبول ہے کہا اور کرنل کے ہاتھ سے پین لیکر آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے نکاح نامے پر دستخط شروع کر دیئے، کرنل صفحے پلٹتے جارہے تھے اور وہ دستخط کرتی جارہی تھی، آخری صفحہ پر سائن کرتے ہی اسکی ہمت جواب دے گئی۔

اچانک ہی کمرے میں دھواں بھرنا شروع ہو گیا اور الارم بجنے لگا، چاروں طرف دھواں ہی دھواں اور ایک شور تھا بلال اور زوار دونوں چونکے سانس روک کر کھڑے ہو چکے تھے۔

وہ سارے ٹرینڈ بندے تھے مگر زویا ایک سویلین تھی، اسکا نازک دل دھک دھک کر رہا تھا، آنکھوں میں گیس سے چھن ہو رہی تھی، الارم کا شور اسکے کان کے پردے پھاڑ رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اس نے اپنی بند آنکھوں اور ہوش کھوتے حواس کے ساتھ کھڑا ہونا چاہا، پر اسی وقت دوڑتے قدموں کی آوازیں آئیں اور شور و غل بڑھتا چلا گیا اس کے اعصاب ساتھ نہیں دے سکے۔ اور وہ بیہوش ہو گئی۔

"ڈیڈ آپ اور کرنل انکل زویا اور عمر انکل کو لیکر انڈر گراؤنڈ راستے سے نکلیں۔۔۔۔ میں بلال کیساتھ ان لوگوں کو روکتا ہوں۔۔۔" زویا کا بیگ کرنل کی طرف بڑھاتے ہوئے زوار نے بلال کو دیکھا۔۔۔

"Captain Bilal are you ready to fight"

" Yes Major"

"..... Lets do its"

یہ کہہ کر زوار نے کیبنٹ کے پیچھے سے گن اٹھا کر بلال کو دی اور خود بھی گن اٹھائی۔۔۔۔

"چلو کیپٹن آج ان چوہوں کو بتادیں کہ پاکستانی فوج سے الجھنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔۔۔۔۔"

.....

زوار اور بلال تیزی سے فرنٹ کی جانب بڑھ رہے تھے، زوار نے ہاتھ کے اشارے سے بلال کو بیک اپ کرنے کے لئے کہا اور خود بے خوفی سے نڈر انداز میں گن چلاتا چار آدمیوں کو بھونتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا، اسے دیکھ کر تمام سادہ لباس میں ملبوس افراد بھی ایکشن میں آگئے تھے، زوار کی حکمت عملی اور پلاننگ جو کہ وہ پہلے ہی کر چکا تھا کی وجہ سے علینا حجازی کے تمام ساتھیوں کو گھیر لیا گیا تھا۔ اور وہ جو دور سے دور بین کے ذریعے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی فوراً ہی وہاں سے ہٹ گئی۔ زوار نے پھر اسے ناکامی سے دوچار کر دیا تھا۔۔۔ وہ بلبلائی ہوئی وہاں سے فرار ہوئی اس نے سوچ لیا تھا اب زوار سے بدلہ لینا ہے بھیانک بدلہ۔۔۔

.....

تمام زندہ افراد کو گرفتار کرنے کے بعد زوار نے بلال کو ساتھ لیا اور واپس میٹنگ روم میں آیا۔

"Well done bilal you did a great job"

"زوار بھائی شرمندہ نہ کریں آپ کے ساتھ کام کرنا تو میری بڑی پرانی خواہش ہے، یہ بتائیں اب کیا کرنا ہے۔"

"کچھ تو مسنگ ہے یا تو ہم زویا سے پوری معلومات صحیح سے حاصل نہیں کر پائے ہیں کیونکہ پروفیسر شبیر کو جتنا میں جانتا ہوں وہ اتنی آسانی سے دشمنوں کے ہاتھ آنے والے نہیں ہیں، یہ معاملہ بہت الجھا ہوا ہے۔"

"میسجر زوار! میں آپ کو اس کیس میں اسسٹ کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ چاہیں گے تو میری joining cancel ہو سکتی ہے، ویسے بھی میں زویا سے وعدہ کر چکا ہوں اسکا خیال رکھنے کا۔"

"تم اور تمہارے وعدے۔" زوار نے بلال کو گھور کر دیکھا۔

"میری رپورٹ کے مطابق پروفیسر کی انڈر گراؤنڈ لیبل میں یقیناً کوئی پوشیدہ کمرہ یاد یوار ہے کیونکہ کوئی بھی equipment وہاں نہیں ملا ہے۔"

"تو کیا پھر میں وزیرستان جا کر تحقیق کروں؟" بلال نے استفسار کیا۔

"تھوڑی بریک لگاؤ، وزیرستان میں کیپٹن احمر کام کر رہا ہے اور ابھی تو کرنل سے بھی permission لینا ہوگی۔"

"زوار بھائی پلیز مجھے بھی آئی ایس آئی کے ساتھ کام کرنے کا موقع دیں۔"

زوار نے ایک نظر اسکو دیکھا۔

"ٹھیک ہے مجھے کرنل انکل سے بات کرنے دو، ابھی تو میرے ساتھ سیل چلو ذرا انکی ٹھکانی لگا کر آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کچھ اور پتا چل سکے تو آگے بڑھنے میں مدد ملے گی۔"

کرنل جہانگیر انڈر گراؤنڈ راستے سے ہوتے ہوئے گلی کے آخری سرے پر نکلے جہاں پارکنگ میں emergency وین ہمیشہ کھڑی رہتی تھی زویا کو پچھلی سیٹ پر لٹا کر وہ تینوں وین میں بیٹھے اب انکارخ کمشنر ہاؤس کی طرف تھا۔

اسلام آباد پولیس کا کمشنر ان دونوں کا بڑا اچھا اور گہرا دوست تھا، افتخار نے اسے فون پر اپنے آنے کی اطلاع دی۔

کمشنر ہاؤس پہنچتے ہی فوراً ڈاکٹر کو کال کیا گیا تاکہ زویا کو ہوش میں لایا جاسکے، زویا کو عمر کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چھوڑ کر وہ دونوں الگ کمرے میں آئے۔

"کیا سوچ رہے ہو افتخار؟" کرنل نے افتخار کو مخاطب کیا۔

"جہانگیر میں بس ان بچوں کے بارے میں ہی سوچ رہا ہوں۔"

"شکر ہے افتخار ہمارے بچے سمجھدار ہیں اور پھر نکاح جیسا اہم فریضہ تو انجام پا چکا ہے شکر ہے کہ بچے پہلے ہی سائن کر چکے تھے، اب تو بس کسی بھی لمحے دونوں آتے ہی ہونگے۔"

ابھی وہ دونوں باتوں میں مصروف تھے کہ افتخار کے مخصوص فون پر کال آئی، تھوڑی دیر تک بات کرنے کے بعد جب وہ فارغ ہوئے تو عمر بھی اندر آچکے تھے، جہانگیر نے عمر کو دیکھا اور اس سے زویا کے بارے میں پوچھا۔

"زویا الحمد للہ اب ہوش میں ہے، سٹریس اور کمزوری سے بیہوش ہو گئی تھی، ڈاکٹر نے طاقت کے انجکشن لگائے ہیں اور اب مسز احمد (کمشنر کی وائف) اسے زبردستی کھانا کھلانے میں لگی ہیں۔" عمر نے تفصیل بتائی۔

برگیڈ ران دونوں کے قریب آکر بیٹھ گئے۔

"جنٹلمین اچھی خبر ہے، ہمارے جوانوں نے دشمن کے آٹھ آدمی مار گرائے ہیں اور باقیوں کو گرفتار کر لیا ہے، زوار اور بلال ابھی سیل میں ہیں اور ان سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔"

"چلئے یہ تو بڑی اچھی خبر ہے۔" کرنل نے خوش ہو کر کہا تو بریگیڈ نے انہیں گہری نظروں سے دیکھا اور بولے۔

"بلال اس مشن میں زوار کو اسسٹ کرنا چاہ رہا ہے بقول زوار بلال نے زویا سے وعدہ کیا ہے اسکا خیال رکھنے کا اور وہ آئی ایس آئی کا تجربہ بھی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اب وہ دونوں ملکر مجھے پٹانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ بلال کی دو ماہ کی چھٹی منظور کی جاسکے۔"

عمر اور کرنل نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر کرنل نے بریگیڈر افتخار کو مخاطب کیا۔

"افتخار آپ کی کیا پلاننگ ہے آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"میسجر زوار کے مطابق اس وقت زویا کے لئے آر لینڈ ہی سیف ہے، پہلے زویا کو لیکر کراچی جانا ہے، وہاں سے زویا کے ڈاکو مینٹس بنوانے ہیں، ایک سے دو دن تو لگیں گے پھر اگلے ہی دن آر لینڈ کے لئے روانگی ہوگی۔"

فلائٹ دبئی میں 4 گھنٹے رکے گی پھر پھر سیدھا آر لینڈ۔"

عمر نے سر اٹھایا۔

"اور بریگیڈر صاحب میں وہاں پروفیسر شبیر کے سٹاف کو اطلاع کروادیتا ہوں تاکہ وہ محتاط ہو جائیں اور security کا انتظام بھی کر لیں۔"

بریگیڈر نے گھڑی دیکھی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"چلیں جنٹلمین سب طے ہو چکا ہے۔ عمر آپ واپس وزیرستان جا رہے ہیں، کرنل آپ زویا کو لیکر ایئر پورٹ کی جانب چلیں، ٹکٹ آپ کو وہیں سٹیشن منیجر سے مل جائیگا اور میں investigation cell کا چکر لگا کر کرنل آپ سے ملتا ہوں۔"

زوار اور بلال دونوں ساری معلومات حاصل کر کے باہر نکلے اب انکارخ کرنل جہانگیر کے گھر کی طرف تھا، کرنل کے گھر پہنچ کر زوار نے گاڑی اندر پارک کی اور دونوں جوان اتر کر اندر آئے۔

دونوں ہی چھ فٹ سے نکلے قد جینز اور ہاف ٹی شرٹ میں اپنے مضبوط جسم اور کھڑے نقشے کے ساتھ دور سے ہی دیکھنے والوں کی نظر کو خیرہ کر رہے تھے، مسز جہانگیر نے دونوں کو دیکھ کر "ماشاء اللہ" کہا اور باری باری دونوں کو گلے لگایا۔

"زوار بیٹا آپ کب آئے؟" دونوں کا ماتھا چومتے ہوئے انھوں نے زوار سے پوچھا۔

"بس آنٹی کام سے آیا تھا ابھی فوراً نکلنا ہے۔" یہ کہہ کر وہ بلال کی جانب مڑا۔

"اوکے بلال تم اپنی پیکنگ اور تیاری کر لو، جلد ہی نکلنا ہے اب میں تم سے دبئی میں ملوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ مسز جہانگیر کی طرف مڑا۔

"آنٹی اب اجازت دیں بہت ضروری کام ہے ورنہ ضرور رکتا۔"

مسز جہانگیر کو خدا حافظ کہتا وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔

اب اس کا رخ بیس کی جانب تھا تا کہ وہ اپنا سامان اٹھا سکے۔

زویا کو ساتھ لیکر کر نل افتخار نے کمشنر اور انکی مسز سے اجازت چاہی۔ مسز احمد نے زویا کو پیار کیا اور اسکے ہاتھوں میں اپنی چوڑیاں پہنانے لگیں۔

"آنٹی پلیز یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟" زویا نے گھبرا کر کہا۔

"بیٹا آج ہی آپ کا نکاح ہوا ہے اور دلہن خالی ہاتھ اچھی نہیں لگتی ویسے بھی چوڑیاں سہاگ کی نشانی ہوتی

ہیں، انہیں کبھی بھی اترنا نہیں چاہئے، اچھی شگن نہیں ہوتا۔"

کرنل نے زویا کو آنکھ سے لینے کا اشارہ کیا۔ زویا نے اپنا ٹریول بیگ اٹھایا اور کرنل کے ساتھ چلتی ہوئی مسز احمد کو خدا حافظ کہتی پورچ تک آئی۔

کمشنر اپنی security میں خود انھیں ایئرپورٹ چھوڑنے جا رہے تھے۔ ایئرپورٹ پہنچ کر کمشنر کو خدا حافظ کہا اور زویا کو لیکر سٹیشن منیجر سخاوت علی خان صاحب کے پاس گئے جو انکا ہی انتظار کر رہے تھے۔

"جناب آپ کو دیر ہو گئی فلائٹ میں تھوڑا ہی ٹائم باقی ہے جلدی چلئے۔"

کرنل نے ان سے ایک ٹکٹ لے کر زویا کو دیا اور خود دوسرا ٹکٹ لیکر وہیں ویٹ کرنے لگے، سخاوت صاحب زویا کو لیکر پلین کی طرف بڑھے اسے خود اندر تک فرسٹ کلاس کی سیٹ پر بیٹھا کر آئے۔۔۔

پلین چلنے میں دس منٹ باقی تھے زویا کھڑکی سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا آنکھوں پر سن گلاس لگائے ناکی سپورٹس بیگ کندھے پر لٹکائے تیزی سے ایئرپورٹ میں داخل ہوا فلائٹ میں دس منٹ باقی تھے ٹائم کم تھا اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ماڈل یا فاسٹر ہو سب لڑکیاں اسے دل تھام کر دیکھ رہی تھیں مگر وہ سب کی ستائشی نظروں سے بے خبر تقریباً

دوڑتا ہوا کرنل تک پہنچا، کرنل نے اسے گھڑی دیکھائی تو اس نے مسکرا کر کانوں کو ہاتھ لگایا اور ٹکٹ لیکر پلین کی جانب چلا گیا۔

اپنی سیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنا بیگ اوپر ہیڈر میں رکھا اور زویا کو دیکھا تو ایک نظر دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسے نظر ہٹانی مشکل ہو گئی۔۔

زویا دنیا جہاں سی بے خبر پلین کی کھڑکی سے چہرہ ٹکائے اپنی سوچوں میں مگن تھی، اب آگے اسکی زندگی میں کیا ہو گا بابا کب ملیں گے اور کیا وہ زوار کو بھول پائے گی جس طرح سے وہ اسکے دل و دماغ میں بس گیا ہے اب کیا اسے بھلانا اور نئی زندگی کی شروعات کرنا آسان ہو گا۔۔۔۔۔ اسکی ذہنی کشمکش اسکے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ دھیرے سے آگے بڑھا، گلابی لباس میں زویا کا وجود جگمگا رہا تھا اسکا دوپٹہ شانوں سے ڈھلکا ہوا تھا وہ اس بے خبری میں بھی دھیرے دھیرے اس کے دل کے پر ضربیں لگا رہی تھی اس نے ایک سانس بھر کر خود پر قابو پایا اور اسکے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا، پھر بھی زویا اپنے آپ میں مگن رہی تو اس نے دھیرے سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اسکا چہرہ اپنی طرف گھمایا۔۔۔

”کس سوچ میں گم ہیں مس زویا؟“

"... oh sorry i mean mrs Zoya

زویا اسے دیکھتے ہی چونک گئی اور گھبرائے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔

”آپ یہاں کیا کر رہے ہیں کرنل انکل کدھر ہیں؟“

”مسز زویا“... وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

زویا کا چہرہ سرخ پڑ گیا جسے اس نے بڑی دلچسپی سے دیکھا۔

”آپکے کرنل انکل نے ہی مجھے بھیجا ہے تاکہ میں ذمہ داری سے آپکو آپکی منزل تک پہنچا سکوں۔۔“

سیٹ بیلٹ باندھنے کی اناؤنسمنٹ ہو گئی تھی، زویا سے گھبراہٹ میں بیلٹ باندھی نہیں جا رہی تھی۔ اسنے ایک نظر اسکے کپکپاتے ہاتھوں کی لرزش کو دیکھا اور اسکی طرف جھک کر نرمی سے اسکے ہاتھ ہٹائے اور بیلٹ باندھ دی پھر وہ سیدھا ہوا اور اسکے شانوں سے ڈھلکے دوپٹے کو اٹھا کر اسکے سر پر اوڑھا کر ایک گہری سانس لی۔

”اب ٹھیک ہے“----- یہ کہہ کر سیٹ کی پشت سے سرٹکا کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

میٹنگ روم میں سناٹا چھایا ہوا تھا، سارا کیس ڈسکس ہو چکا تھا اور اب سلائڈ پر ٹریول پلان اور نقشہ نظر آرہا تھا۔۔۔ وہ بغور ایک ایک بات سن رہی تھی اور ذہن نشین کر رہی تھی، ابھی اسکی ٹریننگ ختم نہیں ہوئی تھی وہ اپنے آخری مراحل میں تھی مگر اسے اس مشن کیلئے چن لیا گیا تھا کیونکہ ابھی اسکا کوئی ریکارڈ کسی بھی ایجنسی یا تنظیم کے پاس نہیں تھا۔۔۔ پانچ فٹ سات انچ قد چہرے پر بلا کی معصومیت اور بھول پن کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ معصوم نظر آنے والی شہد رنگ بال اور شہد رنگ بڑی بڑی آنکھوں والی حسینہ ایک چلتا پھرتا ایٹم بم ہے جو مقابل کو لمحے میں اوپر پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔۔

وہ اپنی شہد رنگ آنکھوں سے غور سے زوار، بلال اور زویا کی تصویریں دیکھ رہی تھی جب باس نے اسے مخاطب کیا۔

”تم ابھی اس فیلڈ میں نئی ہو اور یہ تمہارا پہلا تجربہ ہو گا، تمہیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہو گی، خاص کر اس میجر زوار سے، اب تم ان پر کیسے نظر رکھو گی یہ جلد ہی پلان کر لو۔“

وہ اپنے شہد رنگ گھونگریا لے بال اپنے چہرے سے ہٹا کر کھڑی ہو گئی اور اپنے باس کے پاس جا کر ادب سے سر جھکا کر گویا ہوئی۔

”اعتماد اور بھروسہ کرنے کا شکریہ سر۔۔۔ میں آپ کو کبھی مایوس نہیں کرونگی۔“

Its fine you are not taking any action only keeping eyes on them and " going to report each and every moment of those guys to me "....directly

یہ کہہ کر باس کمرے سے چلا گیا۔۔۔

اس کی خوشی کا کوئی عالم نہ تھا، خوبصورت سفید چہرے پر عزم اور شہد رنگ آنکھوں میں چمک تھی اپنا پہلا مشن حاصل کرنے کی۔۔۔ بڑے انداز سے اس نے اپنے بال پیچھے کئے اور ان تینوں کی تصویر کو آخری بار غور سے دیکھا اور میز پر پڑے لائٹر سے ان تصویروں کو جلانے لگی۔۔۔۔

"... Be ready Major Zavar and Captain Bilal Sofia is coming"

زویا آنکھیں بند کیئے اپنی سیٹ پر بیٹھی تھی وقت گزر تا جا رہا تھا پر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں وہ اسکا سامنا کرنے سے گھبرار ہی تھی اچانک اسکا کندھا ہلایا گیا۔

”مسز زویا اپنے خیالات کی دنیا سے باہر آ جائیں پلین لینڈ کر چکا ہے“....

یہ کہہ کر اس نے کھڑے ہو کر کیمین سے اپنا اور زویا کا سامان نکالا، اپنا نائیگی بیگ کندھے پر ڈالا، ایک ہاتھ میں زویا کا ٹریول بیگ پکڑا اور دوسرے سے زویا کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا۔ زویا نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تو اس نے ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی۔۔

”مجبوری ہے مسز زویا۔۔۔ اب تم میری پروٹیکشن میں ہو اور میں تمہارے معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔“

زویا کو لے کر وہ محتاط طریقہ سے چاروں جانب دیکھتا باہر لے آیا، اب وہ اپنی گاڑی کا ویٹ کر رہا تھا جو رینٹ پر سویلین نام سے بک کرائی گئی تھی تاکہ اگر دشمن آرمی انٹیلیجنس پر نظر رکھے ہوئے ہیں تو ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی جاسکے۔۔۔۔

گاڑی کے آتے ہی اس نے چابی لی اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر پہلے زویا کو بٹھایا پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔۔۔ اب اس کا رخ کلفٹن میں واقع گیسٹ ہاؤس کی طرف تھا وہاں پہنچ کر اس نے زویا کو گاڑی لا کر کے انتظار کرنے کو کہا اور خود اتر کر ریسپشن پر جا کر کمرہ بک کروایا اور پھر زویا کو لیکر وہ اندر کمرے کی جانب بڑھا۔ زویا کو کمرے میں لا کر اس نے سارا سامان جو صرف دو بیگز پر مشتمل تھا ایک جانب رکھا اور سارے کمرے کا جائزہ لینے لگا پھر اس نے اپنے بیگ سے کچھ تالے نما آلات نکالے اور

انہیں کھڑکی اور دروازے پر لگانے لگا۔۔۔ زویا ہونقوں کی طرح یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھی وہ اپنا کام مکمل کر کے زویا کی جانب آیا۔۔۔

”زویا تم فریش ہو کر آرام کرو مجھے کام سے جانا ہے، یہ کمرہ سارا محفوظ ہے اور میں نے کیمرہ بھی لگا دیا ہے تو پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے، بس چاہے کچھ بھی ہو جائے تم کسی کیلئے بھی دروازہ مت کھولنا۔“

یہ کہہ کر اس نے اپنے بیگ سے ایک فائل نکالی اور ایک چھوٹا پستول نکال کر جیب میں ڈالا، پھر بیگ کی سائیڈ سے ایک چھرا نکال کر اپنے موزے میں ڈالا۔۔۔ وہ حیران پریشان اسکی تیاریاں دیکھ رہی تھی جب وہ اسکے پاس آیا ایک گہری نظر اسکے پریشان چہرے پر ڈالی۔۔۔

”اتنا کیوں گھبرا رہی ہو میں ہوں نا تم بے فکر ہو کر آرام کرو، ہمیں کل شام لمبے سفر پر نکلنا ہے۔“

یہ کہہ کر اس نے زویا کا چہرہ تھپتھپایا اور دروازہ بند کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے باہر چلا گیا۔۔۔۔

زویا کمرے میں اکیلی تھی تھوڑی دیر وہ سچویشن سمجھنے کی کوشش کرتی رہی، پھر تھک ہار کر اس نے کھڑکی دروازہ چیک کیا اور اپنے بیگ سے زوار کالایا ہوا دوسرا جوڑا نکال کر نہانے چلی گئی۔۔۔۔۔

کئی گھنٹے گزر چکے تھے رات گہری ہوتی جا رہی تھی وہ کمرے میں اکیلی تھی، بھوک سے اسکا برا حال تھا پلین میں بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا اور اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسکے ڈر و خوف میں بھی

اضافہ ہوتا جا رہا تھا تھک ہار کر وہ صوفہ پر بیٹھ گئی اور آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی، پڑھتے پڑھتے وہی بھوک اور تھکن سے نڈھال وہ نیند کی وادی میں اتر گئی۔۔۔

وہ دوپہر سے نکلا ہوا تھا اور اب رات کے بارہ بج رہے تھے، پورے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد وہ زویا کے ڈاکو مینٹارینج کر چکا تھا اور اب ٹکٹ اور پاسپورٹ کے ساتھ اسکا رخ گیسٹ ہاؤس کی جانب تھا۔۔ اس نے دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ کمرے کی تمام لائٹیں جل رہی تھیں اور زویا صوفہ پر بیٹھے بیٹھے سو رہی تھی، اس نے فائل سائیڈ میز پر رکھی اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اسکی جانب آیا۔۔ زویا گہری نیند میں تھی شاید نہا کر نکلی تھی اسکی لمبی سنہری زلفیں اسکے وجود کو گھیرے ہوئے تھی بلیک اور بلیو کنٹر اس ڈریس میں اسکا وجود جگمگا رہا تھا، دوپٹہ شانوں سے ڈھلک کر صوفے پر پڑا تھا وہ کافی دنوں کے بعد اسے اتنی فرصت سے دیکھ رہا تھا، اس نے آہستہ سے اسکے چہرے سے بال ہٹائے۔ زویا لمس محسوس کرتے ہی جاگ گئی اور اسکے منہ سے زوردار چیخ نکلی، اس نے تیزی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی چیخ کا گلا گھونٹا اور جھنجھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

”ہم جب بھی ملتے ہیں تو کیا تمہارا چیخ مارنا لازم ہے کیا؟ میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں خبردار اب کوئی آواز نہ

نکلے۔“

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے ہی اس نے اپنا ہاتھ اسکے لبوں سے ہٹایا وہ تیزی سے صوفہ سے اٹھی اور دور جا کر کھڑی ہو گئی اپنے سانس پر قابو پایا اور دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

”کمرہ تو آپ اندر سے لاک کر وا کر گئے تھے پھر آپ خود اندر کیسے آئے؟“

وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا اسکے پاس آیا وہ انتہائی حیرانی سے جلاد کو مسکراتا دیکھ رہی تھی اس نے پاس آ کر زویا کو دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنے سامنے کیا اور اسکی سبز آنکھوں میں جھانکتا ہوا سرگوشی میں بولا۔

”مجھے تمہارے پاس آنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی ہے تو دروازے کے لاک کی کیا اوقات ہے ڈیر۔۔۔“

زویا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس ستمگر کو دیکھا۔

”میجر سر چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔“

زوار نے آہستگی سے اسکے بازوؤں کو آزاد کیا اور خود بیڈ پر جا کر دراز ہو گیا۔

”زویا لائٹ بند کر دو۔“

وہ گم سم سی کیفیت میں کھڑی رہی تو زوار نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

”زویا لائٹ بند کر دو، ٹائم کم ہے تھوڑا سولو۔“

وہ ہچکچاتے ہوئے انداز میں ہاتھ مسلتی کھڑی رہی تو زوار بستر سے اٹھ کر اسکے پاس آیا۔

”کیا مسئلہ ہے تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔ تم آرام کیوں نہیں کر رہی ہو؟“

”وہ میجر سر آپ اس کمرے میں کیوں۔۔۔؟“ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

دیکھو زویا ٹائم کم ہے اور میں الگ کمرے میں رہ کر تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا اور پہلے بھی تو ہم ایک

کمرے میں رہ چکے ہیں تو اب کیا پر اہلم ہے؟“

”میجر سر پہلے کی بات اور تھی، اب اب شاید انکو اچھا نہ لگے۔“

زوار نے اپنا نیند میں گھومتا سر جھٹکا وہ تین راتوں سے جاگ رہا تھا۔

”زویا تمام الٹی سیدھی سوچوں کو دماغ سے نکال دو، کل کا دن بہت بڑی ہوگا، جہاں دل چاہے لیٹ کر

تھوڑا سا آرام خود بھی کرو اور مجھے بھی کرنے دو۔“

یہ کہہ کر وہ لائٹ آف کر تا سیدھا جا کر بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں اسے زویا کی دبی دبی سسکیاں سنائی دیں وہ ایک گہرا سانس لیتا ہوا اٹھا، سائیڈ لیمپ آن کیا اور زویا کی جانب دیکھا جو صوفہ پر بیٹھی منہ پر ہاتھ رکھے رونے میں مصروف تھی۔۔۔

”اب کیا ہوا زویا تم کیوں رورہی ہو؟ اچھا چلو تم بیڈ پر آ جاؤ میں صوفہ پر لیٹ جاتا ہوں۔“ وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

پر جب زویا ٹس سے مس نہیں ہوئی تو اسکے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں، یہ لڑکی نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سختی کرنے پر مجبور کر رہی تھی اب کے وہ سختی سے بولا۔

”آخری بار پوچھ رہا ہوں کیا مسئلہ ہے کیوں رورہی ہو؟“

زویا نے اپنے نازک ہاتھوں سے اپنی آنکھیں مسلیں تو اسکی چوڑیاں کھنک گئی، زوار نے پہلی بار اسکے ہاتھوں میں چوڑیاں دیکھیں جو شاید پہلے آستین میں چھپی ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ سکا تھا اسکی نظروں میں ناگواری تھی جبھی زویا انتہائی شرمندگی سے دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

”میسر سر مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔“

زوار کو تیزی سے اپنی کوتاہی کا احساس ہوا، اس نے ایک نظر زویا کو دیکھا جو اب اپنا سر جھکائے بیٹھی تھی جیسے اس سے اپنی بھوک کا ذکر کر کے بہت ہی شرمندہ ہو۔

"اٹھو زویا یہ کراچی ہے، یہاں راتیں جاگتی ہیں فوراً اٹھو باہر سے کچھ کھاپی کر آتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے زویا کو ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔

"زویا نے دوپٹہ اٹھایا اور سینڈل پہنے تیار ہو کر کھڑی ہو گئی۔ زوار نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر اپنے بیگ سے جیکٹ نکالی اور زویا کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"اسے پہن لو اور دوپٹے سے سر کو اچھی طرح ڈھک لو۔"

فورڈ انتہائی سنجیدگی سے فون پر ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔ دوسری طرف کی بات ختم ہوتے ہی اس نے سنجیدہ لہجے میں ہدایات دینی شروع کر دی۔

"جو نا تھن تم اپنے آدمیوں سے کہو دو کہ زویا کو دبئی سے اغوا کریں، اپنے تمام ریسورس استعمال کرو

فلائٹ لیٹ کرو اور زویا کو ہر صورت دبئی ایئر پورٹ سے اٹھا لو اور شہر کے کنارے بنے کنویں

کے نیچے اپنا ٹھکانے پر لے جاؤ پھر مجھے انفارم کرو تو پھر میں اپنا جیٹ بھیج دوں گا، تم اس میں زویا کو لیکر لندن

آ جانا۔"

بلال نے اپنا سارا سامان پیک کر لیا تھا اور اب کرنل اور بریگیڈر صاحب سے آئیر لینڈ میں سیف ہاؤس اور پروفیسر شبیر کی اسٹیٹ کی ساری تفصیل لینے کے بعد وہ اسلام آباد آئیر پورٹ پر دبئی کی فلائٹ کاویٹ کر رہا تھا اسے دبئی آئیر پورٹ پر ہی زوار کو جوائن کرنا تھا۔۔۔۔۔

بلال اطمینان سے بیٹھا فلائٹ کاویٹ کر رہا تھا اسے اندازہ بھی نہیں ہوا کہ دو آنکھیں اسے گھور رہی ہیں جیسے ہی فلائٹ announce ہوئی وہ اٹھا اور پلین کی جانب بڑھا اور اس کے پیچھے پیچھے وہ بھی اپنا سامان اٹھا کر آگے بڑھی۔

زوار زویا کو لیکر باہر نکلا اس کا ارادہ کسی فاسٹ فوڈ شاپ سے کچھ کھانے کے لئے لینے کا تھا تھوڑی دور جا کے اسے پیزا ہٹ نظر آیا۔ وہ زویا کو لیکر اندر آیات کے اس پہر کچھ منچلے اندر بیٹھے پیزا سے انصاف کر رہے تھے وہ پیزا آرڈر کر کے زویا کو لیکر کونے پر موجود ٹیبل پر آکر بیٹھ گیا، اب وہ عقابی نگاہوں سے ریسٹورنٹ میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا جب اسے اندازہ ہوا کہ زیادہ تر افراد زویا کو دیکھ رہے ہیں وہ اپنی

یورپین لک اور سبز آنکھوں کی وجہ سے الگ ہی نظر آرہی تھی، سامنے میز پر بیٹھے لڑکوں کی نظر زویا پہ تھی اسکا غصہ بڑھ رہا تھا اسے زویا کا بیٹھنا مناسب نہیں لگا۔

"چلو زویا اٹھو ہم ٹیک آؤٹ کر لیتے ہیں یہ جگہ کچھ مناسب نہیں لگ رہی۔"

زویا خود بھی لوگوں کی نظروں سے گھبرائی ہوئی تھی، وہ زویا کو آگے چلنے کا اشارہ کر کے خود اس کے پیچھے باڈی گارڈ کی طرح چل رہا تھا۔ اسے لیکر گاڑی میں آیا۔

"تم شیشے چڑھا کر لاک لگا کر بیٹھو، پیزاریڈی ہو چکا ہو گا میں لیکر آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ دوبارہ اندر گیا اور ان منچلوں کی میز پر آیا جو زویا کو گھور رہے تھے جن کی وجہ سے انہیں اٹھنا پڑا تھا، بس ایک لمحہ لگا تھا اسکا ہاتھ بجلی کی تیزی سے کونداتھا اور ان لڑکوں کے چہرے پر نقش و نگار بناتا چلا گیا تھا۔

وہ لڑکے زوار کے ڈیل ڈول اور پروفیشنل انداز کو دیکھ کر ڈر گئے تھے ان میں سے ایک زوار کو مخاطب کر کے بولا۔

"ہمارا کیا قصور ہے آپ ہمیں کیوں مار رہے ہیں؟"

زوار نے ایک غصہ ور نگاہ اس گروپ پر ڈالی۔

"تم پاکستانی قوم کے ایسے معمار ہو جو اپنی ماں بہنوں کی عزت نہیں کر سکتے تو اس ملک کی کیا عزت کرو گے جس کی حفاظت کے لئے ہم اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔"

وہ لڑکے شرمندگی سے سر جھکا کر بیٹھ گئے پر زوار کا جلا دموڈ آن ہو چکا تھا وہ پیزا لیکر باہر آیا باکس زویا کی طرف بڑھایا اور خود لب بھینچے ڈرائیو کرنے لگا۔

گیسٹ ہاؤس پہنچ کر وہ اندر کمرے میں آئے۔ زویا ہاتھ دھو کر صوفے پر آئی اور پیزا کا باکس کھول کر زوار کو آواز دی۔

"میجر سر آجائیں ورنہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔"

زوار آستینیں چڑھاتا زویا کے ساتھ صوفے پر آکر بیٹھا تو وہ کھسک کر پیچھے ہوئی۔ جس پر زوار نے ایک نظر اس کو دیکھا۔

"کیا بات ہے پہلے تو بھوک سے رو رہی تھی اب شروع کیوں نہیں کر رہی ہو۔"

"سر وہ بابا کہتے ہیں کہ جب بڑے ہوں تو پہلے ہمیشہ بڑوں سے شروع کرنا چاہئے۔"

یہ کہہ کر اس نے پیزا کا سلائس سپر پلیٹ میں رکھ کر زوار کی طرف بڑھایا۔

پھر خود بھی ایک سلائس لیکر دھیرے دھیرے کھانے لگی۔ اسکے ہاتھوں کی حرکت کی وجہ سے ہاتھ میں موجود چوڑیاں بج رہی تھیں کچھ لمحے تو زوار نے برداشت کیا پھر اس نے زویا کا دایاں ہاتھ جس میں اس نے چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں پکڑ لیا، اب وہ غور سے اس کے مرمریں ہاتھ اور ان میں دکتی کانچ کی سرخ چوڑیاں دیکھ رہا تھا، بلاشبہ ان چوڑیوں سے اسکا ہاتھ سچ سا گیا تھا اور اسکی توجہ کھینچ رہا تھا۔۔۔ زویا نے کسمسا کر ہاتھ چھڑانا چاہا تو وہ چونکا۔

"یہ چوڑیاں تم نے کب لیں میں یہ تو نہیں لایا تھا؟"

اسکا اشارہ اپنی شاپنگ کی طرف تھا جسے سوچ کر زویا کے گال دھک اٹھے۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں زویا، یہ چوڑیاں تمہارے پاس کہاں سے آئی ہیں؟"

زویا نے ایک نظر جلا د کے غصے سے پرچہ پر ڈالی۔

"میجر سریہ مجھے اسلام آباد میں کمشنر انکل کی وائف نے گفٹ کی تھی اور کرنل انکل نے بھی کہا تھا لے لو۔"

"اوکے۔" وہ ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا۔

"میں ان کی آواز سے ڈسٹرب ہو رہا ہوں لہذا تم اچھی بچیوں کی طرح انہیں اتار کر رکھ دو، ویسے بھی تمہیں پتا ہے ناکہ انہی کی آواز سے ریسٹورنٹ میں وہ لڑکے تمہاری طرف متوجہ ہوئے تھے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔

"چلو زویا اب تم بھی آرام کرو ہمیں دوپہر کو ایئر پورٹ کی طرف نکلنا ہے اور اب یہ چوڑیاں تمہارے ہاتھوں میں مجھے نظر نہیں آنی چاہیے۔"

.....

زوار کی آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا، اس نے سر اٹھا کر اپنے فون میں ٹائم دیکھا تو صبح کے دس بج رہے تھے، وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا تین راتوں کے بعد آج اسے کچھ آرام نصیب ہوا تھا۔ شاور لیکر فریش ہونے کے بعد اس نے اپنا سامان سمیٹا اور اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا زویا کی طرف آیا وہ کمفرٹر میں سر سے پاؤں تک خود کو چھپائے صوفے پر گہری نیند میں سو رہی تھی۔

"زویا اٹھو صبح ہو گئی ہے ہمیں نکلنا ہے۔"

اس نے زویا کو آواز لگائی اسے اچھی طرح اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ زویا نیند کی بہت پگھی ہے، دو چار آوازیں لگانے کے بعد وہ صوفے کی طرف آیا اور زویا کے منہ سے کمفرٹر کھینچا اسکے سامنے ایک حسین منظر تھا۔

حسن محو خواب تھا زویا کے حسین چہرے پر بچوں کی سی ملائمت تھی، سنہری پلکیں اس کے گالوں پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور گلابی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی حسین خواب میں محو ہے وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر خود پر قابو پاتے ہوئے اس پر جھکا اور اس کے گال تھپتھپائے۔

"زویا اٹھو دیر ہو رہی ہے، ہمیں نکلنا ہے۔"

وہ کسمائی تو زوار پیچھے ہوا اور شیشے کے آگے کھڑا ہو کر اپنے بال بنانے لگا، بال بنا کر دوبارہ زویا کی طرف آیا جواب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

"میں باہر جا کر ناشتے کا انتظام کر کے آتا ہوں، تم اتنے میں فریش ہو کر تیار ہو جاؤ اور اپنا جو بھی سامان ہے سمیٹ لو۔"

یہ کہہ کر وہ دروازہ لاک کر تباہر چلا گیا۔

زویا نہادھو کر تیار بیٹھی زوار کا ویٹ کر رہی تھی، زوار کو گئے تین گھنٹے ہو چکے تھے پتہ نہیں وہ ناشتہ لینے کدھر گیا تھا، ایئر پورٹ جانے کا ٹائم قریب آ رہا تھا پر زوار غائب تھا ابھی وہ زوار کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور زوار چند شاپر پکڑے اندر داخل ہوا۔ زویا اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی اس نے میز کے قریب آ کر شاپر رکھے، ایک شاپر میں ناشتہ کا سامان تھا اس نے زویا کو شاپر پکڑایا۔

"تم ناشتہ نکالو میں ہاتھ دھو کر آتا ہوں۔"

زویا نے تیزی سے ٹیبل پر ڈسپوزبل کافی اور ڈونٹ نکال کر رکھے اور ساتھ ہی egg sandwich بھی تھے ابھی وہ سامان نکال کر فارغ ہوئی تھی کہ زوار بھی آ گیا، زویا نے زوار کی طرف کافی بڑھائی تو اس کے ہاتھ میں چوڑیاں دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور ترش لہجے میں گویا ہوا۔

"میں نے کل رات ہی تمہیں کہا تھا کہ یہ چوڑیاں اتار دو میں نہیں چاہتا کہ انکی آواز سے کوئی تمہاری طرف متوجہ ہو۔"

زویا نے ایک نظر زوار کو دیکھا پھر اپنی چوڑیوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"میجر سر میں یہ نہیں اتار سکتی، آنٹی نے کہا تھا کہ شادی کے بعد چوڑیاں نہیں اتارتے اچھا نہیں ہوتا۔"

زوار نے خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھا جس سے وہ گھبرا گئی۔

"سروہ اب میری شادی ہو گئی ہے ناں تو اگر میں یہ چوڑیاں اتار ونگی تو آنٹی کہہ رہی تھیں کہ میرے ہسبند کے لئے اچھا نہیں ہو گا اور کرنل انکل نے بھی پہننے کے لئے کہا تھا۔"

زوار کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس تو ہم پرستی پر وہ اس وفا شعار حسینہ کو کیا کہے جسے اپنے ہسبند سے زیادہ چوڑیوں کی فکر تھی۔

زوار دھیرے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور آکر زویا کے سامنے کھڑا ہو گیا، چند لمحے وہ پر سوچ انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر گویا ہوا۔

"مسز زویا آپ کے ہسبند میں اتنی طاقت اور ہمت ہے کہ وہ نا صرف اپنی بلکہ آپ کی حفاظت بھی بڑی خوش اسلوبی سے کر سکتا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے سنجیدگی سے زویا کا ہاتھ پکڑا اور تمام چوڑیاں اتار کر ڈسٹ بن میں ڈال دیں۔
زویا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس جلاد کو دیکھ رہی تھی۔

"چلو سارا ناشتہ ٹھنڈا کروادیا، جلدی کرو بس پانچ منٹ میں ہمیں نکلنا ہے۔"

ناشتہ کر کے زوار نے دوسرا شاپر کھولا اور ایک خوبصورت اسٹائلش نفیس سالونگ بلیک کوٹ اور سن گلاسز نکال کر زویا کی طرف بڑھائے۔

"یہ تمہارے لئے ہیں اسے پہن لو، میں نہیں چاہتا ایرپورٹ پر بھانت بھانت کے لوگ تمہیں دیکھیں۔"

زویا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس جلاد کے ہاتھ سے کوٹ لیکر پہنا اور سن گلاسز لگا کر چلنے کے لئے تیار ہو گئی۔ زوار نے اسکا ہاتھ تھاما اور گاڑی کی طرف چل دیا۔

ایرپورٹ پہنچ کر تمام security سے گزر کر اب وہ دونوں vip لاؤنج میں بیٹھے بورڈنگ کاویٹ کر رہے تھے۔ زویا کی افسردہ نگاہیں بار بار اپنی خالی کلائیوں کی طرف جارہی تھی۔ دراصل زویا نے کبھی کسی خاتون کے ساتھ ٹائم نہیں گزارا تھا اس کی پوری زندگی میں اس کے بابا شبیر تھے اور جیولری کے نام پر بھی وہ صرف ٹاپس اور لاکٹ کو جانتی تھی جو اسکے بابا نے اسے پہنائے تھے اور ہدایت کی تھی کہ انہیں کبھی بھی مت اتارنا اور انکا لاک بھی ایسا تھا کہ وہ انہیں اتار بھی نہیں سکتی تھی اور جب سے ان آنٹی نے پیار سے اسکے ہاتھ تھام کر اسے سمجھاتے ہوئے وہ چوڑیاں پہنائی تھیں تو اسے اپنی ماں کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوئی تھی مگر یہ جلاد میجر سرساری خوشی ڈسٹ بن میں ڈال دی۔۔ مگر اب زویا نے سوچ لیا تھا جب وہ اپنے ہسبنڈ سے ملے گی تو اسے بالکل ایسی ہی چوڑیاں لانے کو کہے گی مگر بلال سے اس حیثیت سے ملنے کا سوچ کر اسکا ننھا معصوم دل پھر اداس ہو گیا۔

وہ پلین میں بیٹھے تھے ٹیک آف ہو چکا تھا دو سے ڈھائی گھنٹے کا سفر تھا۔ اس نے ونڈو سے سرٹکایا اور اپنی آنکھیں موند لیں۔

بلال دبئی پہنچ چکا تھا اور ایک گھنٹے کے فرق سے زوار اور زویا بھی پہنچنے والے تھے، وہ ایئر پورٹ پر ہی انکا انتظار کر رہا تھا کیونکہ یہاں سے ان تینوں کو ساتھ سفر کرنا تھا۔ وہ ڈیوٹی فری میں گھوم رہا تھا جب اچانک ایک لڑکی اس سے آٹکرائی اور اس کے ہاتھ سے ڈیوٹی فری شاپر زگر گئے وہ خود بھی فرش پر گری پڑی تھی، بلال نے تیزی سے جھک کر اسے اٹھنے میں مدد دی اور اس کے شاپر اٹھا کر سیدھا ہوا، وہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس کے چہرے پر معصومیت چھائی ہوئی تھی، بلال نے اس کے شاپر اسے پکڑائے اور معذرت کرتے ہوئے آگے بڑھا تو پیچھے سے بھگے ہوئے اسپنشل لہجے میں اس لڑکی نے بلال کو آواز دی۔

"مسٹر کیا آپ میری مدد کر سکتے ہیں؟"

بلال رک کر اس کے پاس آیا۔

"جی فرمائیے۔"

"مجھے بہت درد ہو رہا ہے اور چلا بھی نہیں جا رہا کیا آپ مجھے پلینز ویٹنگ لائن نمبر چار میں چھوڑ

دیئیں گے۔" اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"بلال نے ایک نظر اپنی رست و اچ پر ڈالی پھر اس لڑکی کے قریب آیا اور اسے سہارا دے کر لاؤنچ کی جانب چلنے لگا۔ لاؤنچ میں پہنچ کر اس نے اسے سیٹ پر بٹھایا اور جانے لگا تو اس نے اسے روک کر اپنا ہاتھ دوستانہ انداز میں اسکی طرف بڑھایا۔

" Thanks alot for helping me Mr ..by the way my name is Sofia"

بلال نے سر ہلاتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا اور اپنے مغرور انداز میں آگے بڑھ گیا۔
صوفیہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، وہ سہارا لینے کے بہانے بلال کے کوٹ پر انتہائی مہارت سے ٹریکنگ چپ لگا چکی تھی۔

.....

پلین دبی انٹرنیشنل ائر پورٹ پر لینڈ کرنے والا تھا، جب زوار نے سارے راستے اداس اور خاموشی سے بیٹھی زویا کو مخاطب کیا۔۔۔

"مسز زی اب چوڑیوں کے غم سے نکل آؤ، یقین کرو تمہارے ہسبنڈ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ہاں اگر تم ان کو پہنے رہتی تو یقیناً کچھ بھی ہو سکتا تھا۔"

زویا نے نا سمجھی سے زوار کو دیکھا اور روٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔

”میرا نام زوی نہیں زویا ہے۔“

زوار نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔

”کیا اس پوری گفتگو میں تمہیں صرف مسز زوی ہی قابل غور و سماعت لگا ہے؟“ وہ اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

.....

جونا تھن اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ انگلینڈ سے دبئی پہنچ چکا تھا اور اب ایک fully loaded وگن میں بیٹھا زویا کے ایئرپورٹ سے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ فورڈ نے اپنے تعلقات استعمال کر کے طیارے میں فنی خرابی کا انتظام کر لیا تھا لہذا ہر صورت فلائٹ کے کینسل ہونے پر ان لوگوں کو زویا کو لیکر ایئرپورٹ سے باہر نکلنا پڑتا اور پھر جونا تھن زویا کو بیہوش کر کے صحرا میں کنوئیں کے پاس موجود یہودی اڈے پر لے جاتا اور وہاں سے فورڈ کا پرائیویٹ جیٹ جہاز زویا کو لیکر فورڈ کے پاس چلا جائیگا۔ پلان تیار تھا اور جونا تھن بھی۔ بس اب زویا کے باہر آنے کا انتظار تھا۔

کراچی سے دبئی آنے والی فلائٹ میں صرف 10 منٹ باقی تھے بلال وہیں انکا انتظار کر رہا تھا جب اسے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے اس نے چوکنے انداز میں چاروں طرف دیکھا پر کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آئی۔ ابھی زوار کے آنے کے بعد انہیں مزید چار گھنٹے ایئر پورٹ پر اپنی connecting flight کا انتظار کرنا تھا۔ اس نے اپنا کوٹ اتار کر لوہی میں موجود صوفے پر رکھا اور خود کھڑا ہو کر انکوائری بورڈ پڑھنے لگا۔

بلال جیسے ہی اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا تو ٹریکنگ چپ ہلکی سی رگڑ لگنے سے فرش پر گر گئی صوفیہ جو آرام سے بیٹھی اپنے فون نما آلے میں بلال کو چیک کر رہی تھی چونک گئی، اب اسے جلد از جلد دوبارہ ان لوگوں کو ٹریپ کرنے پلان بنانا تھا اسکا دماغ تیزی سے چل رہا تھا آخر ایک نتیجہ پر پہنچ کر کھڑی ہو گئی اور اب اس کا رخ کراچی سے دبئی آنے والی فلائٹ کے ٹرمنل پر تھا۔

زوار سوالیہ نگاہوں سے زویا کو دیکھ رہا تھا جیسی دبئی لینڈنگ کی announcement ہوئی اس نے زویا سے توجہ ہٹا کر اپنا سامان سمیٹنا شروع کیا اور پلین کے رکتے ہی وہ زویا کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا، باہر آکر وہ دونوں اپنی connecting flight کے لئے لاؤنچ نمبر چار کی جانب بڑھے وہ جیسے ہی وہاں پہنچے تو دور سے ہی انہیں بلیک شرٹ اور بلیک جینز اور فوجی کٹ بالوں میں دور سے ہاتھ ہلاتا بلال نظر آیا زویا نے اپنا

ہاتھ زوار سے چھڑوانے کی کوشش کی پر زوار کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ نازک لڑکی کچھ نہیں کر سکی
قریب پہنچتے ہی بلال زوار کے گلے لگا۔

"شکریہ زوار بھائی! آپ نے مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کا موقع دیا۔"

یہ کہہ کر وہ زویا کی جانب بڑھا جو نظریں نیچے کئے کھڑی تھی اور اس کا وجود ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا، بلال نے
آگے بڑھ کر زویا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"پرنسپس میں نے آپ سے کہا تھا کہ اللہ نے ہر مشکل کے بعد راحت رکھی ہے میں کبھی شبیر انکل سے
ملا تو نہیں مگر ان کی کہانی سن کر اتنا انسپائر ہوا ہوں کہ میں اب آپ کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا۔
یہی وعدہ کیا تھا میں نے آپ سے اور دیکھیں اللہ نے آپ کو کتنی مضبوط امان میں دیا ہے۔"

زوار نے تخیل سے بلال کا ہاتھ زویا کے سر سے ہٹایا۔

"کیپٹن بلال! میرے ساتھ کام کرنے کا ایک اصول ذہن میں رکھ لو۔"

بلال نے پوری توجہ سے زوار کو دیکھا۔

"فضول گفتگو سے پرہیز۔"

یہ کہہ کر زوار نے بلال کو چلنے کا اشارہ کیا، بلال نے مڑ کر اپنا کوٹ اٹھایا، زوار جو غور سے آس پاس دیکھ رہا تھا، بلال کو ہٹا کر جھکا اور سیٹ کے کنارے سے ایک جدید چاول کے دانے کے برابر چپ اٹھائی جو اس کی x-ray نگاہوں سے نہیں بچ سکتی تھی۔

بلال حیرت سے زوار کے ہاتھ میں موجود چپ کو دیکھ رہا تھا، زوار نے چپ کو اپنے دونوں انگوٹھوں کے درمیان رکھ کر توڑ دیا۔

"بلال تم ٹریس ہو چکے ہو یقیناً اب ہم سب ان لوگوں کی نگاہ میں آچکے ہیں، فوراً اٹھو ہمیں اپنی بورڈنگ کروا کر پبلک ایریا میں بیٹھ جانا چاہئے۔"

وہ تینوں آگے بڑھے زوار نے زویا کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، وہ زوار اور بلال کے بیچ میں چل رہی تھی وہ تینوں لاؤنچ نمبر چار میں پہنچے اور بورڈنگ اوپن ہونے کا ویٹ کرنے لگے جیسی ایک طرف سے صوفیہ ہلکے سے لنگڑا کر چلتے ہوئے انکے پاس آئی اور بلال سے مخاطب ہوئی۔

"مسٹر آپ کہاں چلے گئے تھے میں نے اتنی تکلیف میں بھی آپ کو ڈھونڈا مگر آپ نہیں ملے۔"

زوار نے ایک نظر صوفیہ پر ڈالی وہ بہت غور سے صوفیہ کو دیکھ رہا تھا جیسی صوفیہ بلال سے گویا ہوئی۔

"آپ کے جانے کے بعد ایک عجیب سا آدمی میرے پاس آیا، وہ آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا مجھے بہت ہی suspicious لگا تو میں نے سوچا آپ کو بتادوں کیونکہ آج کل آپ کو پتا ہے نا بہت سے لوگ اسمگلنگ کے لئے مسافروں کو استعمال کرتے ہیں۔"

بڑے آرام سے کہانی بناتی صوفیہ ان سے بات کرتے کرتے ساتھ پڑی کرسی پر آرام سے بیٹھ گئی جیسے وہ ان کے ساتھ ہی ہو۔ ابھی انہیں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ آر لینڈ جانے والی فلائٹ میں technical خرابی کی وجہ سے منسوخ کرنے کی announcement ہونے لگی اور مسافروں سے التجا کی گئی کہ وہ ایئر پورٹ ہوٹل میں رات گزاریں اب فلائٹ صبح روانہ ہوگی۔

زوار نے بلال کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی زویا کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا انکے کھڑے ہوتے ہی صوفیہ نے بھی لڑکھڑاتے ہوئے کھڑے ہونے کی کوشش کی پھر اس نے زوار اور بلال دونوں کو مخاطب کیا۔

"کیا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چل سکتی ہوں؟ دراصل میرے پاؤں میں موج آگئی ہے اور یہ شہر میرے لئے نیا ہے پلیز میری مدد کریں۔"

اس سے پہلے زوار کچھ کہتا زویا نے ہمدردی سے صوفیہ کو دیکھا پھر زوار کا ہاتھ ہلا کر گویا ہوئی۔

"پلیز اس کی مدد کر دیں یہ اکیلی ہے میری طرح۔"

زوار نے ایک نظر زویا کو دیکھا پھر اثبات میں سر ہلاتا سب کو آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گیا۔

امیگریشن کاؤنٹر تک پہنچنے کے بعد پہلے بلال، پھر صوفیہ، دونوں کلیرنس کرا کر نکلے پھر زوار زویا کو لے کر کاؤنٹر پر آیا اور دونوں کے پاسپورٹ اور ٹکٹ کاؤنٹر پر رکھے آفیسر نے زوار سے فارمیٹی کے سوال پوچھے پھر وہ زویا کی طرف آیا۔

"مسز زوار!"

زویا نے چونک کر اسے دیکھا تو اس نے دوبارہ سے اسے مخاطب کیا

"مسز زویا زوار یہ آپ کا ہی نام ہے نا؟" زویا شاک کی سی کیفیت میں آفیسر کو دیکھے جا رہی تھی جب زوار نے آگے بڑھ کر مداخلت کی۔

"آفیسر میری وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ پلیز ہمیں ویزا issue کریں مہربانی ہوگی۔"

آفیسر نے مسکراتے ہوئے ایک نگاہ اس خوبصورت جوڑے پر ڈالی اور پاسپورٹ پر سٹامپ لگا کر زوار کے حوالے کئے، زوار نے زویا کا ہاتھ پکڑا اور چلنے لگا مگر زویا ٹس سے مس نہیں ہوئی تو اس نے زویا کو اپنے ساتھ گھسیٹا اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"مسز زویا ابھی مراقبہ کا وقت نہیں ہے، ایسا نا ہو کہ یہ لوگ ہمیں مشکوک سمجھ لیں، چلو یہاں سے۔"

زویا نے ایک جھٹکے سے زوار سے ہاتھ چھڑوایا اور اس کے ہاتھ سے پاسپورٹ لے کر دیکھنے لگی۔

نام۔ مسز زویا زوار

زوجہ۔ زوار احمد خان

وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے پاسپورٹ دیکھ رہی تھی جب زوار نے اس کے ہاتھ سے پاسپورٹ واپس لیا اور اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لیکر باہر آگیا جہاں بلال اور صوفیہ انتظار کر رہے تھے۔

باہر آتے ہی زوار نے بلال کو شٹل سروس کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

جو ناتھن نے دور بین سے زویا کو دیکھ لیا تھا، اب وہ انکے پارکنگ میں آنے کا ویٹ کر رہا تھا مگر اچانک ان کو شٹل سروس میں جاتے دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا، اس نے اپنے ساتھی ڈرائیور کو دیکھا اور ہدایت کی۔

"اس شٹل کا پیچھا کرو پلان چینج کرنا پڑیگا اب ہم مادام زویا کو ہوٹل سے اٹھانے کی کوشش کریں گے۔"

ہوٹل پہنچ کر انہیں ایئر لائن کی طرف سے کمرے دیئے گئے۔ وہ اپنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے جب بلال اردو میں بولا۔

"زوار بھائی اس مصیبت کا کیا کرنا ہے؟" اسکا اشارہ صوفیہ کی طرف تھا۔

زوار نے ایک نظر بلال کو دیکھا اور کندھے اچکائے تو بلال دوبارہ بولا۔

"یہ خوبصورت بلا مجھے مشکوک اور دشمنوں سے ملی ہوئی لگتی ہے ہمیں جلد از جلد اس سے پیچھا چھڑالینا چاہیے۔"

صوفیہ ان دونوں کے ساتھ چلتے انہیں دیکھتے ہوئے ایک مسکراہٹ اچھالتی ہوئی اپنا سامان سنبھالتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔۔۔

بلال صوفیہ کی طرف سے مطمئن نہیں تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ رات گہری ہوتے ہی سب کے سونے کے بعد وہ صوفیہ کے کمرے میں جا کر اسکے سامان کی تلاشی لے گا۔۔

.....

زوار زویا کو لیکر روم میں آیا اور اسے آرام سے بیٹھنے کا کہہ کر اس نے پورے کمرے کا جائزہ لیا پھر بیگ سے اپنا ٹراؤزر اور شرٹ نکال کر واش روم چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد شاہر لے کر وہ تولیہ سے سرپونچھتا باہر آیا تو زویا کمرے کے وسط میں اسی حالت میں گم سم کھڑی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا وہ اسے بغور دیکھتا ہوا اسکے قریب آیا اور اسکی آنکھوں کے گرد ہاتھ ہلایا تو وہ جیسے نیند سے جاگ اٹھی۔

”کیا ہوا مسز زی کراچی میں تو تم بالکل ٹھیک تھی۔۔ یہاں تک کہ پلین میں بھی تم گزارے لائق تھی اب یہاں آکر کیا ہوا؟“

زویا نے ایک نظر زوار کو دیکھا اور بس اسکا ضبط جواب دے گیا اور وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر زار و قطار رونا شروع ہو گئی۔۔ زوار کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ زویا کو ہوا کیا ہے وہ کیوں اتنا رو رہی ہے اسکے رونے سے اسے تکلیف ہو رہی تھی اس نے زویا کو ایک ہاتھ سے اپنے حصار میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے زبردستی اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹائے اور اسے لیکر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ بڑی محبت اور توجہ سے اس نے زویا کے آنسو پونچھے۔۔ پر زویا کا رونا جاری رہا۔۔۔۔

”زویا اب تم مجھے پریشان کر رہی ہو، کیا بات ہے آخر ہوا کیا ہے کیا کوئی بات بری لگی ہے یا کہیں تمہیں کوئی تکلیف ہے مجھے بتاؤ۔۔۔“

وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا جو رو کر اپنا حشر خراب کر رہی تھی۔۔۔۔۔

”زویا اب تم مجھے غصہ دلارہی ہو۔“ وہ عاجز آ کر بولا۔

زویا نے اپنی سرخ آنکھوں سے اپنے ساتھ بیٹھے زوار کو دیکھا یہ وہ شخص تھا جس نے اس کے دل کو دھڑکنا سکھایا تھا جس کی موجودگی میں وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی تھی جسے اس نے اپنی دعاؤں میں اللہ سے مانگا

تھا اور اب جب وہ اپنی ساری امیدیں چھوڑ کر مایوس ہو گئی تھی تو اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ شاندار شخص اس کا ہے صرف اس کا۔۔۔ وہ ابھی بھی بے یقین سی تھی جب زوار نے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا۔۔۔ زویا کو پانی پلا کر زوار نے دھیرے سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور لے جا کر بیڈ پر لٹا دیا اور اسے کمرے سے اڑھاتے ہوئے اسکے چہرے پر ایک گہری نظر ڈالی۔۔۔

”تم اب آرام کرو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں یہیں بیٹھا اپنا کام کر رہا ہوں۔۔۔“ وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ زویا نے ہمت کر کے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور انتہائی دھیمے لہجے میں جھکی نظروں سے ہچکچاتے ہوئے زوار سے مخاطب ہوئی۔۔۔

”میجر سر کیا واقعی میں آپ۔۔۔ میرا مطلب آپ۔۔۔ وہ میں۔۔۔ آپ۔۔۔“ وہ گھبراہٹ اور شرم سے بات مکمل نہیں کر سکی اور خاموش ہو گئی۔۔۔

مگر زوار زویا کو آنکھوں میں حیرت بھرے دیکھ رہا تھا وہ ایک ٹرینڈ خطرناک اور کائیاں ایجنٹ تھا جو اڑتی چڑیا کے پرتک گن سکتا تھا وہ زویا کی آدھی ادھوری بات سمجھ گیا تھا۔۔۔ وہ زویا کی جانب جھکا اور اسے دونوں بازوؤں سے جکڑ کر اپنے قریب کیا اور اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا حیرانی سے بولا۔

..... I cant believe it seriously i cant believe this “

کیا تم واقعی نہیں جانتی تھی کہ تمہارا نکاح مجھ سے ہوا ہے؟ کیا واقعی تم اتنی اسٹوپڈ ہو کہ تمہیں یہ تک نہیں پتہ کہ تمہارا نکاح کس سے ہوا ہے؟“-----

زویا نے ایک نظر ڈرتے ڈرتے اس پر ڈالی۔

”میں کیا کرتی آپ نے تو انکار کر دیا تھا، پھر پاپا انکل نے بھی کہا تھا کہ یہ نکاح صرف پروٹیکشن کیلئے ہے اور بس تو میں نے تو ایسے ہی سائن کر دیئے۔۔۔“

”آج پہلی اور آخری بار میں وضاحت دے رہا ہوں کان کھول کر سن لو اور اپنے دماغ میں بٹھالو، میں نے انکار نہیں کیا تھا ٹائم مانگا تھا اور یہ ریلیشن کوئی فار میلیٹی یا کونٹریکٹ نہیں ہے، اب تم صرف اور صرف میری ہو اور میرے مرنے کے بعد ہی اس رشتے سے آزاد ہو سکتی ہو۔“ یہ کہہ کر زویا نے زویا کو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا بالکونی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

صوفیہ اپنے کمرے میں فون نماڈیو انس پر ہوٹل کے آس پاس کے علاقہ کو کیمرے سے چیک کر رہی تھی وہ ہوٹل کے سیکورٹی کیمروں کو ہیک کر چکی تھی، ابھی وہ اپنے کام میں مصروف تھی کہ اسے کھڑکی کی طرف سے کھٹکے کی آواز سنائی دی اس نے تیزی سے اپنی ڈیوائس تکلیف کے نیچے رکھی اور خود اپنا پستول اٹھا

کر پردے کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔۔ ایک لمبا آدمی نقاب پہنے کمرے میں داخل ہوا وہ چونے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا، صوفیہ کا ارادہ اسے پکڑ کر معلومات حاصل کرنے کا تھا، جب اسکی نظر اس نقاب پوش کے ہاتھ پر پڑی وہ اسے اسکی گھڑی دیکھ کر پہچان گئی تھی، وہ بلال تھا وہ ابھی کھل کر سامنے نہیں آنا چاہتی تھی، اسی لئے اسنے پستول اپنے گریبان میں چھپائی اور پردے کے پیچھے سے نکلتی ہوئی کانپتی آواز میں بولی۔

”کون ہو تم؟“

بلال نے مڑ کر دیکھا تو پنک پاجامے اور شرٹ میں صوفیہ کھڑی کانپ رہی تھی۔۔۔

.....

بلال خوف سے کانپتی صوفیہ کو دیکھ رہا تھا وہ آہستہ آہستہ اس کی سمت بڑھا، صوفیہ کی شہد رنگ آنکھوں میں اسے خوف نظر آرہا تھا، اس کا ارادہ اسے بیہوش کر کے کمرے اور اس کے سامان کی تلاشی لینے کا تھا ابھی وہ صوفیہ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ہوٹل کا فائر الارم بجنے لگا وہ تیزی سے مڑا اور کمرے کی کھڑکی سے باہر کود گیا۔

صوفیہ نے تیزی سے کھڑکی کو لاک لگایا اور تکیے کے نیچے سے monitoring device نکال کر ہوٹل کو چیک کرنے لگی، اچانک اس کی آنکھیں چمکنے لگیں اور وہ اٹھ کر اپنا چست کالا لباس نکال کر تیار ہونے لگی۔

جونا تھن نے ہوٹل کے چاروں طرف اپنے آدمی پھیلا دیئے تھے اور خود بھی ایک کمرہ لیکر ہوٹل کے اندر موجود تھا۔ اور بڑی مہارت سے ہوٹل کے ڈیٹا کو اپنی USB میں save کر چکا تھا اور اب چیک کر رہا تھا کہ وہ یہ دیکھ کر چونک گیا کہ زویا کو ہوٹل ریکارڈ میں شادی شدہ دکھایا گیا ہے اور وہ اپنے سو کالڈ ہسبنڈ کے ساتھ ایک ہی روم میں ٹھہری ہے۔ اس نے ساری ڈیٹیل فورڈ کو ٹرانسفر کی اور مزید ہدایات کاویٹ کرنے لگا۔

فورڈ کو جونا تھن کی بھیجی ہوئی اطلاعات مل چکی تھیں اور اب وہ اپنے resources سے زویا کے ہسبنڈ کے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا، اس کے سیکورٹی ہیڈ نے جیسے ہی زوار کا ڈیٹا ڈالا تو اسے کچھ نہیں ملا کسی بھی آدمی کا ریکارڈ ایف بی آئی کے پاس نہ ہو یہ ممکن نہیں تھا فورڈ کو پکا یقین ہو گیا تھا کہ زویا کے ساتھ

جو بھی ہے وہ کوئی ایجنٹ ہی ہے جو صرف اسکی حفاظت کے لئے ہے اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ایک ٹریپ ہے اس نے فوراً ٹرانسمیٹر پر جونا تھن کو کال ملائی۔

"جونا تھن زویا کے ساتھ جو بھی ہے آئی ڈونٹ کیئر، اسے ختم کر دو تاکہ اگر شادی ہوئی بھی ہے تو زویا اس بندھن سے آزاد ہو جائے۔"

جونا تھن نے ساری ہدایات سن کر ٹرانسمیٹر بند کیا، اب اس کا ارادہ ہوٹل میں آگ لگانے کا تھا جس سے سب کی خاص کر ہوٹل سیکورٹی کی توجہ اس طرف ہو جاتی اور وہ فائر مین کے بھیس میں سب کمروں کو چیک کرنے کے بہانے زویا کے کمرے میں جاتا اور blow pipe کے ذریعے زویا کے ہسبنڈ کو زہریلی سوئی کا نشانہ بنا کر مار دیتا اور زویا کو لیکر نکل جاتا، پلان پر فیکٹ تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو کال کی اور خود بھی ہوٹل سے باہر نکل گیا، اب انہیں فائر بریگیڈ کے ساتھ آنا تھا اور سب سے پہلے ہوٹل میں آگ لگانی تھی۔

زوار بالکونی میں کھڑا تھا، وہ ابھی تک حیران تھا کہ زویا نے اس پر بھروسہ نہیں کیا اور ایسے ہی نکاح نامے پر سائن کر دیئے یعنی اس کا نکاح کسی سے بھی ہو جاتا زویا کو منظور تھا یہ سوچ ہی اسے پاگل کر رہی تھی کہ

جب وہ زویا سے ساتھ نبھانے کا وعدہ کر چکا تھا مانا کہ وہ اپ سیٹ تھا مگر اس نے حامی بھری تھی اور انکار زویا نے کیا تھا اس نے تو صرف وقت مانگا تھا کیونکہ اس کے نزدیک زویا ابھی صرف 17 سال کی تھی مگر زویا آخر وہ کیسے کسی سے بھی نکاح پر راضی ہو گئی۔

زویا بستر پر بیٹھی بہت دیر سے زوار کو بالکونی میں کھڑے دیکھ رہی تھی، چاند کی چاندنی میں زوار کا چہرہ اسے صاف نظر آرہا تھا، وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی، بلاخر ہمت کر کے اٹھی اور ننگے پیر چلتی ہوئی بالکونی میں زوار کے پاس آئی۔ زوار نے اسکی موجودگی محسوس کی مگر کچھ نہیں بولا۔ زویا کچھ لمحے زوار کی جانب دیکھتی رہی پھر آہستہ سے گویا ہوئی۔

"میجر سر کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟"

"زویا ابھی تم یہاں سے چلی جاؤ، مجھے تھوڑی دیر اکیلا رہنے دو۔"

زویا نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کے سامنے آکر ہمت کر کے دوبارہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"میجر سر آپ پلیز ایسے نہ کریں، بات تو کریں، دیکھیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

زوار نے زویا کو ایک نظر دیکھا پھر اسے جنوبی انداز میں بازوؤں سے جکڑ کر اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا زویا اس کے رویے سے ڈر گئی تھی اسکی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے تبھی وہ غرایا۔

Damn it Zoya how dare you get ready to marry any one how dare you"

یہ کہہ کر اس نے زویا کو چھوڑا اور ایک زور سے اپنا فولادی مکا دیوار پر مارا۔

زویا کی آنکھوں سے آنسو جھر جھر بہنے لگے، اسے پتا تھا کہ غلطی اس کی ہے، اس نے دوبارہ زوار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آنکھوں سے لگاتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"مجھے معاف کر دیں، غلطی ہو گئی پلیز۔"

یہ پہلا موقع تھا کہ زویا خود سے اس کے قریب آئی تھی، اسکا دل پگھل رہا تھا پروہ اتنی آسانی سے اسے معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔ مگر زویا کا اس طرح اسکے پاس آنا اور اسے چھونا اس کا دل چھوچکا تھا۔ ایک لمحے کو اس نے زویا کو دیکھا اسکے چہرے پر زوار کی ناراضگی کا ڈر تھا، سبز آنکھوں پر لمبی گھنی سنہری پلکیں سایہ فلن تھی، اسکا نازک سراپا ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا، اس نے زویا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے قریب کیا، تھوڑی دیر اسے محسوس کرنے کے بعد اس نے اپنے نفس پر قابو پایا، اسکی بانہوں کے حصار میں کھڑی یہ لڑکی نہ صرف اسکی محبت بلکہ عزت بھی تھی، مانا کہ نکاح ہو چکا تھا پر ابھی رخصتی ہونی

باقی تھی، اس نے دھیرے سے اسے اپنے آپ سے الگ کیا، وہ شرم سے لرزتی آنکھیں موندے کھڑی تھی۔۔۔ زوار نے دھیرے سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

”مسز زی۔۔ آپ کو وقت آنے پر اس بات کی سزا تو ضرور ملے گی۔“

ابھی وہ زویا کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک زوار کی نگاہ بالکونی سے باہر پڑی جہاں دو مشتبہ افراد اسے ایک کنٹینر سے ہوٹل کی سائیڈ پر کچھ چھڑکتے نظر آئے پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک نے تیلی نکالی اور زوار سمجھ گیا کہ انھوں نے پٹرول چھڑکا ہے، اس نے فوراً زویا کو بازوؤں سے پکڑ کر کمرے کے اندر کیا، اتنی دیر میں نیچے آگ لگ چکی تھی اور سموک ڈسٹر نے الارم بجانا شروع کر دیا۔ زوار نے بجلی کی تیزی سے اپنا پستول نکال کر جیب میں ڈالا اور چھرا نکالا اتنے میں دروازہ پر دستک ہوئی۔

زوار نے کی ہول سے دیکھا تو بلال تھا۔

”زوار بھائی لگتا ہے ہوٹل کو دشمن ہمارے لئے ٹریپ بنانا چاہتے ہیں۔“

زوار نے بلال کو ایک نظر دیکھا۔

”ہمیں فوراً یہ ہوٹل چھوڑنا پڑے گا۔“

”ٹھیک ہے میں سامان لیکر آتا ہوں۔“

"نہیں بلال ٹائم نہیں ہے، فوراً مطلب فوراً ابھی کے ابھی ہمیں اس کھڑکی سے کود کر نکلنا ہو گا کیونکہ فائر exit اور مین دروازہ یقیناً ان کی نگاہ میں ہو گا، ہمیں کھڑکی سے پائپ کے ذریعے اترنا ہو گا، تم پہلے جاؤ میں اوپر سے تمہیں کور کرتا ہوں اور پھر میں زویا کو لیکر اترؤں گا اور تم مجھے کور کرنا۔"

بلال تیزی سے کھڑکی کے راستے باہر کود گیا اور پائپ کو پکڑ کر اترنے لگا، زوار بالکونی میں دیوار کے ساتھ لگا کھڑا بلال کو دیکھ رہا تھا، جب اسے نیچے سے ایک آدمی بلال کی جانب آتا دکھائی دیا اس نے اپنے سلسنر لگے پستول سے اس کا نشانہ لیا۔

بلال نے نیچے پہنچ کر زوار کو اشارہ کیا زوار زویا کی جانب مڑا۔۔۔

"تم میری پیٹھ پر آؤ اور سختی سے مجھے پکڑ لو، ہمیں نیچے اترنا ہو گا اور چاہے کچھ بھی ہو چیخ مارنے سے پرہیز کرنا۔"

جب تک زوار زویا کو لیکر نیچے پہنچا جو ناتھن کے کچھ آدمی انکی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ زوار نے زویا کو اپنے اوپر سے اتارا اور دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔

"جب تک میں نہ کہوں یہاں سے ہلنا نہیں۔"

اور بلال کے ساتھ وہ ان آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا۔

"بلال میں انہیں سنبھالتا ہوں تم دائیں طرف مڑو اور کسی گاڑی کا انتظام کرو۔"

بلال سر ہلاتا تیزی سے دائیں طرف غائب ہو گیا، زوار چیتے کی طرح اپنے شکار کے قریب آنے کا انتظار کر رہا تھا، جیسے ہی وہ دونوں آدمی قریب آئے زوار نے ایک زوردار چھلانگ لگائی ایک کو اس نے شوٹ کیا اور دوسرے کی گردن اپنے قبضے میں کر کے مڑوڑ دی، اب وہ مڑ کر زویا کی طرف آیا جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کا یہ روپ دیکھ رہی تھی زوار نے اسے ایک نظر دیکھا۔

"خدا کے لئے اب بیہوش مت ہو جانا، یہ سب میری لائف کا حصہ ہے، compromise کرنا سیکھو، چلو یہاں سے۔"

وہ زویا کا ہاتھ پکڑ کر بلال کی سمت میں بھاگا، جب زویا کے منہ سے کراہ نکلی۔ زوار نے رک کر اسے دیکھا تو وہ ننگے پیر تھی اور شاید کوئی نوکیلی چیز اسے چبھی تھی پر ابھی رکنے کا وقت نہیں تھا، اس نے زویا کو اپنے کندھے پر ڈالا اور تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔

بلال ہوٹل کی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں پہنچ چکا تھا، وہیں اس نے ایک جیب منتخب کی اور کھڑکی توڑ کر اس کا دروازہ کھولا۔ دروازہ کے کھلتے ہی گاڑی میں الارم بجنے لگا اس نے تیزی سے سٹیرنگ وہیل کے نیچے سے گزرتے وائر کو کھینچ کر گاڑی کا الارم بند کیا پھر کچھ وائر کو جوڑ کر گاڑی سٹارٹ کی، اتنے میں اسے دور سے

زوار زویا کو لیکر بھاگتا ہوا نظر آگیا تھا، اس نے تیزی سے گاڑی اسکی سمت کی اور ان کے بالکل پاس آکر روک دی۔

جوناتھن کے ساتھی اسے ان کے فرار کی اطلاع دے چکے تھے اور اب انکا پیچھا کر رہے تھے، جوناتھن نے مزید دو آدمیوں کو انکی گاڑی کی مخالف سمت سے آکر راستہ روکنے کا حکم دیا۔

بلال گاڑی تیزی سے بھگارتھا، وہ کئی بار دبئی آپکاتھا اور راستوں سے اچھی طرح واقف تھا، زوار نے ایک نظر پیچھے آتی گاڑیوں پر ڈالی۔

"بلال تم صحرا کی طرف لو، وہاں بڑے بڑے ٹیلے ہیں ہم با آسانی ان کتوں کا شکار کر سکیں گے۔"

گاڑی صحرا کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔ ابھی وہ ٹیلے کی اوٹ میں جانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ چاروں طرف سے جوناتھن اور اسکے ساتھیوں نے انہیں گھیر لیا تھا، اب اس کے سوا کوئی چارا نہیں تھا کہ ہتھیار ڈال دیئے جائیں، زوار نے بلال کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود پیچھے مڑ کر زویا کو دیکھا، اسے اپنی فکر نہیں تھی مگر وہ زویا کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس نے ایک بھرپور نظر اپنی جان سے

عزیز ملکیت زویا پر ڈالی اور اسکے چہرے کو اپنی آنکھوں میں جذب کیا۔۔۔۔۔ اور بلال اور زویا دونوں سے مخاطب ہوا۔۔۔۔۔

”بلال میں گاڑی سے اتروں گا اور موقع دیکھتے ہی بائیں ہاتھ کی طرف فائر کھول دوں گا ان کی ساری توجہ میری طرف ہوگی اور تم ریورس کر کے پیچھے والی گاڑیوں کو اڑاتے ہوئے نکل جانا اور سیدھا پاکستان ایمبسی پہنچ کر کر نل سے رابطہ کرنا اور زویا کا خیال رکھنا، میں ان سے نبٹ کر زندگی رہی تو وہیں ملتا ہوں اور زویا تم بلال کے ساتھ تعاون کرنا۔۔۔“

زویا نے زوار کا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے روکنا چاہا پر زوار اس کا چہرہ تھپتھپا کر اپنی گن پر گرفت مضبوط کرتا گاڑی سے اتر گیا۔۔۔۔۔

زوار کے اترتے ہی انتہائی سنجیدہ چہرے کے ساتھ بلال گاڑی بھگانے کیلئے تیار ہو گیا۔۔۔ ابھی زوار گاڑی سے اتر ہی تھا کہ جو نا تھن کے آدمی ایک ایک کر کے گرنے لگے، کوئی شارپ شوٹر انھیں سائینسر لگی گن سے مار رہا تھا، بلال نے گاڑی کا رخ زوار کی طرف کیا تا کہ زوار کو سیف کر سکے، جو نا تھن کیلئے اتنی مہلت کافی تھی اس نے گاڑی کے چاروں ٹائر فائر کر کے بیکار کر دیئے اور نڈر انداز میں اپنے ساتھی سے راکٹ لاؤنچر لیکر اس کا رخ گاڑی کی طرف کر دیا۔۔۔

”سب اپنی جگہ رک جاؤ ورنہ اس گاڑی کو اڑا دیا جائے گا اور تم“۔۔۔ اس نے بلال کو متوجہ کیا۔
”اس لڑکی کو لیکر باہر نکلو۔“

بلال اور زویا گاڑی سے باہر نکلے۔۔۔۔۔ زوار بھی ہاتھ اٹھاتا زویا کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا، زویا ننگے پاؤں تھی اور صحرا کی ریت اس کے پیروں میں چھ رہی تھی، رات گہری تھی پر چاند کی روشنی سے اجالا سالگ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو ناتھن نے اپنے دو آدمیوں کو بلال اور زوار کو باندھنے کا حکم دیا اور باقیوں کو اس شوٹر کی تلاش پر لگا دیا۔۔۔۔۔ اور خود زویا کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

”مادام زویا! آپکو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ اب اپنوں میں ہیں۔“

یہ کہہ کر اس نے زوار اور بلال کو دھکے دے کر اسٹیشن وین میں ڈالا اور خود زویا کو لیکر جیپ میں بیٹھ گیا۔
اب اس کا رخ کنوئیں کی جانب تھا، شہر سے بہت دور جہاں انکا انڈر گراؤنڈ اڈا تھا۔۔۔

ابھی سرفورڈ سے بات کر کے جیٹ کا انتظار کرنا تھا اور زوار اور بلال سے شبیر کیس کی معلومات حاصل کرنے اور زویا کی شادی کی کنفرمیشن کرنی تھی پھر ان دونوں کو ٹھکانے لگانا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جانا تھن کو زویا کے اوپر راکٹ لانچر اٹھاتا دیکھ کر اس نے فائرنگ روک دی تھی کیونکہ زویا ہی تو مین ٹارگٹ تھی، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو مشن ختم، اس نے اپنا سامان سمیٹا اور تیزی سے جگہ چھوڑ دی، اب اس کا رخ جونا تھن کی ویگن کی طرف تھا ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی خاموشی سے ویگن کے نیچے لیٹ کر اس کے پائپ کو اپنے special gloves پہنے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

-----،-----،-----

زوار اور بلال کو اپنے اڈے پر لا کر اور نیچے تہہ خانے میں بند کرنے کے بعد اب جونا تھن نے اپنی توجہ زویا کی جانب کی۔

"قمیض شلوار اور مٹی سے اٹے پاؤں اس کی حالت بہت بری تھی اس نے فوراً اپنی اسسٹنٹ کو آواز دی "شیلکم ان مائی روم۔"

زویا ایک کونے پر کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی، اسے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ یہ اس کے نانا کے ساتھ ہیں مگر اس کا دل زوار اور بلال کے لئے پریشان تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس دیو نما آدمی کو کیسے سمجھائے کہ ان دونوں کو چھوڑ دے، ابھی وہ الفاظ جمع کر رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور ایک نیلی آنکھوں والی عورت عمر انداز 40 سال چست لباس پہنے اندر آئی۔

" Yes Jonathan you called me"

جونا تھن نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور زویا کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

" Look at her she is a grand daughter of sir Ford"

شیلانے غور سے زویا کو دیکھا اور حیرت سے بڑبڑائی

" Oh God she is a true copy of Silvia"

جونا تھن نے شیلانے کو دیکھا اور گویا ہوا۔

"سرفورڈ کا جیٹ چھ گھنٹے میں پہنچ جائیگا، تم مادام کا حلیہ درست کرواؤ، انکے لئے لباس arrange کرو اور

اس عجیب مسلم ڈریس سے انہیں نجات دلاؤ، پورا make over کرو میں نہیں چاہتا کہ سرفورڈ کو مادام کو

اس حلیے میں دیکھ کر افسوس ہو۔"

شیلانے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اثبات میں سر ہلایا اور زویا کی جانب آکر ادب سے بولی۔

"مادام زویا! آپ میرے ساتھ چلیں۔"

زویا اپنی جگہ سے نہیں ہلی تو اس نے زویا کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لیکر نکلتی چلی گئی۔

لیکن ایک ویران علاقے میں آکر رک گئی تھی، پھر تمام سواروین سے اتر کر اندر داخل ہوتے ہی اس نے آہستہ سے وین کو چھوڑا اور اپنا لباس جھاڑنے کے بعد اپنا رخ کنویں کی جانب کیا انداز میں سجدہ محتاط تھا۔ پاس پہنچ کر اپنے کمر سے چپکے بیگ سے کیمرے فریز کرنے والی ڈیوائس نکالی اور بجلی کی تیزی سے گھومتے ہوئے دیوار پر لگادی اور چند لمحے انتظار کرنے کے بعد چھپکلی کی طرح ریگتے ہوئے اندر کا رخ کیا۔۔۔ اس کے ہاتھوں میں زہریلی سوئیوں سے بھرا بلو پائپ تیار تھا۔۔۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے چھت پر چڑھنا مناسب سمجھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی انہیں سر کے اوپر سے دیکھ رہا ہے، تھوڑی ہی دیر میں اسے زویا ایک عورت کے ساتھ ایک کمرے سے نکلتی نظر آئی۔۔۔ پر ابھی اسے میجر زوار اور بلال کو ڈھونڈنا تھا، ابھی اسے کمرے چیک کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک کمرے سے جونا تھن کسی آدمی کے ساتھ نکلتا نظر آیا، اس نے دیوار کی آڑ میں خود کو چھپا لیا۔ وہ اپنے ساتھی سے باتیں کرتا اندر تہہ خانے کی طرف چلا گیا۔۔

زوار اور بلال اندر تہہ خانے میں بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، دونوں کے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے، جب بلال نے زوار کو مخاطب کیا۔

"زوار بھائی! آپ اتنے آرام سے کیوں بیٹھے ہیں، اس سے پہلے کوئی آئے ہمیں آزاد ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

زوار جو اپنی انگلیوں سے اپنی ریڈار والی گھڑی میں چھپے بلیڈ کو نکال چکا تھا اور اب آہستہ آہستہ رسی کاٹنے میں لگا تھا نے آرام سے اپنا سر اٹھایا۔

"بلال آرام سے بیٹھو یہ بارڈر نہیں ہے کہ ہم لڑ بھڑ جائیں، ہر چیز اپنے وقت پر اور تسلی سے کرنی چاہیے۔" تم کوشش کر کے اپنی انگلیوں سے رسی کو ڈھیلا کرنے کی کوشش کرو جیسے جیسے کلائی کو ہلاؤ گے رسی ڈھیلی ہوتی جائیگی مگر ٹائم لگے گا کوشش کرو۔"

ابھی وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور جو نا تھن اپنے آدمی کے ساتھ داخل ہوا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس نے ایک کرخت نگاہ زوار اور بلال پر ڈالی۔

"تم دونوں میں سے زوار کون ہے؟"

دونوں نے ہی کوئی جواب نہیں دیا تو اس نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہنٹر گھمایا اور زور سے گھما کر دونوں کو مارا اور پھر پے درپے مارتا چلا گیا، انکی جست قمیض خون سے تر ہو رہی تھی اور

بازوؤں پر بڑے بڑے زخم آگئے تھے جن سے خون رس رہا تھا، جب جو نا تھن نے اپنے آدمی کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"بتاؤ تم میں سے زوار کون ہے کس کی شادی مادام زویا سے ہوئی ہے؟"

زوار کے ہاتھ تیزی سے رسی کاٹنے میں لگے ہوئے تھے، بلال بھی اپنی پوری جان لگا کر رسی ڈھیلی کرنے میں لگا تھا۔

"ٹھیک ہے ہمیں زوار کو مارنے کا حکم تھا، پر اب تم دونوں ہی اس دنیا سے جاؤ گے۔" یہ کہہ کر اس نے ہاتھ بلند کر کے گن اٹھائی۔

اس نے دروازہ سے داخل ہونے کے بعد آہستگی سے دروازہ بند کیا، جو نا تھن اور اسکے ساتھی بلال اور زوار کو مارنے میں مصروف تھے، اس نے بلو پائپ اپنے منہ سے لگایا، اسی وقت جو نا تھن نے گن اٹھا کر نشانہ لینا شروع کیا تھا پر بلو پائپ اس کے ہاتھ سے پھسل گیا، وقت کم تھا لہذا بجلی کی کوندے کی طرح اچھل کر جو نا تھن کو ایک کک ماری جس سے وہ لڑکھڑا کر دور گرا۔

زوار اور بلال جو نا تھن کی آنکھوں میں بیخونی سے دیکھ رہے تھے، جب ایک کالے لباس میں ملبوس نقاب پوش بجلی کی تیزی سے آیا اور اس نے جو نا تھن کو کک ماری جس سے زوار کو مہلت مل گئی اور اس نے ایک زوردار جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑایا اور اپنے موزے سے چھرا نکال کر اپنے پیر آزاد کرائے پھر بلال کی طرف مڑا۔ اتنی دیر میں وہ نقاب پوش جان لڑا کر جو نا تھن اور اس کے ساتھی کو لڑائی میں مشغول رکھے ہوئے تھا پھر جو نا تھن ایک professional fighter تھا وہ اس پر حاوی آ رہا تھا، اس نے اسے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھالیا جیسی بلال نے ایک زوردار کک اسے لگائی، جو نا تھن نے نقاب پوش کو زور سے زمین پر پٹخا اور بلال کی طرف بڑھا، زوار اتنی دیر میں جو نا تھن کے ساتھی کی گردن توڑ چکا تھا، اس نے جو نا تھن کے اوپر ایک فلائنگ کک لگائی اور بلال سے اردو میں بولا۔

"میں اسے سنبھالتا ہوں تم اسے دیکھو کہیں مر تو نہیں گئی۔"

بلال چلتا ہوا نقاب پوش کے پاس آیا اسے سیدھا کیا اس کی شہد رنگ آنکھیں نقاب سے جھانک رہی تھیں جن میں درد تھا مگر جیسے ہی بلال نے اس کا نقاب اترنا چاہا تو اس نے آنکھوں سے التجا کی پر بلال نہ رکا اس نے ایک جھٹکے سے نقاب کھینچ دیا۔

نقاب کے جھٹکے سے اترنے سے اسکے شہد رنگ بال کھل کر اسکے چہرے پر آئے، بلال حیرت سے اس خوبصورت بلا کو دیکھ رہا تھا جب کہ زوار نے جونا تھن پر قابو پا لیا تھا اور اب اسے رسی سے باندھ رہا تھا۔ جونا تھن سے فارغ ہو کر وہ بلال اور صوفیہ کی طرف متوجہ ہوا۔

Come on guys we don't have time and sofia what took you so long to "
".come here

صوفیہ حیرت سے زوار کو دیکھ رہی تھی جو اس سے افسرانہ انداز میں بات کر رہا تھا جیسا کہ بلال نے زوار کو اردو میں مخاطب کیا۔

"زوار بھائی کیا آپ اس چھپکلی کو جانتے ہیں؟"

زوار نے اثبات میں سر ہلایا اور اب وہ تینوں ایک ساتھ کھڑے جونا تھن کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جونا تھن زویا کدھر ہے؟" زوار سانپ کی طرح پھنکارا۔

جونا تھن نے اپنے دماغ میں ٹائم کا اندازہ لگایا، تین گھنٹے گزر چکے تھے اور تین ہی گھنٹوں میں فورڈ کا جیٹ آنے والا تھا جو زویا کو لیکر تل ایب چلا جاتا اور ایک بار زویا تل ایب پہنچ جاتی تو کوئی مائی کالا ل اسے

یہودیوں کے گڑھ سے نہیں چھڑا پاتا اور فورڈ زویا کی کسی یہودی سے شادی کروادیتا، یہ ان کی مسلمانوں پر فتح تھی، یہ سوچ کر جو ناتھن کے منہ پر شاطرانہ مسکراہٹ آئی اور وہ زوار کو دیکھ کر بولا۔

"مادام زویا اس وقت میرے ساتھیوں کے ساتھ ایئر پورٹ پر اپنی لندن جانے والی فلائٹ کا انتظار کر رہی ہیں جہاں انکے نانا انکا انتظار کر رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ طنزیہ ہنسی چہرے پر لایا۔

"اور اب اگر تم لوگ چاہو بھی تو مادام کو نہیں روک سکتے انکی فلائٹ میں مشکل سے ایک گھنٹہ بچا ہے۔"

زوار نے گن کا دستہ جو ناتھن کے سر پر مار کر اسے بیہوش کیا۔ جبھی صوفیہ نے اپنی جیب سے گن نکالی اور اسے شوٹ کرنے ہی لگی تھی کہ زوار نے روک دیا۔

"یہ صرف اپنا کام کر رہا ہے اس نے ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے، اسے چھوڑ دو اور یہاں سے نکلنے کا کرو۔"

وہ تینوں چوکنے انداز میں تہہ خانے سے نکلے اور صوفیہ کی رہنمائی میں اس کوئیں نما عمارت سے باہر آ گئے۔

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم،

آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔

آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ

کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

باہر آتے ہی صحرا میں ریت کے طوفان نے انکا استقبال کیا وہ تینوں کنوئیں کے پاس بنے ٹیلے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے، اس طوفان میں وہ آگے نہیں جاسکتے تھے پر یہ طوفان بس تھوڑی ہی دیر کے لئے اٹھتے تھے لہذا وہ اس طوفان کے رکنے کا انتظار کرنے لگے۔ جبھی صوفیہ نے زوار کو مخاطب کیا۔

"میجر زوار آپ مجھے کیسے جانتے ہیں یہ میرا پہلا مشن ہے اور میرا تو کوئی ریکارڈ بھی نہیں ہے؟" وہ حیران نظروں سے زوار کو دیکھ رہی تھی۔

"ایجنٹ Sofia karim uddin یہی نام ہے نا تمہارا؟"

اسکا سرمیکانگی انداز میں اثبات میں ہلا، دوسری طرف بلال کو بھی اسے اردو بولتے دیکھ کر صحیح کا کرنٹ لگا تھا۔

"تم ہمارے آئی ایس آئی کے شہید ڈائریکٹر کی بیٹی ہو، میں تم سے انکے جنازہ والے دن ملا تھا اور دوسری بڑی غلطی تم نے یہ کی کہ اپنا اصلی نام تبدیل کئے بغیر آگئی۔"

"میجر مجھے انڈر کور آپ تینوں پر نظر رکھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔" زوار نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب کیا پلان ہے زوار بھائی؟ ہمیں زویا کو کسی بھی حال میں لندن جانے سے روکنا ہو گا۔" بلال نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

زوار نے ایک نظر آسمان پر ڈالی وہ زویا کو کھونے کا رسک نہیں لے سکتا تھا تبھی صوفیہ نے اپنے بیگ سے اپنا فون نکالا اور نیٹ پر فلائٹ چیک کرنے لگی۔

"میسجر زوار آج لندن کی فلائٹ ہے تو مگر وہ چار گھنٹے کے بعد ہے جو نا تھن جھوٹ بول رہا تھا۔" زوار نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔

"جو نا تھن پکا یہودی ہے، اس کی زبان پر یقین نہیں کیا جاسکتا تم دونوں اس ویگن میں ایئر پورٹ نکلو اور میں دوبارہ اندر جا کر چیک کرتا ہوں۔"

صوفیہ نے اپنے بیگ سے دو ٹینس کی بال کے سائز کے دھواں بم نکالے اور زوار کی طرف بڑھائے۔
"گڈ لک میجر! یہ کہہ کر وہ کھڑی ہوئی اور بلال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"Let's go Captain Bilal"

شیلہ زویا کو اپنے کمرے میں لے کر آئی۔۔۔ باہر سے دیکھنے میں تو یہ ایک کنواں تھا مگر اندر پوری کالونی بسی ہوئی تھی۔۔۔ زویا نے کمرے میں آتے ہی شیلہ کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔

”پلیز شیلہ میری مدد کریں، میرے ہسبنڈ کو ان لوگوں نے پکڑ لیا ہے پلیز مجھے ان کے پاس لے جائیں۔“

شیلہ نے ایک افسوس بھری نگاہ روتی بلکتی زویا پر ڈالی پھر اسکے آنسو رومال سے پوچھتے ہوئے بولی۔

”دیکھیں مادام ابھی آپ اندر جا کر شاور لے کر یہ عجیب سا ڈریس تبدیل کر لیں پھر ہم آپ کے بال سیٹ کر دیں گے“ یہ کہہ کر اس نے اپنا closet کھولا اور ایک بالکل نیا سفید اور آسمانی کلر کا لانگ سکرٹ نکال کر زویا کی طرف بڑھایا۔۔۔

زویا نے ایک نظر اس قیمتی مغربی ڈریس پر ڈالی۔

”مجھے چیلنج نہیں کرنا میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔“

”دیکھو بے بی تم پہلی دفعہ اپنے گرینڈ فادر سے ملنے والی ہو۔۔۔ انہیں بہت خوشی ہوگی اگر تم ان سے اپنی مام سلویا کے انداز میں ملو گی۔“

زویا نے ہٹ دھرمی سے شیلہ کو دیکھا اور انکار میں سر ہلا دیا۔۔۔ شیلہ نے اسکی ہٹ دھرمی کو دیکھا پھر دوبارہ اسے دوسرے طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

”مادام زویا! اگر آپ میری بات مان کر ریڈی ہو جاتی ہیں تو سر جو نا تھن خوش ہونگے اور شاید آپکو آپکے فرینڈ سے ملنے بھی دیں۔۔“

زویا نے اسکے ہاتھ سے لباس لیا اور زخمی لہجے میں گویا ہوئی۔

”وہ میرے فرینڈ نہیں وہ میرا سب کچھ ہیں، وہ میرے ہسبنڈ ہیں، میری لائف ہیں، ان سے ملنے کیلئے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔“

شیلانے زویا کے انداز کو دیکھا جو اسے سلویا کی یاد دلا گیا تھا وہ بھی اپنے شبیر کی ایسی ہی دیوانی تھی.....

زویا صرف زوار سے ملنے کی خاطر شیلانے کی ہدایت پر شاہور لیکر لباس تبدیل کر کے آئی۔۔۔

شیلانے اسے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔

سبز چمکتی آنکھیں سرخ و سفید رنگت سنہرے لمبے بال وہ ہو بہو اپنی ماں کی طرح تھی۔۔۔۔

ابھی وہ زویا کو بٹھا کر اسکے گیلے بال سلجھا رہی تھی کہ کمرے کے باہر بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں،

وہ زویا کو چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھی ہلکا سا دروازہ کھولا تو باہر دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا تھا دروازہ

کھلنے سے دھوئیں کا ریلا کمرے میں داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

بلال اور صوفیہ اتر پورٹ کیلئے روانہ ہو گئے تھے۔۔ فضاء میں ریت کے ذرات کی وجہ سے راستہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا، بلال بہت احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا اسکی ہلکی رفتار دیکھ کر صوفیہ نے اسے مخاطب کیا۔

”کیپٹن تم جس رفتار سے گاڑی چلا رہے ہو ایسے تو ہمیں صبح یہیں ہو جائے گی۔“

”میڈم راستہ مٹی سے اٹا ہے زیادہ جلدی کی تو گاڑی الٹ بھی سکتی ہے۔۔۔“

”گاڑی روکو مسٹر کیپٹن اور یہ میڈم کسے کہہ رہے ہو۔۔۔؟“

My name is Sofia ...Secret Agent Sofia ...I am not your madam

”understand

بلال نے ایک گہرا سانس لیا اور گاڑی روک کر اتر گیا۔۔۔۔۔

”اتریں صوفیہ چلیں اب آپ ڈرائیو کر کے اپنا شوق پورا کر لیں۔“

صوفیہ نے اسکے طنزیہ لہجے پر اسے گھور کر دیکھا اور اتر کر دروازہ زور سے بند کرتی ہوئی ڈرائیونگ سیٹ پر آگئی۔۔۔۔۔ اب وہ لب بھینچے ڈرائیو کر رہی تھی بلال نے ٹھیک کہا تھاریت کے ذرات کی وجہ سے رستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا ابھی اس نے سپیڈ بڑھائی ہی تھی کہ آگے جا کر گاڑی ایک زوردار جھٹکا کھا کر الٹ گئی۔۔۔۔۔

گاڑی کے الٹتے ہی بلال نے اپنی طرف کا شیشہ ہاتھ مار کر توڑا اور رینگتا ہوا باہر نکلا پھر وہ صوفیہ کی طرف آیا جو بیہوش پڑی تھی، گاڑی کو دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر سیدھا کیا اور دروازہ کھول کر صوفیہ کو باہر نکالا۔۔۔۔۔ وہ بیہوش تھی لگتا تھا اسکے سر پر چوٹ لگی تھی۔۔۔۔۔

بلال نے اسے ریت پر سیدھا لٹایا پھر اسکے چہرے سے نقاب اتار ا تا کہ وہ کھل کر سانس لے سکے پھر اسکے گالوں کو تھپتھپایا۔

”اٹھو سیکرٹ ایجنٹ یہ کیا ایک جھٹکے سے بیہوش ہو گئی ہو؟“

جب صوفیہ نے آنکھیں نہیں کھولیں تو وہ دوبارہ گاڑی کی طرف گیا اور پچھلی سیٹ سے پانی کی بوتل نکالی اور واپس آ کر پوری بوتل صوفیہ کے منہ پر الٹ دی۔۔۔۔۔

"تم ہی تم"



سیما شاہد



لاسٹ پارٹ

کمرے میں دھواں ہی دھواں بھر گیا تھا شیلہ اور زویا گھبرا گئی تھیں زویا کا سر چکرانے لگا تھا اور بیہوش ہو کر گرتے ہوئے جو آخری سوچ اس کے ذہن میں آئی وہ زوار کی تھی۔

زوار نے دھواں بم اور بیہوشی کی گیس اندر چھوڑ دی تھی پانچ منٹ وہ باہر کھڑا انتظار کرتا رہا تا کہ گیس کا اثر کم ہو جائے پھر وہ اندر داخل ہوا یہ کنواں اندر سے عمر و عیار کی زنبیل کی طرح تھا۔۔۔ گیس کا اثر صرف 30 منٹ تک ہی رہنا تھا وہ جلدی جلدی سارے کمرے چیک کر رہا تھا بلا آخر اسے ایک کمرے میں ایک لڑکی زمین پر پڑی نظر آئی، اس نے اسے سیدھا کیا تو وہ زویا تھی مگر وہ لانگ اسکرٹ اور بلاؤز پہنے ہوئے تھی، زوار نے جلدی سے کمرے میں موجود بیڈ پر سے چادر اتاری اور زویا کو اس میں لپیٹا اور پھر اسے کندھے پر لاد کر تیزی سے باہر کا رخ کیا۔۔۔

رات بہت گہری ہو گئی تھی اتنی رات میں سفر کرنا مناسب نہیں تھا، باہر اور کوئی گاڑی بھی نہیں تھی، ویگن بلال لے گیا تھا وہ زویا کو اپنے کندھے پر لادے ہوئے تیزی سے صحرا میں دوڑے جا رہا تھا۔ کافی دور جا کر اسے ایک اونٹوں کا شیلڈ دکھائی دیا۔ وہ جلدی سے اندر داخل ہوا پر وہاں

کوئی اونٹ نہیں تھا نہ ہی کوئی رکھوالا، وہ جگہ بالکل ویران اور اجاڑ لگ رہی تھی۔ شاید جو نا تھن کے آدمیوں نے وہاں سے سب کو بھگادیا تھا، شیلٹر کے بالکل پیچھے ایک غار نمائیلہ تھا وہ زویا کو لیکر اندر آیا اور زمین پر آرام سے زویا کو لٹا دیا، خود غار کو اندر سے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد وہ باہر نکلتا کہ ٹرانسمیٹر پر بلال یا صوفیہ سے رابطہ ہو سکے فون تو جو نا تھن نے لے لیا تھا، یہ منی واکی ٹاکی ٹائپ ٹرانسمیٹر بھی انہیں صوفیہ سے ملا تھا۔

صوفیہ غصے سے بلال کو گھور رہی تھی جب بلال نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔
"چلو یہاں زیادہ دیر ر کنا ٹھیک نہیں ہے۔"

وہ بلال کے ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھی اور اٹھتے ہی اسکا ہاتھ زور سے جھٹک دیا اور چلتی ہوئی گاڑی کی طرف آئی اور پنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی اور زور سے دروازہ بند کیا...

بلال نے ایک نظر اسے دیکھا یعنی سیکرٹ ایجنٹ صوفیہ کو عقل آگئی تھی اور خود سنجیدگی سے آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا دو تین بار ٹرائی کرنے سے گاڑی سٹارٹ ہو گئی۔ بلال نے

اندازہ سے گاڑی شہر کی سمت چلانی شروع کی مگر اندھیرا بڑھ رہا تھا اور چاند بھی چھپ گیا تھا انہیں راستہ تلاش کرنے میں مشکل پیش آرہی تھی جبھی صوفیہ نے اپنا ڈائریکشن کمپاس نکالا وہ لوگ راستہ بھٹک چکے تھے، ابھی آلہ کی مدد سے انھوں نے راہ کا تعین کیا ہی تھا کہ گاڑی رک گئی۔ بلال نے سٹارٹ کرنے کی بہت کوشش کی پر سٹارٹ نہیں ہوئی۔

"کیا ہوا کیپٹن؟"

"گاڑی سٹارٹ نہیں ہو رہی، انجن لائٹ بلیک کر رہی ہے لگتا ہے انجن گیا۔"

صوفیہ نے ایک نظر بلال کو دیکھا۔

"تو پھر اب کیا کریں آپ کے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے؟" وہ سوالیہ انداز میں بلال کو دیکھ رہی تھی۔

بلال نے سر جھٹکا اور صوفیہ کی طرف پر سوچ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایجنٹ صوفیہ مجھے اندازہ ہے کہ تمہیں چوٹ لگی تھی مگر کیا تم میں پیدل چلنے کی ہمت ہے؟"

"کیپٹن بلال چوٹ کھا کر ہی تو ہم مضبوط ہوتے ہیں، میں آپ کا اشارہ سمجھ رہی ہوں ہمیں چلنا شروع کر دینا چاہئے۔"

بلال اور صوفیہ گاڑی سے اترے، بلال نے گاڑی کے اندر سے آخری پانی کی بوتل جیب میں رکھی اور صوفیہ نے اپنا بیگ دوبارہ اپنی کمر پر کسا اور ہاتھ میں کمپاس لے کر بلال کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی، اس کا نقاب گھبراہٹ سے خراب ہو گیا تھا۔ اس نے اسے اتار کر پھینک دیا تھا اور اب وہ کمپاس کی بتائی ہوئی ڈائریکشن کے حساب سے چل رہے تھے، صوفیہ کے خوبصورت شہد رنگ گھنگریالے بال ہو اسے اڑ رہے تھے کیونکہ وہ ایک ساتھ چل رہے تھے تو بال بار بار بلال کے چہرے پر آرہے تھے۔

"صوفیہ کیا تم اپنے ان بالوں کو باندھ نہیں سکتیں یہ مجھے پریشان کر رہے ہیں۔"

صوفیہ نے ایک غصیلی نظر بلال پر ڈالی اور اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹ لیا، ہوا تیز تھی تھوڑی دیر بعد جوڑا بھی کھل گیا۔ بلال جو اس کے بالکل ساتھ چل رہا تھا بال کھل کر ہو اسے اڑ کر اسکی

پولوشرٹ کے کالر میں انکی پن سے اٹک گئے۔ صوفیہ کے منہ سے ایک کراہ نکلی اور وہ رک کر بلال کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔

"کیا مسئلہ ہے کیپٹن اتنے قریب ہو کر کیوں چل رہے ہو یہ کوئی آرمی پلیٹون نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر وہ بلال کے نزدیک آکر اپنے بال چھڑانے لگی۔

بلال تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا رہا جو اس کے بالکل نزدیک سر جھکائے اپنے بال آزاد کروا رہی تھی پھر جب وہ کامیاب ہو گئی تو اس نے فاصلہ قائم کیا۔

"ایجنٹ صوفیہ تمہارا بیگ تو عمرو عیار کی زنبیل ہے ذرا چیک تو کرو اگر کوئی قینچی ہو تو۔"

"قینچی؟" صوفیہ نے حیرت سے دوہرایا۔ "کیپٹن تمہیں قینچی سے کیا کرنا ہے؟"

بلال دھیرے سے مسکرایا اور اس کے پاس آکر اس کے بالوں کے نرم گھجوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے گویا ہوا۔

"انکو کاٹنا ہے، تم کیسی ایجنٹ ہو جو اتنے لمبے بال لئے پھرتی ہو، کاٹ کر جان چھڑاؤ۔"

صوفیہ نے ایک جھٹکے سے اپنے بال چھڑائے۔

"تم ایک انتہائی نامعقول انسان ہو جسے لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ میرے یہ بال میرے ابو کو بہت پسند تھے وہ اکثر خود اپنے ہاتھوں سے میری پونی بناتے تھے۔" صوفیہ کی شہد رنگ آنکھوں میں اپنے والد کو یاد کر کے نمی آگئی تھی۔

بلال ایک لمحے کو مبہوت سا ہو گیا اس کی جھیل سی شہد آنکھیں اور نمی ایسا لگ رہا تھا جیسے سورج ڈوب رہا ہو۔

صوفیہ نے اسکی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔

"کیپٹن بلال سنبھل کے میں منہ توڑ دیتی ہوں ایسے لڑکوں کا جو مجھے بلا وجہ گھورتے ہیں۔"

بلال نے لا حول پڑھ کر سر جھٹکا۔

انہیں چلتے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے تھے، دونوں تھک چکے تھے اور پیاس بھی لگ رہی تھی، بلال نے جیب سے پانی کی بوتل نکالی اور صوفیہ کو دی اس نے تھوڑا پانی پی کر بوتل بلال کے حوالے کی، اس کے خوبصورت چہرے پر تھکن واضح تھی پر وہ اسکا اظہار نہیں کر رہی تھی۔

.....
زوار بلال سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا بلا آخر رابطہ قائم ہو گیا۔

"بلال میجر زوار ہیمر واٹس یور پوزیشن اور"

"میجر گاڑی خراب ہو گئی ہے ہم compass کے ذریعے نزدیکی شہر تک پہنچنے ہی والے ہیں،

زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ مزید۔"

"Ok than listen carefully جیسے ہی شہر پہنچو کر ٹل کے تھرو یہاں کی high

authority کو اپروچ کرو، ایک ہیلی کوپٹر arrange کرو، ہم کنویں سے دو گھنٹے کے فاصلے پر

نارتھ سائیڈ میں بنے ایک اونٹوں کے شیلٹر کے right side پر ٹیلے نماغار میں ہیں، فوراً مدد لیکر

پہنچو۔"

"او کے میجر میں جلد از جلد آتا ہوں۔"

"Over and all"

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

کہہ کر زوار نے ٹرانسمیٹر بند کیا اور خود چاروں طرف دیکھتا ریت پر سے پیروں کے نشان مٹاٹیلے کے اندر داخل ہوا۔ جہاں زویا دنیا جہاں سے بے خبر بے ہوش پڑی تھی۔

اس نے قریب پہنچ کر زویا کو سیدھا کیا، وہ سفید بلاوز اور آسمانی رنگ کے سکرٹ میں غضب کی خوبصورت لگ رہی تھی، اس لباس میں اسکی ساری خوبصورتی کھل کر سامنے آرہی تھی۔ زوار نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اسے دیکھ کر اپنے اوپر کنٹرول کیا۔ وہ اس کی شرعی محرم تھی پر ابھی رخصتی باقی تھی، وہ اسکی معصومیت وقت سے پہلے ختم نہیں کرنا چاہتا تھا، اس نے پاس پڑی چادر کو تشکر بھری نظروں سے دیکھا اور زویا کے ہوش اڑاتے وجود کو ڈھک کر خود باہر آکر بیٹھ گیا۔ اب وہ ٹیلے کی آڑ میں بیٹھا چاروں طرف نظر رکھے ہوئے تھا، رات گزرتی جا رہی تھی اسکے دماغ میں اس وقت صرف زویا تھی، وہ اس لباس اور حال میں زویا کو بلال یا کسی کے بھی سامنے لیجانا نہیں چاہتا تھا۔

بلال نے زوار سے بات کرنے کے بعد صوفیہ کو دیکھا۔

"تمہاری ڈیوائس کیا بتا رہی ہے کتنی دور اور چلنا ہے؟"

صوفیہ نے ایک نظر کمپاس پر ڈالی اور تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

"ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ تو لگے گا۔"

بلال نے غور سے صوفیہ کو دیکھا۔

"کیا بات ہے تم بہت تھکی تھکی سی لگ رہی ہو۔"

"کیپٹن لگتا ہے جو نا تھن نے میری گردن کے پیچھے جو داؤ لگایا تھا کوئی اندرونی چوٹ آئی ہے، میں

چاہنے کے باوجود آنکھیں نہیں کھول پارہی ہوں۔"

بلال نے رک کر صوفیہ کو دیکھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ ریت پر بیٹھ گئی تو اس نے اسکی گردن

سے بال ہٹائے، وہاں ایک گہرا نیل کا نشان تھا اور رگ پھولی ہوئی نظر آرہی تھی وہ دھیرے سے

اسکی چمکتی گردن پر کالے سیاہ نیل کے نشان کو افسوس سے دیکھتا ہوا اٹھا اور ایک جھٹکے سے صوفیہ

کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا اور پھر اسے اپنی پیٹھ پر لاد لیا۔

"کیپٹن یہ کیا کر رہے ہو نیچے اتار مجھے۔"

"صوفیہ خاموش تم آنکھیں بند کر کے ایک نیند لے لو، میں تمہیں شہر پہنچ کر اٹھا دوں گا۔"

"کیپٹن تم تھک جاؤ گے، کچھ نہیں ہوتا مجھے، ویسے بھی اگر مر گئی تو کم از کم جنت میں تو جاؤ گی، چھوڑو مجھے۔"

"سیکرٹ ایجنٹ صوفیہ ہم فوجیوں کی بہت بھاری وزن اٹھا کر ہفتوں چلنے کی پریکٹس ہوتی ہے، تم تو پھر بھی نازک سی ہو۔"

"کیپٹن" صوفیہ نیم غنودگی میں بولی۔

"You are a very nice gentleman"

*****:*****

بلال صوفیہ کو لیکر ایک ہاتھ میں کمپاس تھا مے بھاگتا جا رہا تھا، تھوڑی ہی دیر بعد صبح ہونے کے آثار نظر آنے لگے۔ ایک نزدیکی اسٹاپ پر پہنچ کر اس نے صوفیہ کو اتارا وہ ابھی بھی نیم غنودگی میں تھی۔ وہ اس کے گال تھپتھپانے لگا۔ تھک ہار کر پانی کی بوتل نکالی بس تھوڑا ہی پانی بچا تھا جو اس نے صوفیہ کے منہ پر چھڑک دیا۔ صوفیہ کی آنکھیں کھل گئیں تھیں۔

"کیپٹن میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں تم ایک انتہائی نامعقول انسان ہو۔"

یہ کہہ کر صوفیہ کھڑی ہوئی اور اپنی باڈی کو سٹریچ کرنے لگی تاکہ فریش ہو جائے۔

"او میڈم یہ کیا کر رہی ہو، اگر مجھ پر دل آگیا ہے تو ایسے ہی بول دو اس طرح ادائیں دکھا کر پٹانے کی کیا ضرورت ہے۔"

صوفیہ نے قریب آ کر بلال کو ایک زوردار دھکا دیا۔۔۔۔

"پتہ نہیں کس گدھے نے تمہیں کیپٹن بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ معاف کرنا لگتا ہے کبھی کسی لڑکی نے

تمہیں گھاس نہیں ڈالی ہے افسوس۔۔۔۔۔"

بلال ہنستا ہوا اسکے قریب آیا۔

"محترمہ سیکریٹ ایجنٹ میں گھاس کھاتا بھی نہیں ہوں مجھے اگر کبھی بھی کسی لڑکی میں انٹرسٹ

ہو انا تو اسے میری لائف میں آنے سے کسی کا باپ بھی نہیں روک سکے گا۔۔۔۔"

اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں، چاروں طرف اندھیرا تھا، کچھ لمحے تو اسے سمجھ ہی نہیں آیا اس کا ذہن بالکل سلیٹ کی طرح صاف تھا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے یاد آیا کہ وہ جونا تھن اور شیلہ کی قید میں تھی، ابھی وہ سمجھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی کہ اسے لگا جیسے کوئی چیز اسکے پیروں پر رینگتی ہے۔ اسکے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی اور وہ اٹھ کر سوچے سمجھے بغیر بھاگی اور اسکا سر سیدھا جا کر کسی دیوار سے ٹکرایا اس سے پہلے کہ وہ گر جاتی کسی نے اسے تھام لیا اور اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ کر اسکی چیخ کا گلہ گھونٹا۔۔

زوار باہر بیٹھا صبح کا انتظار کرتے ہوئے پہرہ دے رہا تھا۔۔۔ صبح کا ملگجاسا اجالا پھیل رہا تھا جب اسے زویا کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر اندر بھاگا دوسری طرف سے زویا بھاگتی ہوئی آئی اور اسکے چٹان جیسے سینے سے ٹکرا کر گرنے لگی تھی کہ اس نے تیزی سے اپنی متاع جان کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر گرنے سے بچایا اور اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ کر مزید چیخ مارنے سے روکا۔۔ زویا اسکی بانہوں میں مچل رہی تھی جب اس نے دھیرے سے اسکے کانوں سے بال ہٹائے اور سرگوشی کی۔

”مسز زی۔۔۔ آرام سے، اب تم بالکل محفوظ ہو۔۔۔“

زوار کی آواز سنتے ہی زویا کے اعصاب پر سے بوجھ ہٹا اور وہ سب بھول کے اس کے سینے میں منہ چھپا کر رونے لگی۔۔۔ شدت گریہ سے اسکا نازک سراپا لرز رہا تھا۔۔۔ زوار نے اس شیشے سے نازک وجود کو اپنے اندر سمیٹ لیا۔۔۔

”شش زویا میں ہوں نا۔۔۔ سب ٹھیک ہے چپ ہو جاؤ۔۔۔“

تھوڑی دیر میں جب اس کے آنسو تھمے تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ زوار کے کتنے نزدیک ہے، شرم سے اس کی حالت بری ہو گئی اس نے الگ ہونا چاہا تو زوار نے اسے مزید خود میں سمیٹ لیا۔

”مسز زی۔۔۔ تھوڑی دیر تو رکھو، مجھے بھی تو پتہ چلے کہ میں اپنی روتو دلہن کے ساتھ ہوں۔“

زوار نے دھیرے سے زویا کو خود سے الگ کیا۔۔۔

”میجر سر آپ کیسے میں آپ کے پاس کیسے آئی۔۔۔“

زوار نے زویا کی سبز چمکتی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔۔۔

”مسز زی۔۔۔ میں کسی کو بھی تمہیں مجھ سے چھیننے نہیں دوں گا۔۔۔ تمہیں میرے ساتھ ہونا تھا اور دیکھ لو تم میرے ساتھ ہی ہو۔۔۔“

صبح کا ملگج سا اجالا پھیل رہا تھا وہ زویا کا ہاتھ پکڑ کر ٹیلے کے اندر آیا۔۔۔ زویا کی چادر جس میں وہ اسے لپیٹ کر لایا تھا اٹھائی اور ایک کونے پر بیٹھ کر زویا کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ جھجھکتے ہوئے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

”دن کا اجالا پھیل رہا ہے، کچھ گھنٹوں میں بدال مدد لے کر آتا ہو گا، تب تک ہمیں یہیں رکنا ہو گا تاکہ جو ناتھن کے ساتھی ہمیں ڈھونڈنے نہ پائیں۔۔۔“

اس نے ایک بازو پھیلا کر زویا کو اپنے مضبوط حصار میں لے لیا اور اسکے سر پر اپنا منہ رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔۔۔

زویا خود کو زوار کے حصار میں بہت محفوظ اور مضبوط محسوس کر رہی تھی اس کو زوار کے ساتھ بیتا ہر پل یاد آرہا تھا، وہ لمحہ جب زوار نے اسے بے نقاب کیا تھا، پھر مری کے گیسٹ ہاؤس میں گزارے پل، جب زوار نے اسے پہلی بار اپنی نظروں سے پریشان کیا تھا۔۔۔۔۔ پھر سوات

جاتے ہوئے زوار نے کس ہٹ دھرمی سے محبت کا اظہار کیا تھا، جیسے انکار کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں تھی، زویا نے دھیرے سے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اور خود بھی آنکھیں موند کر اپنے مضبوط سائبان اپنے زوار کو محسوس کرنے لگی۔۔۔

بلال اور صوفیہ ٹیکسی کر کے ہوٹل پہنچ چکے تھے، ہوٹل پہنچتے ہی صوفیہ نے اپنے روم کا رخ کیا، اسکا ارادہ اپنا سامان سمیٹ کر اپنے باس آئی ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر پورٹ دینے کا تھا۔ دوسری طرف بلال نے بھی اپنے روم میں پہنچ کر ہوٹل کے فون سے اپنے گھر فون ملا یا کیونکہ انکا سیل فون تو جو نا تھن نے لے لیا تھا اور وہ ڈائریکٹ کال کر کے پھنسنا نہیں چاہتا تھا بیل کے جاتے ہی اسکی ممانے فون اٹھایا۔

"مما بلال بات کر رہا ہوں ڈیڈ کدھر ہیں؟"

"بلال جانو کیسے ہو بیٹا؟" وہ خوش دلی سے بولیں۔

"ٹھیک ہوں ممما ڈیڈ سے ضروری کام تھا۔"

"بیٹا وہ تو انگلیٹڈ گئے ہیں بریگیڈر صاحب کے ساتھ۔"

بلال نے تھوڑی بات کر کے فون رکھ دیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اس نے اپنا سامان سمیٹا اور پھر زوار کے روم میں گیا تاکہ انکا سامان اور پاسپورٹ وغیرہ لے سکے سب سمیٹ کر وہ صوفیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔

صوفیہ نے اپنے باس کو پیغام چھوڑ دیا تھا، وہ اسے 15 منٹ میں کال کرنے والے تھے، وہ تیزی سے واش روم گئی اور تیز شور لے کر باہر نکلی۔ اب اسکا رخ اپنے دروازہ کی طرف تھا تاکہ راہداری چیک کر کے وائر لگا سکے۔ تاکہ وائر لیس ٹرانسمیٹر کے سگنل تیز آئیں، ابھی اس نے دروازہ کی نوب پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ بلال نے بھی دوسری طرف سے دروازہ کھولا جو اس کے ماتھے پر زور سے لگا وہ سر پکڑ کر ڈگمگائی۔ بلال نے تیزی سے بڑھ کر اسے تھاما اور اسکا ہاتھ ماتھے سے ہٹایا۔ اسکے بالوں سے دھیمی دھیمی شیمپو کی خوشبو آرہی تھی، خوبصورت چہرے کے چاروں طرف شہد رنگ زلفیں پہر ادا رہی تھیں، ماتھے پر ہلکا سا گومڑا ابھر آیا تھا۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ کسی لڑکی کو وہ اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا، اسے وہ اچھی لگ رہی تھی ایک جادو سا ہورہا تھا جیسی صوفیہ نے اسے ایک زوردار جھٹکا دیا اور سارا طلسم اسکی اس حرکت سے ٹوٹ گیا۔

"یہ کونسا طریقہ ہے اندر آنے کا؟ ناک کیوں نہیں کیا؟"

"مجھے کیا پتا تھا کہ چھپکلی دروازے سے چپکی کھڑی ہوگی۔" وہ غصے سے بھنایا۔

اس سے پہلے صوفیہ کوئی جواب دیتی اسکا ٹرانسمیٹر بجنے لگا اس نے بلال کی ایک طرف ہونے کو کہا اور خود ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"ایجنٹ صوفیہ کیا رپورٹ ہے؟" دوسری طرف سے کوڈ بتانے کے بعد سوال ہوا۔

صوفیہ نے ساری رپورٹ پیش کی اور آگے کے لئے مدد کا اظہار کیا اور ساتھ ہی بلال کی موجودگی کے بارے میں بتایا پھر باس کے کہنے پر بلال کو ٹرانسمیٹر دیا۔

"کیپٹن بلال! ہم نے سعودی شہزادے سے رابطہ کیا ہے، میں ایڈریس لکھوار ہا ہوں تم ٹیکسی لیکر

وہاں پہنچو، اسکا ہیلی کاپٹر ویٹ کر رہا ہے، اس میں سوار ہو اور میجر زوار کو صحرا سے نکالو، وہ کاپٹر

تم لوگوں کو قطر میں اتارے گا، وہاں سے آگے کی ہدایات وہیں پہنچ کر ملیں گی۔"

بلال نے ٹرانسمیٹر بند کر کے صوفیہ کی طرف بڑھایا اور خود وہیں صوفیہ پر بیٹھ گیا۔

"کیپٹن اب تم جاؤ میں تیار ہو کر آتی ہوں۔"

"ایجنٹ صوفیہ میں اپنے اور میجر کے کمرے کا چیک آؤٹ کر آیا ہوں، ویسے کیا ہوا میری موجودگی سے گھبرا رہی ہو؟" بلال نے شرارت سرا سے آنکھ ماری۔
صوفیہ نے اسے گھورا۔

"میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں جو لڑکوں کی موجودگی سے گھبرا جاؤں، میں صوفیہ ہوں جو اپنا خیال رکھنا اچھی طرح جانتی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ ڈریسنگ ٹیبل پر گئی اور اپنے بال سلجھانے لگی۔

بلیک کیپری پینٹ اور ریڈ شرٹ میں اسکا سراپا بہت نمایاں ہو رہا تھا، بال سلجھا کر اس نے اپنے بالوں کی اونچی پونی بنائی تو اسکی پتلی نازک مرمریں گردن نمایاں ہو رہی تھیں اور اس پر لگا چوٹ کا نشان اسکی گوری رنگت کو اور نمایاں کر رہا تھا، وہ میکانیکی انداز میں اٹھ کر صوفیہ کے پاس آیا اور اس کے نشان پر اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ چونک کر مڑی۔

"کیا بد تمیزی ہے کیپٹن اپنے ہوش میں تو ہو۔"

"بلال نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی وہ خود اپنی کیفیت کو سمجھ نہیں پارہا تھا پھر وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"صوفیہ میرا تم پر کوئی حق تو نہیں بنتا مگر مجھے تمہارا یہ حلیہ اچھا نہیں لگ رہا، پلیز کوئی اسکارف لو اور اپنی گردن ڈھک لو یا اپنے بال کھول لو، میں نہیں چاہتا کہ لوگ تمہاری گردن کو دیکھیں یا تمہارے وجود سے اپنی آنکھیں سینکیں۔"

صوفیہ نے بلال کی بات سن کر کندھے اچکائے اور آگے بڑھ کر اپنا بیگ کندھے پر ڈالا اور چلنے کے لئے تیار ہو گئی۔

Captain let's go and don't worry about me since my father is "

". dead i m no longer anybody's responsibility

بلال نے ایک ہاتھ سے اسے روکا پھر اپنی جیکٹ اتار کر اسکی سمت بڑھائی۔

"امید ہے تم میرا اتنا مان تو رکھو گی؟"

صوفیہ نے ایک نظر جیکٹ پر ڈالی اور اپنا بیگ اتار کر اپنا ہلکا سا پر نکال کر پہنا اور بلال سے گویا ہوئی۔

"صرف تمہارے لئے اور اب یہ اپنی جیکٹ سنبھال کر رکھو یہ کوئی فلم نہیں ہے کہ تم ہیرو بن کر لڑکیوں کو اپنی جیکٹ پہناؤ۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی اور بلال اپنی جیکٹ پہنتا دانت پیستے ہوئے اس خوبصورت چڑیل کے پیچھے چلا۔

مطلوبہ جگہ پہنچ کر انہیں ہیلی کاپٹر پائلٹ کے ساتھ تیار ملا، بلال نے ٹرانسمیٹر پر زوار کو اطلاع دی کہ وہ بس تیس منٹ میں انہیں پک کر لینگے۔

زوار زویا کے سر پر منہ رکھے آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا، صبح کا اجالا پھیل چکا تھا، اب ٹیلے سے باہر نکلنا خطرناک تھا، تھوڑی ہی دیر میں زویا نے دھیرے سے اسکا ہاتھ ہلایا۔

"میجر سر!"

"کیا ہوا زویا؟" وہ سر اٹھائے بغیر بولا۔

"کیا آپ واقعی میں مجھ سے ناراض ہو گئے تھے؟ کیا آپ ابھی بھی ناراض ہیں؟" زویا کا اشارہ ہوٹل والی بات کی طرف تھا۔ وہ آنکھوں میں امید لئے اسے دیکھ رہی تھی اس نے ایک نظر زویا کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔

"نہیں زویا میں ناراض تو نہیں، بس دکھ تھا کہ تم کیسے کسی اور کے لئے راضی ہو گئیں۔"

"سر" زویا نے تڑپ کر اپنا سر زوار کے شانے سے اٹھایا اور ہمت کر کے لرزتے ہاتھوں سے زوار کے ہاتھ تھامے اور کپکپاتے ہوئے لبوں سے زوار کے دونوں ہاتھوں کو عقیدت سے باری باری چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھ لئیے، پھر سرگوشی میں گویا ہوئی۔

"میجر سر۔۔۔ میں کبھی بھی آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی وہ تو پاپا انکل نے کہا تھا کہ عارضی ہے اور جب میں 18 سال کی ہو جاؤنگی تو وہ میرا فیصلہ مانیں گے اور آپ آپ تو جانتے ہیں نا میں آپ سے کتنا۔۔۔ آپ کو پتہ ہے نا۔۔۔"

اس کی آواز بھرا گئی اور آنکھوں سے دوبارہ برسات شروع ہو گئی تھی۔ اس نے اپنا چہرہ زوار کے مضبوط پہاڑ جیسے سینے میں چھپا لیا۔ زوار جو زویا کے ہاتھوں پر بوسہ لینے پر ہی حیران تھا اب اس حرکت پر تو اسے اپنا سارا دکھ، سارے شکوے جو زویا سے تھے اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ بہتے ہوئے محسوس ہوئے۔ وہ اس کے معصوم اظہار پر اندر سے سرشار تھا اس نے دھیرے سے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو پونچھے۔

"مسز زی ذرا خیال سے، ابھی رخصتی نہیں ہوئی اور اگر تم ایسے میرے ہوش اڑاؤ گی تو پھر میں تمہارے 18 سال کے ہونے کا انتظار نہیں کروں گا۔"

زویا تیزی سے زوار سے الگ ہوئی، اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو رہا تھا، آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔ زوار چند لمحے بغور اسے اپنی نظروں میں اتار تا رہا تھا، پھر اس کا ہاتھ تھام کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "زویا اب تک جو بھی ہوا تم اس سے بخوبی واقف ہو، مجھے تم سے صرف ایک سوال پوچھنا ہے، کیا تم مجھ پر اعتماد کرتی ہو؟ اگر میں تمہارے لئے کوئی فیصلہ کروں تو کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"

زویا نے نا سمجھی سے زوار کو دیکھا پھر مضبوط لہجے میں بولی۔

"میجر سر! میں نے اپنی پوری زندگی میں صرف اپنے بابا کو دیکھا ہے اور اب صرف آپ ہیں، میں جتنا اپنے بابا پر بھروسہ کرتی ہوں اتنا ہی آپ پر مجھے پورا یقین ہے کہ آپ مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

"زویا! زوار نے اسے گہری آواز میں پکارا۔ "کیا تمہیں پتا ہے تمہارے بابا کدھر ہیں؟"

"بولو زویا! پروفیسر شبیر کدھر ہیں؟ انکے ساتھ کیا ہوا ہے؟ کیا تمہیں کچھ پتا ہے؟"

زویا آنکھوں میں خوف بھرے زوار کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ ایسے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ بابا کو کیا ہوا ہے؟"

زوار نے ایک گہرا سانس لیکر زویا کو اپنے سینے سے لگایا اور اسکی کمر سہلاتے ہوئے بولا۔

"زویا شیریں چاچولا پتہ ہیں، انکی لیبارٹری پوری جل چکی ہے اور گورنمنٹ آف پاکستان نے انھیں

مردہ قرار دے دیا ہے۔"

زویا کی سانس رک سی گئی تھی، ایسا کیسے ہو سکتا اسکے بابا۔۔۔ وہ زوار کی بانہوں میں جھول کر

بیہوش ہو گئی۔

زوار نے گہرا سانس لیتے ہوئے زویا کو مضبوطی سے تھاما ہی تھا کہ اسکا ٹرانسمیٹر بجنے لگا۔ دوسری طرف بلال تھا جو کاپٹر لے کر ٹیلے پر پہنچ چکا تھا۔ اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ زویا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا اس نے زویا کے وجود کو چادر میں اچھی طرح لپیٹا اور پہلے خود جا کر باہر چیک کیا، پھر اندر آکر احتیاط سے زویا کو اٹھا کر کاپٹر تک لایا۔۔۔ وہ سر سے پیر تک چادر میں چھپی ہوئی تھی، اسے اس طرح زویا کو کندھے پر لادے دیکھ کر بلال تیزی سے جمپ لگا کر اترتا کہ مدد کر سکے، اس سے پہلے وہ قریب آتا زوار نے اسے اشارے سے روک دیا اور خود زویا کو اندر بٹھانے کے بعد بیلٹ باندھی اور خود بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا اور کاپٹر فضاء میں بلند ہوتا چلا گیا

”میجر زوار آپ کیسے ہیں اور مس زویا کو کیا ہوا وہ بیہوش کیوں ہیں؟“

صوفیہ نے استفسار کیا۔۔۔

بلال بھی سوالیہ نظروں سے زوار کو دیکھ رہا تھا۔

زوار نے ایک نظر دونوں پر ڈالی۔۔۔۔۔

First of all make a correction Sofia her name is Mrs Zoya "

" Zawar not miss Zoya

اور دوسری بات یہ ذہنی شک لگنے سے بیہوش ہوئی ہی،ں مجھے اسے لیکر فوراً اسپتال جانا ہو گا۔

زوار نے سنجیدگی سے ان دونوں کو بتایا۔۔۔۔۔

”زوار بھائی اوپر سے آئے آرڈر کے مطابق یہ کاپٹر ہمیں قطر دوحہ لے جا رہا ہے، مشکل سے 45 منٹ کا سفر ہے، وہاں پر ہم قطری شہزادے کے مہمان ہونگے اور باقی ہدایات ہمیں وہی ملیں گی۔“

بلال نے اسے تفصیل سے رپورٹ دی۔۔

”قطر“۔۔۔ مگر کیوں؟ ہم نے شارجہ یا ابو ذہبی سے ہیلپ کیوں نہیں لی۔۔۔۔ وہ قطر کا سن کر پریشان ہو گیا تھا۔

زوار نے پائلٹ سے قطر کا کانٹیکٹ لیا اور کاپٹر کے وائر لیس سے وہاں کا کنٹیکٹ کر کے ڈاکٹر ارنج کرنے کی درخواست کی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دوحہ پہنچ چکے تھے، کاٹر نے شہزادے کے محل میں لینڈ کیا۔ وہاں پر شہزادہ فہد کریبی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ خود انکے استقبال کیلئے موجود تھا۔ ساتھ میں ڈاکٹر اور نرس بھی تھے۔ زوار اور بلال پہلے اترے، ان سے ملنے کے بعد زوار نے صوفیہ کو اترنے کا اشارہ کیا اور خود چادر میں چھپی زویا کو اتار کر ڈاکٹر کے ساتھ موجود اسٹریچر پر لٹا دیا۔

شہزادہ فہد کریبی نے زوار کو مخاطب کیا۔

"آپ ہمارے مہمان ہیں اگر کسی چیز کی بھی ضرورت ہو تو ضروری بتائیے گا، میرا ساتھی آپ کو محل میں موجود نرسنگ ہوم تک لے جائے گا اور میں جب تک آپکے ساتھیوں کمرے دکھا دیتا ہوں۔"

زوار کے جانے کے بعد وہ بلال اور صوفیہ کی جانب متوجہ ہوا۔ صوفیہ کا حسن اور سراپا اس کی نیت خراب کر چکا تھا۔

زوار زویا کو لیکر نرسنگ ہوم پہنچا وہاں پہنچتے ہی ڈاکٹر نے زویا کا چیک اپ شروع کیا۔

"انکی nerves پر اٹیک ہوا ہے، ذہنی دباؤ اور اسٹریس بہت زیادہ ہے، ہمیں انہیں کمزوری دور کرنے کے لئے ڈرپ اور نروس سسٹم کنٹرول میں لانے کے لئے انجکشن لگانا ہو گا۔"

یہ کہہ کر ڈاکٹر نے نرس کو زویا کا بازو پکڑنے کو کہا اور اسے انجکشن لگائے۔ پھر ڈرپ لگانے کی تیاری شروع کی، زویا کو ڈرپ لگانے کے بعد ڈاکٹر نے نرس کو زویا کے پاس رکنے کا اشارہ کیا اور خود زوار سے مخاطب ہوا۔

"مسٹر کیا آپ میرے ساتھ باہر چلیں گے مریضہ کی حالت ڈسکس کرنی ہے، یہاں بات کی تو مریضہ ڈسٹرب ہو سکتی ہیں۔"

زوار سر ہلاتے ڈاکٹر کے ساتھ باہر آیا، ڈاکٹر اسے ساتھ بنے روم میں لے کر آیا اور دروازہ بند کر کے زوار کی جانب مڑا۔ اور فائل دیکھتا ہوا سر آگے کر کے انتہائی آہستہ آواز میں گویا ہوا۔

"میجر زوار! میرا تعلق پاک انٹیلیجنس سے ہے، میں ڈاکٹر ہوں اور یہاں پوسٹڈ ہوں تاکہ ان کی کاروائیوں پر نظر رکھی جاسکے، ہمیں شک ہے کہ کہ قطری حکام میں چند لوگ ایسے ہیں جو ڈبل

کراسنگ کر رہے ہیں۔۔ آپ کے آنے کی اطلاع مجھے آج ہی ملی تھی، یہ پورا محل جدید سیکورٹی
کیمروں سے آراستہ ہے، آپ کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

یہ کہہ کر ڈاکٹر نے ایک دراز کھولی اور ایک جدید فون زوار کی طرف بڑھایا۔

"یہ آپ کے لئے ہے، اسکی کال ٹریس نہیں ہو سکتی ہیں اور میں اور میرا اسٹاف بھی آپکی مدد کے
لئے حاضر ہیں۔"

زوار نے اس سے فون لیا اور اسی کمرے میں موجود باتھ روم میں چلا گیا، وہاں اس نے بریگیڈر
سے رابطہ کیا اور ساری رپورٹ تفصیل سے دی، آگے کیلئے اپنی پلاننگ بتائی۔ وہ زویا کے معاملے
میں کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتا تھا لحاظہ اس نے بریگیڈیر افتخار کو خود آنے کو کہا تھوڑی دیر وہ
بات کر کے واپس آیا اور ڈاکٹر سے مخاطب ہوا۔

"مسز زوار کو کب تک ہوش آجائیگا؟"

"میجر انکوزبردست نروس اٹیک ہوا ہے، شکر ہے بریک ڈاؤن نہیں ہوا، کم سے کم نو یا دس گھنٹے تو
لگیں گے۔"

زوار تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔

"اوکے ڈاکٹر آپ اپنی کسی نرس کا انتظام کریں اور اسے زویا بنا کر پیش کریں اور زویا کو یہاں سے راتوں رات نکال کر پاکستان امبسی میں پہنچا دیں۔ بریگیڈ رافخار خود آرہے ہیں رات کو وہ زویا کو وہاں سے لیجائیں گے۔"

"مگر میجر شہزادہ فہد کریبی تو مدد کے لئے تیار ہیں، پھر اتنی رازداری کیوں؟"

"ڈاکٹر پلیز جیسا کہ آپ نے کہا اور میری اپنی معلومات کے مطابق بھی یہ جگہ سیف نہیں ہے لحاظ میں یہاں رکنے کا رسک نہیں لینا چاہتا ہو۔۔۔ بس آپ زویا کو نکالنے اور جعلی زویا کو یہاں لانے کی تیاری کریں۔"

یہ کہہ کر زوار کمرے سے نکل کر زویا کے روم میں آیا، وہاں نرس چوکس کھڑی تھی اس نے قریب آکر زویا کو ایک نظر دیکھا۔ وہ دنیا جہاں سے بے خبر بیہوش تھی، وہ اسکے قریب آیا چہرے سے سنہری لٹوں کو ہٹایا پھر اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے کان کے پاس آکر سرگوشی کی۔

"مسز زی جلدی سے ہوش میں آ جاؤ۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ ڈیڈ آر ہے ہیں، اب تم اپنے سسرال جا رہی ہو، تم سے جلد ہی اپنے گھر باضابطہ میں ملاقات ہوگی۔"

یہ کہہ کر اس نے زویا کے اوپر چادر ڈھک دی اور نرس کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر اور نرس سے پوری بات کر کے اب زوار جعلی زویا کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ بریگیڈ ر افتخار خود ڈرائیور کے بھیس میں آرہے تھے تاکہ زویا کو باحفاظت انتہائی رازداری سے اپنے ساتھ اپنے اور زوار کے گھر کیلگری لے جائیں۔ اور دشمن یہی سمجھتے رہیں کہ زویا قطری شہزادے کے محل میں زوار کے ساتھ ہے۔

شہزادہ فہد کریمی بلال اور صوفیہ کو لیکر محل کے اندرونی حصے میں بنے کمروں کی جانب لیکر آیا اور ایک کمرے کے آگے رکتے ہوئے بلال سے مخاطب ہوا۔

"برادر یہ آپ کا کمرہ ہے آپ آرام کریں اور فریش ہو جائیں تو شام کی چائے پر آپ کو ملازم لینے آ جائیگا۔"

یہ کہہ کر اس نے صوفیہ کی طرف دیکھا۔

"چلیں مادام اب آپ کو آپکاروم دکھا دوں۔"

بلال جو پہلے ہی اسکی آنکھوں میں صوفیہ کو دیکھ کر جو چمک آئی تھی دیکھ چکا تھا اس نے تیزی سے صوفیہ کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے حصار میں لیا اور اس سے پہلے صوفیہ کچھ کہتی تیزی سے بولا۔

"محترم یہ میری وائف ہے، اس لئے الگ روم کی ضرورت نہیں ہے، آپکا بہت شکریہ۔"

یہ کہہ کر بلال نے صوفیہ کو اندر کھینچا اور فہد کریبی کو خدا حافظ کہا۔ اسکے جانے کے بعد صوفیہ نے بلال کو دھکا دینے کی کوشش کی، پر بلال نے اسے جکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور کان میں سرگوشی کی۔

"اس کمرے میں کیمرے لگے ہیں، ایک تو دروازہ کی نوب پر ہے لہذا احتیاط کرو۔"

یہ کہہ کر اس نے صوفیہ کو اپنے سے الگ کیا۔

صوفیہ پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، وہ بھی شہزادے کی آنکھ میں ہوس نوٹ کر چکی تھی مگر اسے اپنے اوپر پورا بھروسہ تھا کہ وہ اسکا شکار نہیں بن سکے گی مگر یہ بلال ہمیشہ اس کا باپ بننے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ تنگ کر اندر واش روم کی جانب گئی پھر اس نے بلال کو آواز دی۔

"مسٹر ہسبنڈ ذرا میرے بیگ سے شیمپو تو دینا۔"

بلال نے گھور کر واش روم کے دروازہ کو دیکھا اور پھر بڑبڑاتے ہوئے اس چڑیل کا بیگ کھولا اور اندر سے ایک مینی شیمپو برآمد کر کے واش روم کے دروازہ پر آکر ناک گیا۔

صوفیہ نے دروازہ کھولا اور اس کو اسکے بازو سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا۔

"بدھو میں تمہیں واش روم میں بلا رہی تھی کیونکہ یہاں کیمرے نہیں ہیں تاکہ ہم آگے پلان کر سکیں، شکر ہے تم انٹیلیجنس میں نہیں ہو اشارہ ہی نہیں سمجھتے۔"

بلال نے اس خوبصورت بلا کو گھورا۔

"سیکریٹ ایجنٹ صوفیہ اگر میں انٹیلیجنس میں آگیا تو تم میرے انڈر کام کرو گی۔"

" Very funny captain "

یہ کہہ کر صوفیہ نے بلال کو باتھ ٹب پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

" کیپٹن آگے کی کیا پلاننگ ہے، مجھے یہ جگہ اور لوگ مشکوک لگ رہے ہیں، ہو سکتا ہے یہ ہم سے اور دہشت گردوں دونوں سے ملے ہوئے ہوں، یعنی ڈبل کراس۔ "

بلال نے غور سے صوفیہ کو دیکھا۔

" ہمیں زوار بھائی سے مشورہ کرنا چاہیے، یقیناً انکے دماغ میں کوئی آئیڈیا ضرور ہوگا۔ "

یہ کہہ کر بلال باہر جانے لگا تو صوفیہ نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

" اگر تم ابھی باہر جا کر میجر زوار سے ملو گے تو ہو سکتا ہے وہ ہمیں ٹریپ کر لیں، تھوڑا ویٹ کرو ہو سکتا ہے میجر زوار خود ہمارے پاس آئیں۔ "

" ٹھیک ہے تو تم اس عظیم جگہ پر ویٹ کرو میں باہر بیڈ پر لیٹ کر ویٹ کرتا ہوں۔ "

صوفیہ تیزی سے اس کے آگے آگئی۔

"شرٹ اتارو۔"

بلال نے گھبرا کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"کیا ہے صوفیہ کہیں تمہاری نیت تو مجھ پر خراب نہیں ہو رہی ہے؟"

"احمق گدھے شرٹ اتار کر اپنا چہرہ اور بازو گیلے کرو جیسے فریش ہوئے ہو، وہ شہزادہ نامراد ہمیں

کیمرے میں دیکھ رہا ہو گا، ہم اتنی دیر سے اندر بند ہیں، اب ایسے ہی نکلیں گے تو وہ سمجھ جائیگا۔"

بلال نے اپنی شرٹ اتاری، اب وہ جینز اور بلیک بنیان میں تھا، نلکا کھول کر اپنا سر اور منہ گیلایا

اتنے میں صوفیہ نے اسے پھر مخاطب کیا۔

"تم سیدھے بیڈ پر جا کر لیٹ جانا اور کمبل منہ تک اوڑھ لینا، میں ٹرانسمیٹر اور اپنی ٹریکنگ ڈیوائس

تولیہ میں جھپا کر لاؤنگی اور بیڈ میں لیٹ کر کوڈورڈ میں منہ پر تکیہ رکھ کر میجر کو میسج بھیج دیں گے۔"

شہزادہ اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ صوفیہ جیسی طرح دار حسینہ پر اس کا دل بری طرح آیا تھا مگر

یہ سن کر کہ وہ شادی شدہ ہے وہ اسے چھوڑ آیا تھا۔ پردل سے کسک نہیں جا رہی تھی، اس نے

اپنے کمرے میں دیوار نما مونیٹر پر بلال کے کمرے کو زوم کیا، وہ صوفیہ کو دیکھنا چاہتا تھا اسے بلال واش روم سے نکالتا دکھائی دیا۔ بلیک جینز اور بنیان میں سے جھانکتے اس کے مضبوط ورزشی بازو بلا شبہ وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا شاہکار تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اسے صوفیہ گیلے بال جھٹکتی نکلتی نظر آئی، اس کے خوبصورت گھونگریالے بال اور ہوشربا سر اپا شہزادہ فہد کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ وہ چلتی ہوئی اپنے بیگ تک آئی اس نے اپنے بیگ سے کوئی موٹا سا کپڑا نکالا اور بال خشک کرتی اپنے ہسبنڈ کے پاس ہی لحاف میں گھس گئی۔ اب لحاف ہلتا نظر آرہا تھا۔ اس حسینہ نے اسے پاگل کر دیا تھا اور اسے بلال سے اس وقت صحیح کی رقابت اور جلن محسوس ہو رہی تھی۔

ابھی وہ کیمرے میں دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کے دروازہ پر کھٹکا ہوا، اس کا دست راست عبدالجبار دروازے پر مخصوص فون لئے کھڑا تھا۔

"عالی جناب تنظیم سے کال ہے محترم شہباز بات کرنا چاہتے ہیں۔"

اس نے فون لیا اور اسے جانے کا اشارہ کیا اور خود مانیٹر آف کر کے فون کی طرف متوجہ ہوا۔

"بولو شہباز کیسے یاد کیا ہے؟"

"ہمیں اپنے مخبروں سے پتا چلا ہے کہ کچھ پاکستانیوں نے تمہارے ہاں پناہ لی ہے، وہ ہماری تنظیم کو مطلوب ہیں، اگر تم انہیں ہمارے حوالے کر دو تو ہم یمن میں تمہارے تحفظات کا خیال رکھیں گے۔"

شہزادہ سوچ میں پڑ گیا، پاکستان سے ان کے اچھے تعلقات تھے، جنہیں وہ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ ان تنظیموں سے بھی بنا کر رکھنا چاہتا تھا کچھ لمحے سوچ کر اس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مگر میرا نام نہیں آنا چاہیے، تم اپنے آدمیوں کو بھیج کر حملہ کروادو، میں اپنی سیکورٹی ہٹا لیتا ہوں اور کیمرے بند کر دیتا ہوں تاکہ کو ثبوت نہیں رہے۔"

"ڈن ہم اپنی کمانڈو علینا حجازی اور اس کے ساتھیوں کو بھیج رہے ہیں، تم کسی طرح ان کو رات دیر تک روک کے رکھو۔"

بلال کے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد صوفیہ نے اپنی پونی کھول کر اپنے بالوں کو گیلا کیا، تاکہ کیمرے میں دیکھنے والوں کو لگے کہ وہ شاور لیکر نکلی ہے، اندر کمرے میں آئی تو بلال سر تک کمبل لپیٹا ہوا تھا وہ سیدھی اپنے بیگ کی جانب گئی اور تولیہ نکالنے کے بہانے اپنی ڈیوائس اور منی ٹرانسمیشن ڈیوائس تولیہ کے اندر لپیٹ کر بیڈ کی جانب بڑھی جدھر بلال اسکا ویٹ کر رہا تھا اس نے بھی سر تک لحاف تان لیا تھا۔۔۔۔۔

”اب کیا کرنا ہے؟“ بلال نے سرگوشی کی۔۔۔

”تم لحاف کو ایسے ہلاؤ جیسے ہم مستی کر رہے ہو میں میجر کو مورس کو ڈ میں میج بھیجتی ہوں“.....

صوفیہ نے ساری رپورٹ زوار کو دی، ابھی وہ رپورٹ دے ہی رہی تھی کہ اسکی ڈیوائس پر بلنگ ہونے لگی اس نے چیک کیا تو سیکیورٹی سسٹم ڈیفالٹ ہو رہا تھا اس نے فوراً زوار کو اطلاع دی کہ محل میں کوئی ورٹیول سیکیورٹی شو نہیں ہو رہی ہے یعنی کیمرے بھی کام نہیں کر رہے ہیں۔

شام گہری ہوتی جا رہی تھی۔ زویا ابھی بھی بیہوش تھی، بلال اور صوفیہ کو وہ کوڈورڈ میں پلان بتا چکا تھا۔ صوفیہ کی اطلاع کے مطابق سیکورٹی سسٹم کام نہیں کر رہا تھا اور تمام کیمرے بھی آف تھے۔ یہ ایک انتہائی تشویش ناک بات تھی، ابھی وہ کمرے میں زویا کے ساتھ تھا جب ڈاکٹر نے ہسپتال سے دوائیوں کے سٹاک کی وین کی اطلاع دی۔ کیمرے آف تھے اس سے اچھا موقع نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک سنہرے بالوں والی لڑکی ڈرائیور کے ساتھ تھی، جسے ڈمی زویا بنا کر لٹایا تھا اور ڈرائیور کے روپ میں بریگیڈر افتخار خود تھے۔ زوار کو اپنے ڈیڈ کو دیکھ کر تسلی ہوئی اب وہ زویا کو آرام سے انکے حوالے کر سکتا تھا، ڈمی زویا کو بیڈ پر لٹا کر بیہوش کر دیا گیا اور اصلی زویا کو زوار نے بریگیڈر افتخار کے حوالے کر دیا۔

"ڈیڈ آپکی فلائٹ میں کتنی دیر ہے؟"

"تین گھنٹے ہیں، میں زویا کو لے کر سیدھا کیلگری جا رہا ہوں، وہاں تمہاری mom بیتابی سے اپنی بہو کا انتظار کر رہی ہیں، تم بھی اس معاملے سے نمٹ کر سیدھے گھر پہنچو۔"

"جی ڈیڈی آپ نکلیں اور پلیز زویا کا خیال رکھئے گا، میں انشاء اللہ کچھ ہی دنوں میں آپ کو گھر پہ ملونگا۔" یہ کہہ کر وہ بریگیڈ رُ سے گلے ملا اور دوبارہ اندر چلا گیا۔

ابھی اندر آکر وہ ڈاکٹر سے بات کر رہی رہا تھا جب ایک باوردی آدمی آیا اور زوار کو مخاطب کیا۔

"سر ہمارے پرنس فہد کریبی آپ کا چائے پر انتظار کر رہے ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے زوار کو اپنے ساتھ لیا اور اندر کی جانب لے کر چلنے لگا۔

صوفیہ اور بلال نے لحاف کے اندر سے کوڈز میں زوار سے بات کر لی تھی، زوار نے انہیں محتاط رہنے کا کہا تھا اور ساتھ ہی رات ہوتے ہی نکل جانے کا اشارہ دے دیا تھا۔ زوار سے بات کرنے کے بعد اب ان دونوں کو شام کی چائے کا انتظار تھا تا کہ اس بہانے وہ محل سے باہر نکلنے اور چھپنے کے راستے دیکھ سکیں۔ وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کے نزدیک لیٹے ہوئے تھے تبھی بلال نے صوفیہ کو سرگوشی میں مخاطب کیا۔

"سنوزوار بھائی کو تو رپورٹ دے دی ہے، ویسے ہمارے پاس چند گھنٹے ہیں تم یہیں آرام سے لیٹی رہو، میں صوفے پر چلا جاتا ہوں تھوڑا آرام کر لیتے ہیں۔"

صوفیہ نے بلال کی بات کے جواب میں اسے ایک ہاتھ مارا اور خود بھی سرگوشی میں گویا ہوئی۔

"کیپٹن بلال مجھے تم پر اور خود پر پورا بھروسہ ہے، اس لئے چپ چاپ یہیں پڑے رہو۔"

بلال نے اسے دیکھا اور سرگوشی کی۔

"I am honoured my lady"

دونوں دوراتوں سے جاگے اور تھکے ہوئے تھے، ذرا سا آرام ملتے ہی دونوں کی آنکھ لگ گئی۔

شام گہری ہونا شروع ہو چکی تھی، بلال اور صوفیہ کو سوتے ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے جب بلال کی

آنکھ کھلی تو صوفیہ اس کے بالکل پاس کروٹ لئے سو رہی تھی، اسکی خوبصورت گھونگریالی زلفیں

اس کے چہرے کو ڈھکے ہوئی تھیں، اس نے دھیرے سے اس کے چہرے سے بال ہٹائے اور

اسے ٹکٹی باندھ کر دیکھنے لگا، جیسے اس کا ایک ایک نقش حفظ کر رہا ہو تبھی وہ ہلکا سا کسمائی تو اس

نے تیزی سے آنکھیں بند کر لیں ورنہ صوفیہ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہیں مار کٹائی شروع کر دیتی۔ چند لمحے ہی گزرے تھے جب انکے کمرے کا انٹر کام بجنے لگا۔ وہ دونوں اٹھ گئے، صوفیہ نے بلال کو فون اٹھانے کا اشارہ کیا۔ بلال نے انٹر کام پر بات کی اتنی دیر میں صوفیہ واش روم جا چکی تھی۔ اس کے آتے ہی بلال نے اسے مخاطب کیا۔

"شہزادہ فہد کریبی ہمارا چائے پر انتظار کر رہے ہیں، انکا ملازم دروازے پر ہمارا ویٹ کر رہا ہے۔"

صوفیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے بالوں کو لپیٹا پھر بلال سے مخاطب ہوئی۔

"تم تیار ہو کیا؟"

بلال نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ دروازہ کی طرف بڑھی بلال نے اسے کلائی سے پکڑ کر روکا۔

"صوفیہ جعلی ہی سہی پر ہو تو بیوی نا، پلیز میری عزت کا خیال کرو۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنی جیکٹ زبردستی اسے پہنا دی۔

ایک لمحے صوفیہ کو عجیب سے احساس نے چھوا پھر وہ سر جھٹکتی بلال کے پیچھے چل پڑی چند قدموں

میں ہی اس نے بلال کو جالیا۔

"اوہیلو۔۔ مسٹر فیک ہسبنڈ اگر کوئی پر اہلم آئی تو میں اس لمبے جیکٹ میں فائٹ کیسے کرونگی اس طرح تو میں ماری جاؤنگی نا۔"

بلال نے رک کر اسکی شہد آنکھوں میں جھانکا۔

"میں ہوں نا، تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔"

صوفیہ ہلکے سے مسکرائی۔

"چلو تم پر بھروسہ کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ دونوں چلتے ہوئے ایک عالیشان روم میں داخل ہوئے، جہاں چاروں طرف شیشے لگے تھے، آف وائٹ کلر کے صوفہ نما چیئر اور بیچ میں ریوالونگ شیشے کی گولڈ پلیٹڈ ٹیبل جو لوازمات سے بھری ہوئی تھی۔ میز پر زوار اور شہزادہ فہد کریبی موجود تھے۔ ان دونوں کو سلام کر کے وہ دونوں بھی میز پر بیٹھ گئے۔ اور خادماؤں نے سرو کرنا شروع کیا۔

چائے کے دوران ہی شہزادہ فہد کریبی نے زوار کو مخاطب کیا۔

"آپکا مریض کیسا ہے اب؟ چائے کے بعد ہم اس سے ملنے چلیں گے۔"

زوار نے کپ میز پر رکھا، ملازمہ اور چائے انڈیلنے کے لئے آگے بڑھی تو اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کرتے ہوئے شہزادے کی طرف متوجہ ہوا۔

"مریض ابھی بھی بیہوش ہے، صبح تک ہوش آئیگاتب میں اسے آپ سے ملواؤنگا، ویسے بھی میں سوچ رہا تھا کہ کہیں آپ ہماری وجہ سے کسی پریشانی میں نہ پڑ جائیں، اسی لئے اب ہم آپ سے جانے کی اجازت چاہیں گے۔"

زوار کی بات سن کر فہد کریبی چونک گیا۔

"مگر ابھی آپکا مریض تو ہوش میں نہیں ہے۔"

"جناب ہم اپنے مریض کو کسی ہسپتال شفٹ کر کے فلائٹ پکڑ کر پاکستان واپس جانا چاہتے ہیں، ہمارے ہائی کمشنر مریض کی ٹیک کیئر کر لینگے۔"

فہد کریبی کو سارا معاملہ ہاتھ سے نکلتا ہوا محسوس ہوا پر اس نے اپنے چہرے سے کچھ ظاہر نہیں کیا۔

"ٹھیک ہے میں ایمبولینس کا انتظام کرواتا ہوں اور آپ لوگ بھی تیار ہو جائیں، میرے آدمی آپ کو ایئرپورٹ چھوڑ دیں گے۔"

زوار نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی، زویا اس وقت بریگیڈر افتخار کے ساتھ دوحہ ایئرپورٹ پر تھی وہیل چیئر پر اور فلائٹ میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔

"شہزادہ فہد کریبی آپ کی میزبانی کا شکریہ ہمارے ہائی کمشنر گاڑی بھیج رہے ہیں ہمارے لئے بھی اور ہمارے مریض کے لئے بھی پلیز آپ مزید تردد نہ کریں۔"

شہزادے نے نشست برخاست کی۔

"شکریہ کی ضرورت نہیں، اب آپ آرام کریں جیسے ہی آپ کی گاڑی آتی ہے آپ کو اطلاع کر دی جائیگی۔" یہ کہہ کر شہزادہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

زوار بلال اور صوفیہ کو اشارہ کرتا کمرے سے نکل کر راہداری میں آ گیا۔

"تم دونوں اپنا سامان جو بھی ہے سمیٹ کر نرسنگ روم آ جاؤ، یہ کسی بھی وقت سیکورٹی کیمرے آن کر دیں گے، ہائی کمیشن وین بھیج رہے ہیں ہمیں فوراً نکلنا ہو گا اور جب تک یہ ہمیں پکڑنے کی کوشش کریں گے زویا یہاں سے جا چکی ہو گی۔"

یہ کہہ کر زوار آگے بڑھ گیا۔ بلال اور صوفیہ کمرے میں آئے اور جلدی سے اپنا سامان سمیٹا، صوفیہ نے اپنی ڈیوائس دیوار سے اتاری۔

"ابھی بھی کیمرے آف ہیں بلال جلدی کرو۔"

بلال نے اپنا رخ صوفیہ کی طرف موڑا۔

"کیا کہا تم نے دوبارہ کہو۔"

"میں نے کہا ابھی کیمرے بند ہیں جلدی کرو۔"

"نہیں میرا نام دوبارہ سے لو پلینز۔"

صوفیہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور دہرایا۔

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"بلال بلال بلال بلال اب خوش۔"

"اچھا لگا بغیر کپٹین اور کسی القاب کے بلال تمہارے منہ سے، ایک بات پوچھوں اگر کاٹ نہ کھاؤ تو؟" وہ قریب آ کر بولا۔

صوفیہ نے آنکھ کے اشارے سے اجازت دی۔

"اس مشن کے بعد مجھ سے شادی کرو گی؟"

صوفیہ نے بلال کی آنکھوں میں جھانکا۔

"Captain Bilal are you serious"

بلال نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔

"I don't know how and why but i know for sure i am damn "

"serious about you"

صوفیہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر دھیرے سے اسکے بازوؤں کے گھیرے سے نکلی۔

"بلال میری زندگی کا ایک مقصد ہے ایک مشن ہے جس کے لئے میں اس لائن میں آئی ہوں
شادی میری راہ میں نہیں ہے۔"

"صوفیہ تم ایک بار میری بن کر تو دیکھو، میں کبھی بھی تمہارے فرض کی راہ میں نہیں آؤنگا بلکہ
تمہاری مدد کرونگا۔"

بلال کے لہجے میں شدت تھی، تڑپ تھی، آنکھوں میں بلا کی دیوانگی تھی۔

صوفیہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"ٹھیک ہے کپٹین بلال! جس دن تم ایجنٹ بن گئے اور آئی ایس آئی میں ایک مقام حاصل کر لیا
میں اسی دن، اسی وقت، اسی لمحے تمہاری ہو جاؤنگی، یہ وعدہ ہے صوفیہ کا۔"

یہ کہہ کر صوفیہ نے ایک لمحے کیلئے بلال کے سینے پر سر رکھ دیا۔ بلال نے اسے کسی قیمتی شے کی
طرح تھام لیا چند لمحے وہ دونوں ایک ساتھ ایک دوسرے کو محسوس کرتے رہے پھر بلال نے
دھیرے سے اسے الگ کر کے اس کے ماتھے پر اپنے پیار کی نشانی چھوڑی۔

"ٹھیک ہے صوفیہ اس مشن کے بعد اب میں تمہیں ایک سپر ایجنٹ بننے کے بعد ہی ملونگا۔"

وہ دھیمے سے مسکرائی۔

"میں بھی تمہارا شدت سے انتظار کرونگی۔"

اس جادو بھرے لمحے سے نکل کر دونوں نے اپنا سامان اٹھایا اور نرسنگ روم کی طرف چل دیئے
جہاں زوار انکا انتظار کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شہزادہ فہد کریمی اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے شہباز سے رابطہ قائم کیا۔

"شہباز تمہارے مطلوبہ افراد زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں محل سے نکل رہے ہیں بہتر ہو گا کہ

تم انہیں محل سے نکلنے کے بعد ہی گھیر لو اور اس طرح میرے تعلقات بھی خراب نہیں ہونگے

اور تمہارا کام بھی بن جائیگا بس ایک گزارش ہے۔"

"گزارش نہیں آپ حکم کریں۔"

"انکے ساتھ ایک لڑکی ہے، مجھے وہ چاہیے کسی بھی قیمت پر وہ مجھے اپنے حرم میں چاہیے۔"

بلال اور صوفیہ زوار کے پاس پہنچ چکے تھے، زوار نے جعلی زویا کو ڈاکٹر سے کہہ کر ہٹوا دیا تھا اور گاڑی میں ایک ڈمی ڈول کا انتظام کر دیا تھا، جسے چادر سے ڈھک دیا گیا تھا۔ اسے بریگیڈر سے سگنل مل چکا تھا وہ اور زویا پلین میں تھے اور ٹیک آف ہو چکا تھا۔

شہزادہ فہد کریبی انہیں خدا حافظ کرنے کے لئے موجود تھا۔

"عزیزم زوار صاحب! آپ نے ہمیں میزبانی کا موقع نہیں دیا مگر چلئے آپ خیریت سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں، زندگی رہی تو دوبارہ آپ کی میزبانی کریں گے۔"

"شکریہ محترم فہد کریبی! ابھی تو کام زیادہ نہیں تھا مگر ضرور اگر کبھی ضرورت پڑی تو ہم آپ کے پاس ضرور آئیں گے۔"

یہ کہہ کر بلال نے زوار اور صوفیہ کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ہاتھ ملاتا ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا، اب انکارخ ایئرپورٹ کی جانب تھا۔ جہاں سے فلائٹ لینی تھی بلال اور صوفیہ کو پاکستان کی اور زوار کو اپنے گھر جانے کے لئے جہاں زویا تھی اس کی اپنی زویا جس کا تصور ہی اسے

سارے تفکرات سے آزاد کر دیتا تھا۔ اب تک اس نے زویا کو روتے ہوئے ہی دیکھا تھا پر اب وہ چاہتا تھا کہ زویا اس کے ساتھ ہنسے مسکرائے اور ایک بھرپور زندگی گزارے، جب جب وہ اپنے مشن سے واپس آئے، زویا اس کا استقبال کرے اور ساری تھکن اتار دے اور جب وہ اپنے مشن پر جائے تو اسکی دعاؤں کے حصار میں ہو، زویا کے لبوں پر اس کی کامیابی اور سلامتی کی دعا ہو، ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ڈرائیور نے گاڑی کا رخ پہاڑی علاقوں کی جانب موڑا۔ زوار نے چونک کر اسے دیکھا۔

"یہ راستہ تو ایئرپورٹ نہیں جاتا، یہ تو علاقہ غیر ہے تم اس طرف کیوں جا رہے ہو، گاڑی روکو۔"

مگر ڈرائیور نہیں رکا بلکہ اس نے سپیڈ پوری رفتار پر کر دی۔ وہ تینوں محتاط ہو چکے تھے یہ انکا ڈرائیور نہیں تھا۔ یقیناً ڈرائیور تبدیل کر دیا گیا تھا گاڑی کی رفتار انتہائی تیز تھی دھول اڑ رہی تھی اور گاڑی تیزی سے ویرانے کی طرف جا رہی تھی جیسی زوار نے اپنی گن نکالی۔

"گاڑی روکو ورنہ تمہیں مار دیا جائیگا۔"

ڈرائیور اب بھی کچھ نہیں بولا اور زوار نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور دروازہ کھول کے پوری قوت سے اسے باہر کی طرف دھکیل دیا۔ اب گاڑی آؤٹ آف کنٹرول ہو چکی تھی وہ تیزی سے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھالتا، ڈرائیونگ سیٹ پر آیا پیچھے سے بلال بھی آگے کی سیٹ کی طرف اچک کر آگیا۔ زوار نے گاڑی کو کنٹرول میں کیا مگر اس سے پہلے کہ وہ گاڑی کا رخ موڑتا چاروں طرف سے ہتھیاروں سے مزین افراد اور گاڑیوں نے انہیں گھیر لیا تھا۔

بلال زوار اور صوفیہ کے چہرے تن گئے تھے، اب وقت آگیا تھا کہ ان دہشت گردوں سے سامنا کیا جائے، زوار نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

Team are you ready to fight with these"

" terrorists

بلال اور صوفیہ نے پر جوش آواز میں کہا۔

YES SIR IN THE NAME OF ALLAH AND IN THE NAME "

" OF PAKISTAN

”او کے، بلال گاڑی کی سیٹوں کو اکھاڑو، یہ ہماری گاڑی ہے یقیناً اندر مشین گن ہوگی جتنی بھی ہوں نکال لو اور صوفیہ کیا تمہارے پاس دھواں بم ہیں، جتنے بھی ہیں نکال لو اور تقسیم کرو۔“

صوفیہ نے بیگ سے چار چھوٹے ٹینس بال سائز کے دھواں بم نکالے اور زوار کو دیئے، اتنی دیر میں بلال سیٹ کے نیچے سے دو جدید ماڈل کی فلی لوڈڈ مشین گن نکال چکا تھا، زوار نے ایک دھواں بم بلال کو دیا، دو صوفیہ کو اور ایک خود رکھا۔

”بلال ایک گن تم رکھو اور ایک صوفیہ کو دو۔“

”مگر میجر آپ۔۔۔؟“ صوفیہ نے فوراً کہا۔

”You guys are both new and under training you need it“

یہ کہہ کر زوار نے دروازہ پر ہاتھ رکھا۔

”او کے ٹیم ساتھ اترتے ہیں، میں اترتے ہی دھواں بم پھینکوں گا، تم دونوں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بھی گاڑی کی آڑ لے لینا۔“

"بلال تم صوفیہ کو کور کرو اور صوفیہ میں انکی توجہ اپنی طرف کرتا ہوں، تم دونوں جتنے بندے گرا سکتے ہو گرا دو اور انکی کسی بڑی اسلحے والی وین پر قبضہ کرو، اگر ہم آپس میں نہ مل پائے تو سب اپنے طریقے سرپاک سرزمین پہنچنے کی کوشش کریں گے اور پہنچتے ہی ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ کریں گے۔"

وہ تینوں جانباز بخونی سے اتر گئے اور دھواں بم کے حملے کے بعد تیزی سے فائرنگ کر کے دہشت گردوں کو گرانے لگے، زوار کے ایک ہاتھ میں گن اور دوسرے میں تیز چاقو تھا۔ وہ اپنی راہ میں آنے والے ہر ظالم کو کاٹتا اور مٹاتا جا رہا تھا تبھی علینا حجازی اس کے سامنے آگئی۔ اسکا دست راست اور ہن اپنے کندھے پر راکٹ لانچر لئے ہوئے تھا جس کا رخ زوار کی جانب تھا کسی بھی لمحے وہ زوار کو اڑانے والا تھا۔

صوفیہ اور بلال بھی فائرنگ کر رہے تھے، بلال کا نشانہ بہت تیز تھا وہ کئی بندے مار چکا تھا جب اچانک ہی ایک گولی اسکا بازو چھوتے ہوئے گزر گئی، وہ زخمی تھا مگر پرہمت تھا اب تو مرنا ہے یا مار دینا ہے والے موڈ میں آچکا تھا۔ اب اس جوان کو روکنا بہت مشکل تھا۔

دوسری طرف صوفیہ انتہائی مہارت سے آگے بڑھ رہی تھی، وہ ایک اسلحہ سے بھری ٹینک نما
وین تک پہنچ چکی تھی جب اس کی نگاہ زوار پر پڑی جس کے اوپر ایک آدمی راکٹ لانچر لئے کھڑا
تھا، ایک لمحہ بس ایک لمحہ یہ سوچنے میں کہ زوار کی جان کتنی اہم ہے زوار جو ایک سپر ایجنٹ تھا
جس نے کم عمری میں ہی یہ فیلڈ جوائن کی تھی جس کے کیسز کو اکیڈمی میں اسٹڈی کروایا جاتا تھا
اور ایک طرف وہ جو ابھی سیکھنے کے مراحل میں تھی، بس فیصلہ ہو گیا اور اس نے اسلحے سے
بھری وین کو فل سپیڈ میں علینا حجازی اور اور ہن کی طرف کر دیا، علینا اور اور ہن دونوں نے تیزی
سے اسلحہ بردار وین کو اپنی طرف آتے دیکھا اور اور ہن نے لانچر کا رخ وین کی طرف کر دیا اور
فائر کر دیا، دوسری طرف وہ وین بھی آکر ان سے ٹکرا گئی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا ہر طرف
دھواں ہی دھواں تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا، ریت اڑ رہی تھی خون ہی خون تھا،
اس وین نے کئی دہشت گردوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور جو بچے تھے، بلال اور زوار مردانہ وار
مقابلہ کر رہے تھے، بلال کو اب صرف شہادت کی تمنا تھی، وہ لڑے چلے جا رہا تھا کئی گولیاں اسے
چھو کر گزر چکی تھی جب اچانک اسے گولی لگی اور وہ گر گیا۔۔۔

جو تھوڑے بہت مجرم بچے تھے، وہ اپنے لیڈرز کا حال دیکھ کر ہتھیار پھینک چکے تھے، موت کا سا سناٹا اور بلال ایک ٹک سے اپنے زخمی وجود کو تھامے دھویں کے مرغولوں کو دیکھ رہا تھا، جب اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور اس کے گریبان میں جذب ہو گیا۔

بلال کی آنکھ کھلی تو وہ ہسپتال میں تھا، کرنل جہانگیر اور میجر زوار دونوں اس کے پاس کھڑے تھے۔ وہ چند لمحے صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا پھر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

”ڈیڈ آپ یہاں؟ زوار بھائی کیا ہم پاکستان میں ہیں؟“

زوار نے پاس آکر بلال کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

”کیپٹن شکر ہے اب تم بہتر ہو، تمہیں دو گولیاں چھوتی ہوئی گزر گئی اور دو تمہارے کندھے اور

پیٹھ پر لگی تھیں، تم نے اس مشن میں میرا بھرپور ساتھ دیا، مجھے تم پر فخر ہے۔۔۔“

”زوار بھائی ہم کدھر ہیں؟ صوفیہ کہاں ہے؟“

کرنل جہانگیر نے آگے بڑھ کر بلال کو اٹھنے میں مدد دی اور زوار کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بلال سے مخاطب ہوئے۔

“بلال بیٹا تم دو روز کے بعد آج ہوش میں آئے ہو ابھی ہم دوحہ میں ہیں۔“

بلال نے زخمی نظروں سے زوار کو دیکھا۔

“زوار بھائی پلیز مجھے بتائیں صوفیہ کا کیا ہوا؟“

زوار نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھا اور اس کا کندھا تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔ اسے چند گھنٹے بعد فلائٹ پکڑنی تھی، پر اس کا دل بہت اداس تھا۔۔۔

زوار کے جاتے ہی کرنل جہانگیر نے بلال کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اپنے مخصوص فوجی اسٹائل میں گویا ہوئے۔

"Gentleman get up its time to go back"

صبح سویرے کا وقت تھا، کمرے کی کھلی کھڑکی سے پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں آرہی تھیں، وہ دنیا جہاں سے بے خبر گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔ دلکش چہرے پر معصومیت چھائی ہوئی سنہری زلفیں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ اسکے سرہانے رکھا الارم بجے جا رہا تھا پر اس کی پر سکون نیند پر کوئی اثر نہیں پڑا مگر الارم تیز ہوتا چلا گیا تو اس نے تنگ آ کر اپنے خوبصورت چہرے سے لحاف ہٹایا اور الارم کلاک کو گھور کر دیکھا۔ الارم بند کرنے کے بعد اس نے بے فکر انداز میں ایک توبہ شکن انگڑائی لی اور آنکھیں مسلتے ہوئے دوسرے سرہانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ اپنا گاؤن اٹھا سکے مگر اسکا ہاتھ کسی انسانی وجود سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی۔ زوار نے تیزی سے اٹھ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا۔

”کیا ہے مسز، لگتا ہے تم نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم جب بھی ملینگے تم چیخ مار کر مجھ مظلوم کا استقبال کیا کرو گی۔۔۔ شکر ہے کہ ہمارا بیڈ روم ساؤنڈ پروف ہے۔“

زویا پھٹی پھٹی آنکھوں سے زوار کو دیکھ رہی تھی، جو انتہائی دلکشی سے اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا مسکرا رہا تھا، زوار کے ہاتھ ابھی بھی اسکے ہونٹوں پر تھے.....

”او کے مائی ڈئیر مسز میں اپنے ہاتھ ہٹا رہا ہوں، خدا را چیخنا نہیں، بڑی مشکل سے تم تک آیا ہوں
ایک اچھا سا استقبال تو میرا حق ہے۔“

یہ کہہ کر اس نے دھیرے سے اپنے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔

زویا نے بیقراری سے اس کے ہاتھ تھامے۔۔

”آپ ٹھیک ہیں نا۔۔؟ کب آئے؟ مجھے کیوں نہیں اٹھایا؟ کیا میرے بابا بھی آئے ہیں؟ پلیز
بتائیں بابا کدھر ہیں؟“

زوار آنکھوں میں محبت بھرے اسے دیکھ رہا تھا، جب اس نے زویا کو یہاں بھیجا تھا تو وہ کمزور اور
بیہوش تھی مگر آج اسکی سنہری رنگت چمک رہی تھی، گالوں پر سرخی چھائی ہوئی تھی، آنکھوں
کے سبز نگینے اسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے، اس نے ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی کمر میں
ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا اور پیار سے اسکے ماتھے کو چوما۔۔۔

”زویا میری جان کچھ باتیں کچھ الجھنیں سمجھ نہیں آتی ہیں، انہیں وقت پر چھوڑنا پڑتا ہے۔“

”مگر میجر سر میرے بابا کیا واقعی میرے بابا۔۔۔ وہ اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکی۔“

”زویا مجھے پورا یقین ہے کہ شیری چاچو زندہ ہیں، میرا تم سے وعدہ ہے کہ میں انہیں ڈھونڈ کر

لاؤنگا، بس تم ان کی لمبی عمر اور حفاظت کیلئے دعا کرو۔“

زویا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنے ہمسفر کو دیکھا۔

”پکا وعدہ؟“

”ہاں زویا پکا وعدہ، مرد کی زبان....“

زویا نے آہستگی سے اپنا سر زوار کے مضبوط سینے پر رکھ دیا اور اپنے آنسو پوچھنے لگی۔

زوار نے ایک گہری نظر اپنے سینے سے لگی اپنی جان عزیز پر ڈالی... پنک شرٹ اور پنک نائٹ ٹراؤزر، سنہری گھنے بالوں کی آبشار پشت پر پھیلی ہوئی، سرخ سیب سے گال، وہ اسے اپنی زندگی کا حاصل لگی۔ بے اختیار ہو کر اس نے اسے اپنے سینے سے جکڑ لیا اور اسکے سر پر بوسہ لیا۔

زویا کی آنکھیں شرم سے بند تھیں وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی زوار اس پر چھاتا جا رہا تھا اس نے ہمت کر کے لرزتے لہجے میں زوار کو مخاطب کیا۔۔۔

”میجر سر پلیز چھوڑیں، پلیز ایسے مت کریں۔۔۔“

زوار نے دھیرے سے اسکے کان سے بالوں کی آبشار ہٹائی اور کان کی لو کو دھیرے سے لبوں سے چھوتے ہوئے بولا۔

”میجر نہیں مسز میرا نام لوزوار۔۔۔“

زویا نے اپنی پوری کوشش کی مگر خود کو اسکی فولادی گرفت سے نہیں چھڑا سکی تو روہانسی ہو کر بولی

”پلیز چھوڑ دیجئے ورنہ میں پایا انکل اور ماما سے آپکی شکایت کرونگی۔“

اسکے معصوم انداز پر زوار کو زور سے ہنسی آئی۔۔۔ اس نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی نظروں کے سامنے کیا۔۔۔

وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی، شرم سے اسکا پورا چہرہ تپ رہا تھا، وجود لرز رہا تھا، زوار نے دھیرے سے اسے جھٹک دیا اور اسکے ماتھے سے اپنا ماتھا ہلکے سے ٹکرایا اور جذبوں سے بھرپور لہجے میں

بولا۔۔

“زویا میں بہت تھک کر تمہارے پاس آیا ہوں، تم میرا سکون ہو، میں چاہتا ہوں تم اپنے ان خوبصورت لبوں سے میرا نام لو اور تمہارے لبوں پر صرف اور صرف میرا نام ہو، پلیز زویا میرے لیے مجھے میرے نام سے پکارو۔۔۔“

اسکے لہجے میں ایک تڑپ ایک شدت تھی۔۔۔ زویا نے ہمت کر کے اپنی لرزتی پلکیں اٹھائی اور کپکپاتے لبوں سے دھیمے لہجے میں اسکا نام لیا۔

“زوار آپ۔۔۔“

ابھی وہ بات کر ہی رہی تھی کہ دروازہ بجا، وہ تڑپ کر الگ ہوئی اور منہ پھیر کر اپنے آپ پر قابو پانے لگی، زوار اسے گہری نظروں سے دیکھتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔

“اسلام و علیکم مام!“

“بیٹا اگر تم زویا سے مل لیتے ہو تو اسے لیکر تھوڑی دیر میں نیچے آ جاؤ تمہارے ڈیڈ انتظار کر رہے ہیں۔“

یہ کہہ کر وہ ایک پیار بھری نظر زوار پر ڈالتی نیچے چلی گئی۔۔۔ زوار زویا کی طرف پلٹا۔

“چلیں مسز آپکے سر صاحب کا بلاوا آیا ہے۔“

زویا تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی تو زوار نے کلائی سے اسے تھام کر روکا۔

”میرے سامنے تم جیسا بھی رویہ اور حلیہ رکھو سر آنکھوں پر، مگر بیڈ روم سے باہر تم ایسے نہیں جا سکتی۔“

زوار کی اچانک آمد اور گرم جوش رویہ اور معنی خیز گفتگو نے اسے پزل کر دیا تھا، اسے خیال ہی نہیں رہا کہ وہ اب تک نائٹ ڈریس میں تھی۔۔۔ شرمندگی سے اس کا برا حال تھا وہ تیزی سے کیبنٹ سے ڈریس کھینچتی واش روم کی طرف چینج کرنے چلی گئی۔۔۔ اس کے چینج کر کے آتے ہی زوار نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر دوپٹہ ڈالا اور اس کا ہاتھ تھام کر نیچے ہال روم میں آگیا۔۔۔

زویا نے پایا انکل بریگیڈیئر افتخار اور مام کو سلام کیا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی، ناشتے سے فارغ ہو کر بریگیڈیئر افتخار نے زویا کو مخاطب کیا۔

”زویا بیٹی! اب آپ اپنے گھر میں ہیں زوار اور ہم سب اپنی بہو کم بیٹی کے ساتھ ہیں۔۔۔۔ آپ اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہیں۔۔۔ اور ہماری خواہش ہے کہ تم دونوں بچے خوشی خوشی اپنی

شادی شدہ زندگی کی شروعات کرو، ابھی زوار ایک سال تک کچھ اسائنمنٹ میں بڑی ہے، پر ہم وقت نکال کر پاکستان میں تم دونوں کا دھوم دھام سے ولیمہ کریں گے۔۔

زویا نے رضامندی سے اپنا سر جھکا دیا، پر زوار اپنی عقابی نظروں سے اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ چکا تھا۔۔ سب کے اٹھتے ہی وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بیڈ روم میں لے آیا۔۔ اسے بیڈ پر بٹھانے کر خود دوزانو ہو کر اسکے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور انتہائی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

"زویا میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اگر میں ہمارے لیے کوئی فیصلہ لوں تو کیا تمہیں منظور ہو گا؟" زویا نے اپنی نظریں اٹھائیں۔

"جی مجھے یاد ہے آپکی ہر بات ہر فیصلہ مجھے منظور ہے۔"

زوار نے دھیرے سے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"زویا میں جانتا ہوں کہ تم شیریں چاچو کے بغیر نئی زندگی شروع کرنا نہیں چاہتی ہو اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہم چاچو کی دعاؤں میں اپنی زندگی کا آغاز کریں۔

"میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم اب میرے ساتھ رہو، مئی ڈیڈی اور سب دنیا والے یہی سمجھیں گے کہ ہم ایک دوسرے کو اپنا چکے ہیں مگر اب میں شیری چاچو کی تلاش میں نکلونگا۔

میرا نیا اسائنمنٹ آچکا ہے، میں کچھ مہینوں کے لئے ترکی جارہا ہوں، وہاں سے واپسی پر کسی بھی انکار کی گنجائش نہیں ہوگی، ہم انشاء اللہ اپنی ازدواجی زندگی شروع کر دیں گے، بس تم اپنا سٹڈ میک کرنا شروع کر دو۔"

اگلی صبح زوار بلیک جینز بلیک ٹی شرٹ میں اپنا بیگ اٹھائے جانے کو تیار تھا، زویا نے ایک نظر اسے دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی سلامتی کی دعا مانگتے ہوئے اس کا تصور کر کے حصار کھینچنے لگی، جب بریگیڈر صاحب کی آواز سنائی دی۔

"بیگم زویا کا بیگ کدھر ہے؟"

مسز افتخار زویا کا بیگ لے کر آئیں اور اس کا ہاتھ چوما۔

"جاؤ بیٹا خوشی خوشی جاؤ اور خیریت سے واپس آنا۔"

وہ ہکا بکا سب کو دیکھ رہی تھی جب زوار نے اس کا ہاتھ تھاما اور باہر نکل گیا۔

"میجر سر!" زوار نے اسے ایک زوردار گھوری سے نوازاتو وہ گڑبڑائی۔

"زوار میں کدھر جا رہی ہوں؟"

"مسز زی ایک نیا ملک، ایک نیا مشن اور میری پیاری سی وائف۔"

زویا کے چہرے پر اطمینان بکھر گیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں ایک نئے سفر پر روانہ ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

آپ کی رائے کا انتظار ہے۔

سیما شاہد
